بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 48
ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ
بدر
قادیان
قرآن مجید نمبر

The Weekly **BADR** Qadian

Postal Registration No:p/GDP-23

شمارہ 29/30
شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ

8/15 ربیع الثانی 1420 ہجری 22/29 وفا 1378 ہش 22/29 جولائی 1999ء

لندن ۲۴ جولائی (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ۔ کل حضور انور نے شہداء احمدیت کے تذکرہ کے سلسلہ میں آخری خطبہ ارشاد فرمایا اور جلسہ یو کے کی آمد آمد کے پیش نظر مہمانان کے عزت و اکرام کے تعلق سے احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات پیش فرمائے۔ پیارے آقا کی صحت و تندرستی، و درازی عمر، مقاصد عالیہ میں فائز المرامی۔ خصوصی حفاظت اور جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے درخواست دُعا ہے۔

بنی نوعِ انسان کو ہدایت و رحمت عطا کرنے والا آسمانی صحیفہ،

قرآنِ مجید

ارشاداتِ رَبّانی کی روشنی میں

☆-ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۔ فِيْهِ ۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ٥ (بقرہ: آیت ۳)

- ترجمہ: یہی کامل کتاب ہے، اِس (امر) میں کوئی شک نہیں متقیوں کو ہدایت دینے والی ہے۔

☆-اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ٥ (حجر: آیت ۱۰)

اس ذکر (یعنی قرآن) کو ہم نے ہی اُتارا ہے اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کریں گے۔

☆-وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ٥ (بنی اسرائیل: آیت ۸۳)

اور ہم قرآن میں سے آہستہ آہستہ وہ (تعلیم) اتار رہے ہیں جو مومنوں کے لئے تو شفا اور رحمت (کا موجب) ہے اور ظالموں کو صرف خسارہ میں بڑھاتی ہے۔

☆-اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۔ (شوریٰ: آیت ۱۸)

اللہ وہ ہے جس نے کتاب (یعنی قرآن کریم) کو حق اور میزان کے ساتھ اُتارا۔

☆-اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ ۔ (بنی اسرائیل: آیت ۱۰)

یہ قرآن یقیناً اس (راہ کی) طرف راہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ درست ہے۔

☆-مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ۔ (الانعام: آیت ۳۹)

ہم نے اِس کتاب (قرآن کریم) میں کچھ بھی کمی نہیں کی۔

(یعنی تعلیماتِ ضروریہ میں سے کوئی چیز قرآن کریم سے باہر نہیں رہی)

☆-اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۔ (الطارق: آیت ۱۴)

یعنی قرآن یقیناً قطعی اور آخری بات ہے۔ (جو ہر ایک امر میں سچا فیصلہ دیتا ہے)

☆-فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ٥ (بیّنہ: آیت ۴)

یعنی اِس قرآن میں قائم رہنے والے احکام ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جوامع الْکَلِم

عظمتِ قرآن بزبان حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

☆-خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ (بخاری)

ترجمہ: تم میں سے بہتر وہ ہے جو خود قرآن پڑھتا ہے اور (دوسروں کو) پڑھاتا ہے۔

☆-لَا حَسَدَ اِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: دو قسم کے لوگوں پر رشک جائز ہے۔ ایک وہ کہ اللہ نے اُسے قرآن دیا اور وہ رات کو اس کے ذریعہ قیام کرتا ہے اور دن کو بھی۔ دوسرا وہ شخص کہ اللہ نے اس کو مال دیا وہ اس میں سے دن رات (نیکی کے کاموں میں) خرچ کرتا ہے۔

☆-مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ ۔ (مسلم)

ترجمہ: جو شخص سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں یاد کرے وہ دجّال کے شر سے بچایا جائے گا۔

☆-لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِيْ يُقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ ۔ (مسلم)

ترجمہ: اپنے گھروں کو مقبرے نہ بناؤ۔ جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس سے شیطان بھاگتا ہے۔

☆-اِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهٖ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ ۔ (ترمذی)

ترجمہ: جسکے سینہ میں قرآن کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں وہ (سینہ) ویران گھر کی طرح ہے۔

☆-مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ ۔ (ترمذی)

ترجمہ: جو شخص کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھے اس کے عوض نیکی ہے۔ اور نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ مَیں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

☆-اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ (مسلم)

ترجمہ: قرآن کریم کی تلاوت کیا کرو کیونکہ قرآن کریم قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کیلئے شفیع بن کر آئے گا۔

☆-يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ : اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَاِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَؤُهَا ۔ (ترمذی)

ترجمہ: صاحب قرآن سے (قیامت کے دن) کہا جائے گا کہ قرآن کریم کی تلاوت کرو اور جنت کے بلند تر درجات کی طرف بڑھتے چلو۔ اور اسی طرح ترتیل سے پڑھو جس طرح تم دنیا میں ترتیل سے پڑھا کرتے تھے۔ کیونکہ تیری منزل وہ ہے جہاں تو (اپنی حفظ کردہ) آخری آیت کی تلاوت کرے گا۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم-اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ
ہفت روزہ بدر قادیان **اداریہ** 22/29 جولائی 1999ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا عشق

(۳)

گزشتہ گفتگو میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ مبارک وجود ہیں جنہوں نے اس دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی روحانی آنکھوں سے دیکھ کر اس طرح عشق کیا جس طرح آج سے چودہ سو سال قبل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کو اپنی جسمانی آنکھوں سے دیکھ کر کیا۔ ہم نے گزشتہ گفتگو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار آپ کے ان الہامات اور رؤیا و کشوف کا تذکرہ کیا تھا جن میں آپ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال عشق و اطاعت اور آپ کے روحانی طور پر روشن مستقبل کی تابناک خبریں مضمر تھیں۔

چنانچہ انہی الہامات و رؤیا و کشوف کی تعبیر آپ کی جان کے روئیں روئیں میں اور آپ کی تمام زندگی میں آپ کے پیش کردہ منثور و منظوم کلمات طیبات میں اور آپ کی زندگی کے ایمان افروز واقعات میں دیکھی جا سکتی ہے آج کی اس مجلس میں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں گندھے ہوئے آپ کے منثور و منظوم کلام کے کچھ نمونے پیش کرتے ہیں۔

آپ کی مبارک تحریر جو منثور و منظوم ہر دو اصناف پر مشتمل ہے آپ کے زمانہ جوانی سے ہی جاری ہے یہ زمانہ بالعموم تو ۱۸۸۰ء سے شروع ہوتا ہے جبکہ آپ نے اسلام کی حقانیت اور قرآن مجید کی صداقت کے روشن و لاجواب دلائل سے بھرپور براہین احمدیہ کتاب تصنیف فرمائی لیکن عشق محمدی میں ڈوبے ہوئے آپ کے بعض مضامین جو ملک کے اخبارات و رسائل میں شائع ہوتے رہتے تھے اس دور سے بھی پہلے کے موجود ہیں اور آپ کا یہ روحانی کلام آپ کی وفات سے چند روز قبل ۱۹۰۸ء تک ۸۰ سے زائد آپ کی اردو فارسی اور عربی کتب میں جاری رہا ہے اور تیس سال کے اس عرصہ میں پہلے روز سے لے کر آخری روز تک آپ کے مبارک و روح پرور کلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا اور آپ کی ذات اقدس کا تذکرہ پہلے سے بڑھ کر حسین سے حسین تر ہوتا رہا ہے۔

صداقت کے دشمن بعض ملاں یہ جھوٹ بولتے ہیں کہ مرزا صاحب کی تحریرات کے دو زمانے ہیں ایک وہ زمانہ ہے جس میں کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے تھے لیکن ان کے نزدیک آپ پر نعوذ باللہ ایک ایسا زمانہ بھی آیا تھا جبکہ آپ نے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل بلکہ آپ سے بھی بڑھ کر ہونے کا اقرار کیا تھا۔

ایسا شرمناک جھوٹ بولنے والے ان تمام ملاؤں سے ہماری گزارش ہے کہ اگر ان کے اندر سچائی کی ذرا سی بھی رمق ہے تو وہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی کوئی ایسی تحریر نکال کر تو دکھائیں جس میں آپ نے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی ہو بلکہ ہم تو یہاں تک عرض کرتے ہیں کہ بعض ملاؤں نے جو اپنے دور کے بڑے علماء میں شمار کئے جاتے ہیں جن میں دیوبندی مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی خاص طور پر شامل ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو اپنی طرف منسوب کرنا (لیکن خفیہ طور پر) باعث فخر سمجھتے ہیں۔

ان سب باتوں سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم حضور اقدس علیہ السلام کے دو ایسے اقتباس پیش کرتے ہیں جن میں سے ایک تو ابتدائی زمانے کا ہے اور دوسرا آپ کی وفات سے چند روز قبل کے اس لیکچر کا جو آپ کی وفات کے بعد پنجاب یونیورسٹی لاہور میں پڑھ کر سنایا گیا تھا۔

آپ اپنی پہلی تصنیف براہین احمدیہ میں فرماتے ہیں:

"اصل حقیقت یہ ہے کہ سب نبیوں سے **افضل وہ نبی ہے کہ جو دنیا کا مربی اعظم**۔ یعنی وہ شخص کہ جس کے ہاتھ سے فساد اعظم دنیا کا اصلاح پذیر ہوا جس نے توحید گم گشتہ اور ناپدید شدہ کو پھر زمین میں قائم کیا جس نے تمام مذاہب باطلہ کو حجت اور دلیل سے مغلوب کر کے ہر ایک گمراہ کے شبہات مٹائے جس نے ہر ایک ملحد کے وساوس دور کئے اور سچا سامان نجات کا... اصول حقہ کی تعلیم سے ازسر نو عطا فرمایا پس اس دلیل سے اس کا فائدہ و افاضہ سب سے زیادہ ہے اس کا درجہ اور رتبہ بھی سب سے زیادہ ہے۔ اب تاریخ بتلاتی ہے۔ کتاب آسمانی شاہد ہے اور جن کی آنکھیں ہیں وہ آپ دیکھتے ہیں کہ وہ نبی جو بموجب اس قاعدے کے سب نبیوں سے افضل ٹھہرتا ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"۔ (براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۰۷ حاشیہ)

پھر آپ اپنے آخری لیکچر پیغام صلح میں مرتے دم تک اسلام اور عشق محمدی پر قائم رہنے کی تمنا کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ہیں ان سے ہم کیونکر صلح کریں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔" (پیغام صلح صفحہ ۳۰)

اسی طرح آپ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں — دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں — خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے — جان و دل اس راہ پر قربان ہے

(ازالہ اوہام حصہ دوم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں پیش کردہ اپنی ایک لامثال نعت میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نور سے تشبیہ دے کر فرماتے ہیں:

اُس نور پر فدا ہوں اُسی کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

ذیل میں آپ کے ستر اشعار پر مشتمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھے گئے عربی قصیدہ کے چند اشعار بھی ملاحظہ فرمائیں۔ آپ لکھتے ہیں:

يَا عَيْنَ فَيْضِ اللّٰهِ وَالْعِرْفَانِ — يَسْعٰى اِلَيْكَ الْخَلْقُ كَالظَّمْاٰنِ

۱- ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ کے فیض اور عرفان کے چشمے لوگ تیری طرف سخت پیاسے کی طرح دوڑتے چلے آرہے ہیں۔

يَا بَحْرَ فَضْلِ الْمُنْعِمِ الْمَنَّانِ — تَهْوِيْ اِلَيْكَ الزُّمَرُ بِالْكِيْزَانِ

۲- اے انعام دینے والے اور احسان کرنے والے خدا کے فضل کے سمندر لوگ گروہ در گروہ کوزے لئے ہوئے تیری طرف بھاگے آرہے ہیں۔

يَا شَمْسَ مُلْكِ الْحُسْنِ وَالْاِحْسَانِ — نَوَّرْتَ وَجْهَ الْبَرِّ وَالْعُمْرَانِ

۳- اے حسن و احسان کے ملک کے سورج تو نے آباد اور غیر آباد جگہوں کا چہرہ روشن کر دیا۔

قَوْمٌ رَاَوْكَ وَاُمَّةٌ قَدْ اُخْبِرَتْ — مِنْ ذٰلِكَ الْبَدْرِ الَّذِيْ اَصْبَانِيْ

۴- ایک قوم نے تیری رؤیت کا شرف حاصل کیا اور ایک جماعت نے اس چودھویں رات کے چاند کی خبر سنی جس نے مجھے اپنا گرویدہ بنالیا ہے۔

آئندہ گفتگو میں انشاء اللہ ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی ان کوششوں کا ذکر کریں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار ہو کر آپ کی عزت و ناموس کی خاطر آپ نے عوام یا حکومت وقت کو بعض تجاویز کی شکل میں پیش فرمائی تھیں۔ وباللہ التوفیق (باقی)

(منیر احمد خادم)

محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ ربوہ

شوقِ حصولِ منزل و تدبیر بھی تو ہو — پر اس کے ساتھ خوبیٔ تقدیر بھی تو ہو
رحمت تری وہی مرا دستِ طلب وہی — پھر دیر کیوں ہے باعثِ تاخیر بھی تو ہو
کیا فردِ جرم مجھ پہ ہے کچھ تو ذرا کھلے — مجھ پہ عیاں میری کوئی تقصیر بھی تو ہو
میں مجرمِ وفا ہوں مجھے اعتراف ہے — لیکن یہ جرم لائقِ تعزیر بھی تو ہو
سجھائے کوئی گرتے مکاں کے مکین کو — تخریب ہو چکی ہے اب تعمیر بھی تو ہو
بن باس کا جو حکم ہے میں تو کروں قبول — یہ سرزمین آپکی جاگیر بھی تو ہو
ظلمت کدے میں دہر کے بھیجا گیا ہے گر — راہوں میں لطفِ یار کی تنویر بھی تو ہو
تنہائی کے عذاب سے بچنے کے واسطے — باہم تعلقات کی زنجیر بھی تو ہو
اس کائنات کی تو ہے بے حد وسیع بساط — انساں کے پاس قوتِ تسخیر بھی تو ہو
کرب و بلا کا دَور سعادت تو ہے مگر — پیدا دلوں میں جذبۂ شبیر بھی تو ہو
ہونٹوں پہ دعویٰ ہائے محبت رہے تو ہیں — سینے پہ نقشِ یار کی تصویر بھی تو ہو
گر پیار ہے تو پیار کا بھی چاہئے ثبوت — دل پہ رقم وفاؤں کی تحریر بھی تو ہو
خوابوں کے آسرے پہ گذاری ہے زندگی — ظاہر اب اپنے خواب کی تعبیر بھی تو ہو
اے حسنِ بے نیاز ادھر بھی نگاہِ لطف — قائم جہاں میں عشق کی توقیر بھی تو ہو
آنسو بہے تو کیا مرا سینہ جلا تو کیا
پیدا مری دعاؤں میں تاثیر بھی تو ہو

قرآن مجید کی اعلیٰ وارفع شان

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پُرمعارف تحریرات کی روشنی میں

﴿۱﴾

قرآن کریم دوسری سب کتابوں سے افضل ہے

”بے شک باعتبار نفس الہام کی سب کتابیں مساوی ہیں۔ مگر باعتبار زیادتِ بیان اور مکملات دین کے بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ پس اِس جہت سے قرآن شریف کو سب کتابوں پر فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ جس قدر قرآن شریف میں امور تکمیلِ دین کے جیسے مسائل توحید اور ممانعتِ انواع واقسامِ شرک اور معالجات امراض روحانی اور دلائل ابطال مذاہب باطلہ اور براہین اثباتِ عقائد حقہ وغیرہ بکمال شدّومد بیان فرمائے گئے ہیں۔ وہ دوسری کتابوں میں درج نہیں“۔(براہین احمدیہ حصہ دوئم صفحہ ۸۶ حاشیہ)

﴿۲﴾

قرآن کریم بے مثل کلام الٰہی ہے

”گو کسی بشر کا کلام کیسا ہی صاف اور شستہ ہو مگر اس کی نسبت یہ لکھنا جائز نہیں ہو سکتا کہ فی الواقعہ تالیف اس کی انسانی طاقتوں سے باہر ہے۔ اور مؤلف نے ایک خدائی کا کام کیا ہے۔ بلکہ جس کو ذرا بھی عقل ہے وہ خوب جانتا ہے کہ جس چیز کو قویٰ بشریہ نے بنایا ہے اُس کا بنانا بشری طاقت سے باہر نہیں۔ ورنہ کوئی بشر اس کے بنانے پر قادر نہ ہو سکتا۔ جب تم نے ایک کلام کو بشر کی کلام کہا تو اِس ضمن میں تم نے آپ ہی قبول کر لیا کہ بشری طاقتیں اِس کلام کو بنا سکتی ہیں۔ اور جس صورت میں بشری طاقتیں اس کو بنا سکتی ہیں تو پھر وہ بے نظیر کاہے کی ہوئی۔ پس یہ خیال تو سراسر سودائیوں اور مخبط الحواسوں کا سا ہے کہ پہلے ایک چیز کو اپنے منہ سے قویٰ بشریہ کی بنائی ہوئی مان لیں اور پھر آپ ہی بڑبڑائیں کہ اب قویٰ بشریہ اِس چیز کی مثل بنانے سے قاصر اور عاجز ہیں۔ اور اِس مجنونانہ قول کا خلاصہ یہ ہو گا کہ قویٰ بشریہ ایک چیز کے بنانے پر قادر ہیں اور نہیں۔ اور علاوہ اس کے آج تک کسی انسان نے یہ دعویٰ بھی نہیں کیا کہ میرے کلمات اور مصنوعات خدا کے کلمات اور مصنوعات کی طرح بے مثل ومانند ہیں۔ اگر کوئی نادان مغرور ایسا دعویٰ کرتا ہے تو ہزاروں اس سے بہتر تالیف کرنے والے اور اس کے منہ میں ذلّت کی خاک بھرنے والے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ خدا ہی کی شان ہے کہ سارے جہان کو اپنی کلام کی مثل پیش کرنے سے عاجز اور قاصر ٹھہراوے۔ اور سخت سخت لفظوں، بے ایمان اور ملعون اور جہنمی کہنے سے بلکہ نہ بنانے والوں کیلئے بحالتِ انکار سزائے موت مقرر کرنے سے خود بار بار اِس بات کی طرف جوش دلاوے کہ وہ نظیر بنانے میں کوئی دقیقہ سعی اور کوشش اور اتفاقِ باہمی کا اُٹھا نہ رکھیں۔ اور اپنی جان بچانے کیلئے جان لڑا کر مقابلہ کریں۔ ورنہ اگر یونہی بلا پیش کرنے نظیر کے اِنکار کرتے رہیں تو اپنے گھر کو غارت اور اپنی عورتوں کو کنیز کیں اور اپنے آپ کو مقتول سمجھیں۔ کیا ایسا دعویٰ اور پھر اِس زور شور کا کبھی انسان نے بھی کیا؟ ہرگز نہیں۔ پس جس حالت میں کسی بشر نے اپنے کلام کے بے مثل ہونے میں دَم بھی نہ مارا اور نہ اپنے قویٰ کو قویٰ بشریہ سے کچھ زیادہ خیال کیا بلکہ صدہا نامی گرامی شاعروں نے لڑ کر مرنا اختیار کیا مگر قرآن شریف جیسا کوئی کلام بقدر ایک سورۃ بھی نہ بنا سکے تو پھر خواہ نخواہ ان بے چاروں کی کلامِ خام کو بے نظیر ٹھہرانا اور صفت کاملہ خاصہ الٰہیہ میں انہیں شریک کرنا پرلے درجہ کی نادانی و کوری ہے۔ کیونکہ جو شخص اِس قدر دلائلِ واضحہ سے خدا اور انسان کے کاموں میں صریح فرق دیکھے اور پھر نہ دیکھے وہ اندھا اور نادان ہی ہوا اور کیا ہوا“۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۶۶-۱۸۱)

”قرآن شریف کی فصاحت بلاغت ایسی اعلیٰ درجہ کی اور مسلّم ہے کہ انصاف پسند دُشمنوں کو بھی ماننا پڑا ہے۔ قرآن شریف نے فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ کا دعویٰ کیا لیکن آج تک کِسی سے ممکن نہیں ہوا کہ اس کی مثال لا سکے۔ عرب جو بڑے فصیح وبلیغ بولنے والے تھے اور خاص موقعوں پر بڑے بڑے مجمعے کرتے اور اُن میں اپنے قصائد سُناتے تھے وہ بھی اس کے مقابلہ میں عاجز ہو گئے۔

اور پھر قرآن شریف کی فصاحت بلاغت ایسی نہیں ہے کہ اس میں صرف الفاظ کا تتبع کیا جاوے اور معانی اور مطالب کی پرواہ نہ کی جاوے بلکہ جیسا اعلیٰ درجہ کے الفاظ ایک عجیب ترتیب کے ساتھ رکھے گئے ہیں اسی طرح پر حقائق اور معارف کو ان میں بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ رعایت انسان کا کام نہیں کہ وہ حقائق و معارف کو بیان کرے اور فصاحت وبلاغت کے مراتب کو بھی ملحوظ رکھے“۔(الحکم ۱۰؍ مئی ۱۹۰۳ء)

قرآن مجید علم اور دین کا سورج ہے

(فارسی منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ہست فرقاں آفتابِ علم و دیں
تا برندنت از گماں سُوئے یقیں

قرآن مجید علم اور دین کا سورج ہے تاکہ تجھے شک سے یقین کی طرف لے جائے

ہست فرقاں از خدا حبل المتیں
تاکشندت سُوئے ربّ العالمیں

قرآن خدا کی طرف سے ایک مضبوط رسی ہے تاکہ تجھے ربّ العالمین کی طرف کھینچ کر لے جائے

ہست فرقاں روزِ روشن از خدا
تا دہندت روشنی دِیدہ ہا

قرآن خدا کی طرف سے ایک روشن دِن ہے تاکہ تجھے آنکھوں کی روشنی دے

حق فرستاد ایں کلامِ بے مثال
تا رسی در حضرتِ قُدس و جلال

خدا نے اِس بے نظیر کلام کو اِس لئے بھیجا ہے تاکہ تو اُس پاک اور ذوالجلال کی درگاہ میں پہنچ جائے

داروئے شکر است الہامِ خدا
کاں نماید قدرتِ تامِ خدا

خداتعالیٰ کا الہام شک کی دَوا ہے کیونکہ وہ خداتعالیٰ کی کامل قدرت کو ظاہر کرتا ہے

ہر کہ رُوئے خود ز فرقاں درکشید
جانِ اُو رُوئے یقیں ہرگز ندید

جس نے قرآن سے رُوگردانی اختیار کی اُس نے یقین کا منہ ہرگز نہیں دیکھا

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۱۵۴)

شکرِ خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں

(منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

شکرِ خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گُل کھلا یہی ہے

کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا
دِل بر بہت ہیں دیکھے دِل لے گیا یہی ہے

دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسے خوابیں
خالی ہیں اِن کی قابیں خوانِ ھدیٰ یہی ہے

اُس نے خدا ملایا وہ یار اس سے پایا
راتیں تھیں جتنی گذریں اب دِن چڑھا یہی ہے

اُس نے نشاں دکھائے طالب سبھی بُلائے
سوتے ہوئے جگائے بس حق نُما یہی ہے

پہلے صحیفے سارے لوگوں نے جب بِگاڑے
دنیا سے وہ سدھارے نوشہ نیا یہی ہے

کہتے ہیں حُسنِ یوسف دِلکش بہت تھا لیکن
خوبی و دِلبری میں سب سے سِوا یہی ہے

یوسف تو سُن چکے ہو اِک چاہ میں گرا تھا
یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے

اَے میرے یارِ جانی خود کر تو مہربانی
ورنہ بلائے دنیا اِک اژدھا یہی ہے

دِل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گِرد گھوموں کعبہ مِرا یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم صفحہ ۵۵)

قرآن مجید کی تدوین اور حفاظت کے ذرائع

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے قلم سے

جمع القرآن

مَیں تمہید کے شروع میں بیان کر چکا ہوں کہ قرآن کریم سے پہلے کی کوئی الہامی کتاب اپنی اصل صورت میں محفوظ نہیں بلکہ پہلی تمام کتب میں اتنا تصرف ہو چکا ہے کہ یقین کے ساتھ اُن پر عمل کرنا ایک سچے طلبگار کیلئے نا ممکن ہو گیا ہے۔ اس کے برخلاف قرآن کریم جُوں کا تُوں لفظاً لفظاً اُسی طرح محفوظ ہے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

قرآن کریم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوّت کے ابتداء سے نازل ہونا شروع ہوا۔ پہلا الہام قرآن کریم کی چند آیات کا غارِ حرا میں ہوا اِس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک قرآن کریم نازل ہوتا چلا گیا۔ گویا کل عرصہ نزول ۲۳ سال ہے۔ تاریخوں سے ثابت ہے کہ شروع میں وحی تھوڑی تھوڑی کر کے نازل ہوتی تھی پھر نزول کی رفتار بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری عمر میں پے در پے اور کثرت سے وحی نازل ہوئی۔ اس کے علاوہ اور حکمتوں کے یہ حکمت بھی تھی کہ اسلام جو مسائل دنیا میں پیش کر رہا تھا وہ بالکل نئے تھے۔ ابتداء میں اُن کا سمجھنا لوگوں کیلئے مشکل تھا اس لئے قرآن کریم ابتداء میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ جب لوگوں کے ذہن میں اسلام کے اصول رچ گئے اور قرآنی مضامین کا سمجھنا اُن کیلئے آسان ہو گیا تو پھر قرآن کریم کا نزول بھی تیز ہو گیا اور وحی جلدی جلدی نازل ہونے لگی اور یہ اس لئے کیا گیا تا سب کے سب مسلمان قرآن کریم کے مضامین کے پوری طرح حافظ ہو جائیں۔ دوسری وجہ اس کی یہ تھی کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ کیا اس وقت آپؐ کے ماننے والے بہت تھوڑے تھے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ تھا کہ قرآن کریم محفوظ رہے اور اس کے متعلق کسی قسم کا شبہ پیدا نہ ہو اسلئے شروع میں قرآن کریم تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا۔ ایسی آہستگی کے ساتھ کہ بعض دفعہ چند آیات نازل ہونے کے بعد کئی مہینے گذر جاتے تھے اور پھر جا کر چند اور نئی آیات نازل ہوتی تھیں۔ اسی طرح اِن سے تھوڑے سے آدمیوں کو پورے طور پر قرآن کریم یاد کرنے کا موقع مل جاتا تھا۔ چند سال میں مسلمانوں کی جماعت بڑھنی شروع ہوئی اور قرآن کریم کی حفاظت زیادہ آسان ہو گئی۔ تب قرآن کریم کا نزول بھی پہلے کی نسبت زیادہ تیزی سے ہونے لگا۔ آخری زمانۂ اسلام میں تو مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے بھی اوپر نکل گئی۔ اُس وقت قرآن کریم کا یاد کرنا بہت زیادہ آسان ہو گیا۔ تب قرآن کریم اور بھی زیادہ جلدی سے اُترنے لگا اس الٰہی تدبیر سے قرآن کریم کی حفاظت قطعی اور یقینی ہو گئی۔

یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم کے بدترین دشمنوں میں سے بھی کوئی ایسا نہیں جو حضرت عثمان کے زمانہ سے لے کر آج تک ساڑھے تیرہ سو سال کے متعلق یہ شبہ رکھتا ہو کہ اس عرصہ میں قرآن کریم میں کوئی تبدیلی ہو گئی ہو گی۔ کیونکہ حضرت عثمان کے زمانہ میں قرآن کریم کی سات کاپیاں کر کے سات ملکوں میں بھیج دی گئی تھیں اور ہر ملک کے لوگ اُن کاپیوں سے نقل کر کے اپنے لئے قرآن کریم کے نسخے تیار کرتے تھے اور لاکھوں آدمی قرآن کریم کو حفظ کرتے تھے۔ پس جو لوگ قرآن کریم کے محفوظ ہونے کے متعلق کسی قسم کا شبہ پیدا کرتے ہیں وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے لیکر حضرت عثمانؓ کے زمانہ تک کے متعلق اعتراض کرتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو حصہ قرآن کا نازل ہوتا تھا آپؐ اس کو حفظ کر لیتے تھے اور ہمیشہ قرآن کریم کو دہراتے رہتے تھے اس طرح آپؐ ساری وحی کے کامل حافظ تھے مگر اس کے علاوہ حفاظت قرآن کے مندرجہ ذیل ذرائع اختیار کئے گئے تھے۔

حفاظت قرآن کے ذرائع

(۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی نازل ہوتی تھی وہ اسی وقت لکھوا دی جاتی تھی۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کاتبوں کو قرآن کریم لکھواتے تھے اُن میں سے مندرجہ ذیل پندرہ نام تاریخ سے ثابت ہیں:- زید بن ثابتؓ- ابی بن کعبؓ- عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ- زبیر بن العوامؓ- خالد بن سعید بن العاصؓ- اَبان بن سعید بن العاصؓ- حنظلہ بن الربیع الاسدیؓ- معیقیب بن ابی فاطمہؓ- عبداللہ بن ارقم الزہریؓ- شرجیل بن حسنہؓ- عبداللہ بن رواحہؓ- حضرت ابو بکرؓ- حضرت عمرؓ- حضرت عثمانؓ- حضرت علیؓ (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۹ باب کاتب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل ہوتا تو آپ ان لوگوں میں سے کسی کو بلا کر وحی لکھوا دیتے تھے۔

(۲) کوئی مسلمان مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ پانچ وقت نماز ادا نہ کرے۔ پانچ وقت کی نمازوں میں یہ فرض ہے کہ قرآن شریف کا کچھ حصہ پڑھا جائے۔ اس لئے ہر مسلمان کو قرآن شریف کے کچھ ٹکڑے یاد کرنے پڑتے ہیں اگر صحابہؓ میں سے سو سو کو مل کر بھی ایک قرآن یاد ہوتا تب بھی سارے قرآن کے کئی ہزار حفاظ اُن میں موجود تھے۔

(۳) اسلام کا سارا قانون قرآن میں ہے اس کی فقہ بھی قرآن میں ہے، اس کا علم الاخلاق بھی قرآن میں ہے، اس کا علم العقائد بھی قرآن میں ہے اور اس کا فلسفہ تعلیم بھی قرآن میں ہے۔ قوم کی ترقی اور قوم بنانے کیلئے اِن سب چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سارے امور کیلئے آدمی تیار کرتے تھے۔ چنانچہ آپؐ کے زمانہ میں ہی قاضی بھی مقرر تھے، علم الاحکام کے بیان کرنے والے لوگ بھی موجود تھے، مسائل اعتقادیہ کے بیان کرنے والے لوگ بھی موجود تھے، مفتیان شریعت بھی موجود تھے اور یہ لوگ اپنا کام نہیں کر سکتے تھے جب تک ان کو قرآن حفظ نہ ہو۔ اس لئے ایسے سب لوگوں کو قرآن کریم حفظ کرنا پڑتا تھا۔

(۴) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حفظ قرآن کی فضیلت پر بڑا زور دیتے تھے، یہاں تک کہ آپؐ فرماتے تھے جو شخص قرآن کریم کو حفظ کرلے گا۔ قیامت کے دن قرآن اس کو دوزخ میں جانے سے بچائے گا۔ اور اس میں تو کوئی بھی شبہ نہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے وہ صحابی دیئے تھے جو ہر ثواب کیلئے جان توڑ کوشش کرتے تھے اس لئے جب آپؐ نے یہ اعلان فرمایا تو کثرت کے ساتھ صحابہؓ نے قرآن شریف کو یاد کرنا شروع کیا حتّٰی کہ ایسے ایسے لوگ بھی قرآن شریف کو حفظ کرنے کی کوشش کرتے تھے جن کی زبانیں صاف نہیں تھیں اور جن کے علم بہت کمزور تھے۔ چنانچہ امام احمدؒ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے کہا اِنِّیْ اَقْرَاء الْقُرْاٰن ولا اجد قلبی یعقل علیه یا رسول اللہ میں قرآن تو پڑھتا ہوں مگر میرا دل اس کو سمجھتا نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف علمی طبقہ ہی قرآن شریف کو یاد کرنے کی کوشش نہیں کرتا تھا بلکہ عوام الناس بھی قرآن کو حفظ کرنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔

اسی طرح مسند احمد حنبل میں ایک اور حدیث انہی راویوں کی روایت سے درج ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے بیٹے کو لے کر آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ میرا بیٹا دن کو قرآن پڑھتا رہتا ہے اور رات کو سو جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تمہارے لئے ناراضگی کی کونسی وجہ ہے تیرا بیٹا دن کو خدا کا ذکر کرتا ہے۔ اور رات کو بجائے گناہوں میں مشغول ہونے کے آرام سے سو رہتا ہے۔ ان احادیث سے پتہ لگتا ہے کہ حفظِ قرآن کا دستور اتنا عام ہو چکا تھا کہ عامی اور دُور دُور کے علاقوں کے لوگ بھی قرآن شریف کو حفظ کرتے تھے۔

(۵) چونکہ لوگوں میں حفظِ قرآن کریم کا اشتیاق بہت تیز ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھانے والے استادوں کی ایک جماعت مقرر فرمائی تھی جو سارا قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حفظ کر کے آگے لوگوں کو پڑھاتے تھے۔ یہ چار چوٹی کے استاد تھے جن کا کام یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف پڑھیں اور لوگوں کو قرآن پڑھائیں۔ پھر ان کے ماتحت اور بہت سے صحابہؓ ایسے تھے جو لوگوں کو قرآن شریف پڑھاتے تھے ان چار بڑے استادوں کے نام یہ ہیں:

(۱) عبداللہ بن مسعودؓ (۲) سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ (۳) معاذ ابن جبلؓ (۴) ابی ابن کعبؓ (بخاری) ان میں سے پہلے دو مہاجر ہیں اور دوسرے دو انصاری۔ کاموں کے لحاظ سے عبداللہ بن مسعودؓ ایک مزدور تھے۔ سالم ایک آزاد شدہ غلام تھے۔ معاذ بن جبلؓ اور ابی ابن کعبؓ مدینہ کے رؤسا میں سے تھے۔ گویا ہر گروہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام گروہوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے قاری مقرر کر دیئے تھے۔ حدیث میں آتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے خذ وا القرآن من اربعة عبداللہ بن مسعودؓ و سالمؓ و معاذ بن جبلؓ و ابی ابن کعبؓ۔ جن لوگوں نے قرآن پڑھنا ہو وہ ان چار سے قرآن پڑھیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ، سالمؓ معاذ بن جبلؓ اور ابی ابن کعبؓ۔ یہ چار تو وہ تھے جنہوں نے سارا قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا یا آپ کو سُنا کر اس کی تصحیح کرالی لیکن ان کے علاوہ بھی بہت سے صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست بھی کچھ نہ کچھ قرآن سیکھتے رہتے تھے چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک لفظ کو اور طرح پڑھا تو حضرت عمرؓ نے اُن کو روکا اور کہا کہ اس طرح نہیں اس طرح پڑھنا چاہئے۔ اس پر عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا نہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح سکھایا ہے حضرت عمرؓ اُن کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ قرآن غلط پڑھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ بن مسعودؓ پڑھ کر سناؤ جب انہوں نے پڑھ کر سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ مجھے تو آپ نے یہ لفظ اور رنگ میں سکھایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ بھی ٹھیک ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ مجھے تو آپ نے یہ لفظ اور رنگ میں سکھایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ بھی ٹھیک ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف یہی چار صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن نہیں پڑھتے تھے بلکہ دوسرے لوگ بھی پڑھتے تھے چنانچہ حضرت عمرؓ کا یہ سوال کہ مجھے آپؐ نے اس طرح پڑھایا ہے بتایا ہے کہ حضرت عمرؓ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھتے تھے۔

قرآن مجید کی مختلف قراءتوں سے کیا مراد ہے

یہ جو اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پر اعتراض کیا کہ انہوں نے اور طرح قرآن پڑھا ہے اس سے یہ دھوکا نہیں کھانا چاہئے کہ قرآن کئی طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ اس حقیقت کو صرف عربی دان سمجھ سکتا ہے کیونکہ یہ بات صرف عربی میں ہی پائی جاتی ہے کسی اور زبان میں نہیں پائی جاتی۔ عربی زبان میں ماضی اور مضارع کے جو صیغے ہیں اُن کے زیر اور زبر کئی طرح جائز ہوتے ہیں لیکن معنی نہیں بدلتے۔ کسی حرف کے نیچے زیر لگا لیں تب بھی جائز ہوتا ہے اور اگر اس پر زبر پڑھیں تب بھی جائز ہوتا ہے اور معنی ایک ہی رہتے ہیں کبھی تو یہ عام قاعدہ کے طور پر فرق ہوتا ہے یعنی علمی زبان میں اس لفظ کو کئی طرح بولنا جائز ہوتا ہے اور بعض موقعوں میں یہ فرق قبائل کے لحاظ سے ہوتا ہے یعنی بعض قبائل یا بعض خاندان ایک لفظ زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ بعض لوگوں کے منہ پر زبر چڑھی ہوئی ہوتی ہے اور بعض لوگوں کے منہ پر زیر چڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی اجازت سے زیر یا زبر سے پڑھنے کی اجازت دیدیتے تھے لیکن اس سے معنوں پر کوئی اثر بھی نہیں پڑتا تھا نہ لفظ میں کوئی تبدیلی ہوتی تھی۔ یہ فرق اور زبانوں میں نہیں پایا جاتا۔ اس لئے دوسری زبانوں کے آدمی جب یہ بات سنتے ہیں تو وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ شاید کسی شخص کو کوئی آیت پڑھائی ہوئی ہوتی تھی اور کسی کو کوئی آیت پڑھائی ہوتی تھی حالانکہ آیت کا کوئی سوال ہی نہیں نہ لفظ کا کوئی سوال ہے سوال صرف لفظوں کے بعض حروف کی حرکت کا ہے ان حرکات کے تغیّر سے معنوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ صرف اتنا فرق پڑتا ہے کہ جس قوم کو جس حرکت سے پڑھنے میں آسانی ہو سکتی ہے وہ اس حرکت سے پڑھ لیتی ہے۔ (دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۲۶۹-۲۷۲)

خطبہ جمعہ

خدمتِ دین کرتے ہوئے راہِ خدا میں وفات پانے والے
بعض واقفین زندگی مبلّغین کا ذکر خیر

یہ بھی اللہ کے فضل سے راہِ خدا میں شہداء شمار ہونے چاہئیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۲۸/ مئی ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۸/ ہجرت ۱۳۷۸ء ہجری شمسی
بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–
﴿يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْابِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ . اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ. وَلَا تَقُوْلُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ. بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾۔(سورۃ البقرہ آیات ۱۵۴ تا ۱۵۵)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو صبر اور صلوٰۃ پر قائم رہتے ہوئے صبر اور صلوٰۃ کے ذریعہ استعانت طلب کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔ اور جو راہِ خدا میں قتل کئے جائیں انہیں مردے نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

یہ وہی سلسلۂ شہادات ہے جو ایک لمبے عرصہ سے جاری ہے اور ایک لمبے عرصے تک جاری رہے گا۔ اس دفعہ جن شہداء کا ذکر کیا جا رہا ہے یہ وہ ہیں جن کو براہ راست دشمن نے قتل نہیں کیا بلکہ راہِ خدا میں خدمت کرتے ہوئے وفات پا گئے۔ پس اس پہلو سے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ بھی راہِ خدا کے شہداء میں شمار ہونے چاہئیں۔

اس ضمن میں جو فہرست میں نے تیار کی ہے سر دست اس میں سب سے پہلا نمبر مرزا احمد شفیع صاحب مرحوم کے بھائی مرزا منور احمد صاحب کا آتا ہے لیکن اس ضمن میں ایک گزشتہ خطبے میں ایک یادداشت کی خرابی کی وجہ سے یا بے توجہی کی وجہ سے غلط بات کہہ دی گئی تھی اس کو درست کرنا چاہتا ہوں۔ مرزا احمد شفیع صاحب مرحوم کے صاحبزادے مرزا مسیح احمد صاحب نے جرمنی سے یہ درستی کروائی ہے بالکل معمولی سی بات تھی مگر بہر حال خطبات میں درستی ہونی ضروری ہے۔ امتہ الرحمٰن صاحبہ مرحومہ کے ساتھ جو بیٹی رہتی تھیں ان کا نام میں نے غلطی سے امتہ الباسط کہہ دیا تھا۔ اس بیٹی کا نام امتہ القیوم ہے اور امتہ القیوم اب شادی شدہ ہیں اور سرگودھا میں مقیم ہیں جبکہ امتہ الباسط صاحبہ لندن میں رہتی ہیں اور یہ ہیں وہ جو فضل اور شیلا کی والدہ ہیں۔ پس اس درستی کے بعد اب میں ان شہداء کا ذکر کرتا ہوں۔

سب سے پہلے **شہزادہ عبدالمجید صاحب** تاریخ شہادت ۲۲/ فروری ۱۹۲۸ء کا ذکر کرتا ہوں جن کا مدفن تہران میں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۲/ جولائی ۱۹۲۴ء کو شہزادہ عبدالمجید صاحب لدھیانوی کو ایران میں احمدیہ مرکز قائم کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ آپ کے ہمراہ مولوی ظہور حسین صاحب اور محمد امین خان صاحب بھی تھے جن کو بخارا میں احمدیت کا پیغام پہنچانے کا حکم دیا گیا تھا۔ حضرت شہزادہ صاحب جو اس تبلیغی وفد کے امیر بھی تھے اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت ۱۶/ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو ایران کے مشہور شہر مشہد میں پہنچے اور پانچ چھ دن کے بعد مشہد سے تہران میں تشریف لے گئے اور وہاں نیا دار التبلیغ قائم کیا۔

حضرت شہزادہ عبدالمجید صاحب ضعیف العمر بزرگ اور قدیم صحابہ میں سے تھے اور نہایت اخلاص سے اپنے خرچ پر آئے تھے۔ مگر یہاں آکر خرچ ختم ہو گیا۔ پیچھے کوئی جائیداد نہیں تھی۔ مرکز سے مستقل مالی امداد ان کو نہیں دی جا رہی تھی۔ آپ معمولی سی صف اور نہایت مختصر سے بستر پر رات بسر کیا کرتے تھے یہاں تک نوبت آجاتی تھی کہ کپڑے دھونے کے لئے صابن کا خرچ نہیں رہتا تھا۔ بایں ہمہ آپ نے آخر دم تک اپنے عہد کو نبھایا اور بے نفس خدمات سے باقاعدہ وہاں جماعت قائم کر دی۔ ۲۲/ فروری ۱۹۲۸ء کو تہران میں انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ان کی وفات پر فرمایا: ”شہزادہ عبدالمجید صاحب...... افغانستان کے شاہی خاندان سے تھے اور شاہ شجاع کی نسل سے تھے۔ آپ نہایت ہی نیک نفس اور متوکل آدمی تھے۔ میں نے جب تبلیغ کے لئے اعلان کیا کہ ایسے مجاہدوں کی ضرورت ہے جو تبلیغ دین کے لئے زندگی وقف کریں تو انہوں نے بھی اپنے آپ کو پیش کیا۔ اس وقت ان کے پاس کچھ روپیہ تھا انہوں نے اپنا مکان فروخت کیا، رشتہ داروں اور متعلقین کو حصہ دے کر خود ان کے حصہ میں جتنا آیا وہ ان کے پاس رہا اس لئے مجھے لکھا کہ میں اپنے خرچ پر جاؤں گا۔ اس وقت میں ان کو بھیج نہ سکا اور جب کچھ عرصہ بعد ان کو بھیجنے کی تجویز ہوئی تو اس وقت وہ روپیہ خرچ کر چکے تھے مگر انہوں نے ذرا نہ جتایا کہ ان کے پاس روپیہ نہیں ہے۔ ہندوستان سے باہر کبھی نہ نکلے تھے۔ اس ملک (یعنی ایران) میں کسی سے واقفیت نہ تھی مگر انہوں نے اخراجات کے نہ ہونے کا قطعاً اظہار نہ کیا اور وہاں ایک عرصے تک اسی حالت میں رہے۔ انہوں نے وہاں سے بھی اپنی حالت نہ بتائی۔ نامعلوم کس طرح گزارہ کرتے رہے مگر پھر مجھے اتفاقاً پتہ چلا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ دیر تک ان کا خط نہ آیا اور پھر جب آیا تو لکھا تھا کہ میرے پاس ٹکٹ کے پیسے نہیں تھے اس لئے خط نہیں لکھ سکا۔ اس وقت مجھے سخت افسوس ہوا کہ چاہئے تھا جب ان کو بھیجا گیا اس وقت پوچھ لیا جاتا کہ آپ کے پاس خرچ ہے کہ نہیں۔ پھر میں نے ایک قلیل رقم ان کے گزارہ کے لئے مقرر کر دی۔ وہاں کے لوگوں پر ان کی روحانیت کا جو گہرا اثر تھا اس کا پتہ ان چٹھیوں سے لگتا ہے جو آتی رہی ہیں۔ ابھی پرسوں ترسوں اطلاع ملی کہ آپ یکم رمضان المبارک فوت ہو گئے۔ دس دن بیمار رہے پہلے ہلکا ہلکا بخار رہا۔ آخری دن بہت تیز بخار ہو گیا اور ڈاکٹر کو بلایا تو اس نے کہا ہسپتال لے چلو۔ دوسرے دن وہاں لے جانا تھا کہ فوت ہو گئے۔ ان کی تیمار داری کرنے والے رات بھر جاگتے رہے تھے۔ سحری کے وقت تیمار دار صبح کی نماز کے بعد سو گئے اور بارہ بجے دوپہر کے قریب ان کی آنکھ کھلی تو آپ فوت ہو چکے تھے۔ حضرت شہزادہ عبدالمجید صاحب تہران کے جنوبی طرف شہر کے سب سے چھوٹے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ ۱۹۵۳ء تک آپ کا مزار مبارک موجود تھا مگر اس کے بعد قبرستان ہموار کر کے اس پر عمارتیں تعمیر کر دی گئیں۔

دوسرے مبلغ جن کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ **محمد رفیق صاحب** کا شغر ۱۹۳۹ء مدفن کاشغر۔ مکرم مولوی محمد رفیق صاحب موضع چاچڑ ضلع شاہ پور کے رہنے والے تھے۔ تحریک جدید کے مطالبہ نمبر دس کے تحت انہوں نے اپنی زندگی وقف کی تھی۔ تحریک جدید کے مطالبہ نمبر دس کے مطابق صرف زادِ راہ لے کر کسی غیر ملک میں جائیں گے یہ شرط تھی۔ چنانچہ وہ محض زادِ راہ لے کر اس غیر ملک کے لئے روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر اپنے کاروبار سے تبلیغی کام کو چلانا تھا۔ مولوی صاحب نے کاشغر جانے کا ارادہ کیا۔ ۱۹۳۸ء کے آغاز میں آپ راجہ عدالت خان صاحب کے ساتھ کشمیر پہنچ گئے۔ راجہ عدالت خان صاحب کو تو پاسپورٹ نہ مل سکا مگر مولوی محمد

رفیق مرحوم کو پاسپورٹ مل گیا تاہم انہیں کچھ عرصہ سرینگر ٹھہرنا پڑا۔ اس قیام سے فائدہ اٹھا کر آپ نے چینی ترکستان کی زبان کافی حد تک سیکھ لی۔ گلگت سے کاشغر کا سفر نہایت سخت تھا۔ راستہ میں اٹھارہ ہزار دو سو فٹ تک بلند پہاڑ اور طویل برفانی گلیشیئر زحائل تھے۔ مرحوم پیدل سفر کرنے کے لئے بھی تیار تھے مگر ان کے لئے جماعت احمدیہ گلگت نے گھوڑا خرید لیا۔ آپ بخیریت دو ماہ میں کاشغر پہنچ گئے۔

کاشغر پہنچ کر انہوں نے درزی کا کام شروع کر دیا پھر کپڑے بیچنے کی دکان ڈال لی۔ اس وقت کاشغر روسی ترکستان میں تھا۔ گورنمنٹ نے انہیں کچھ دن نظر بند بھی رکھا تاہم مرحوم اپنا تبلیغی کام برابر سرگرمی سے کرتے رہے۔ چنانچہ ان کی تبلیغ سے ہی حاجی آل محمد صاحب اور حاجی جنود اللہ صاحب موضع سلوخ کاشغر مع خاندان احمدی ہوئے ہیں۔ تو یہ حاجی جنود اللہ صاحب کا خاندان اب تو دنیا میں اللہ کے فضل سے پھیل چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس خاندان کو بہت ترقی دی ہے۔ یہ وہی خاندان ہے جو برفوں پر تقریباً گھٹنوں کے بل چلتے ہوئے آخر ہندوستان پہنچے۔

محمد رفیق صاحب کو تیسرے سال استسقاء کی بیماری ہو گئی۔ یہ جگر کی خرابی سے ہوتی ہے اور اسی بیماری سے آپ وفات پاگئے۔ آپ کی وفات کی اطلاع جناب مرزا معظم بیگ صاحب نے گلگت سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو دی۔ مرحوم نے کاشغر میں ہی شادی کی تھی اور پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بچی تھی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد رفیق صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "عدالت خان صاحب مرحوم نے ایک نوجوان کو خود ہی تحریک کی کہ میرے ساتھ چلو اور وہ تیار ہو گیا۔ اس طرح گو عدالت خان صاحب فوت ہو گئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے بیج کو ضائع نہیں کیا بلکہ ایک دوسرے شخص نے جسے وہ اپنے ساتھ لے گیا تھا احمدیت کے جھنڈے کو پکڑ کر آگے بڑھانا شروع کر دیا اور مشرقی شہر کاشغر میں پہنچ گیا اور وہاں تبلیغ کرنا شروع کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کے ایک دوست کو اللہ تعالیٰ نے احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرما دی۔ حاجی جنود اللہ صاحب ان کا نام ہے۔ وہ اسی تبلیغ کے نتیجہ میں قادیان آئے اور تحقیق کر کے احمدیت میں داخل ہو گئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد حاجی جنود اللہ صاحب کی والدہ اور ہمشیرہ بھی احمدی ہو گئیں اور اب تو وہ قادیان ہی آئے ہوئے ہیں۔ تو عدالت خان کی قربانی رائیگاں نہیں گئی بلکہ احمدیت کو اس علاقے میں پھیلانے کا موجب بن گئی"۔ (تاریخ احمدیت جلد ہشتم)

دوسرے مجاہد جن کا میں نے مختصر ذکر مرزا احمد شفیع صاحب شہید کے ذکر کے ساتھ کیا تھا ان کے متعلق کوائف یہ ہیں۔ **مرزا منور احمد صاحب مرحوم** اگست ۱۹۴۶ء کے آخر میں امریکہ تشریف لے گئے تھے۔ شکاگو میں کوئی ایک مہینہ قیام کے بعد آپ پٹس برگ کے حلقے میں متعین کئے گئے۔ ابتداء میں یہ حلقہ امریکہ کے ساحل پر بالٹی مور سے لے کر ڈیٹن تک پھیلا ہوا تھا جس میں کلیولینڈ اور مینکس ٹاؤن بھی شامل تھے۔ ان سب جماعتوں کے دلوں میں آپ نے اپنی خوش خلقی سادگی اور محبت کی بنا پر ایک خاص مقام پیدا کر لیا تھا۔

دو سال کے مختصر عرصہ کے اندر آپ نے اپنی شب و روز والہانہ جدوجہد سے پٹس برگ کے احمدیوں میں زبردست حرکت پیدا کر دی اور یہ حلقہ امریکہ مشن میں ایک ممتاز حیثیت اختیار کر گیا حتی کہ شکاگو کی مقامی جماعت نے بھی آپ کو اپنے ہاں تقریر کی دعوت دی کہ ان میں وہ روح پیدا کریں جو انہوں نے پٹس برگ کی جماعت میں پیدا کر دی ہے۔ مرزا منور احمد صاحب شہید نہایت وجیہہ صورت، بلند قامت اور بظاہر اعلیٰ درجہ کے صحت مند نوجوان تھے مگر اندر ہی اندر آپ ٹیومر کے عارضہ میں مبتلا ہو چکے تھے جس کا آپریشن ۱۴ر ستمبر ۱۹۴۸ء کو ایک مقامی ہسپتال میں کیا گیا کیونکہ ٹیومر کا زہر انتڑیوں میں سرایت کر چکا تھا اس لئے آپریشن کے بعد کمزوری انتہاء کو پہنچ گئی اور دوسرے ہی دن دین مصطفیٰ کے اس انتھک جانباز سپاہی کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ان کو بچپن سے ذاتی طور پر جانتے تھے۔ آپ نے ان کے بارہ میں لکھا: "عزیز مرزا منور احمد مرحوم کو میں بچپن سے جانتا تھا اس لئے بھی کہ وہ ہمارے قریبی عزیزوں میں سے تھے یعنی ہماری ممانی صاحبہ کے بھائی اور ہماری ایک بھاوجہ صاحبہ کے ماموں تھے اور اس لئے بھی کہ مرحوم کا بچپن سے میرے ساتھ خاص تعلق تھا۔ پس میں یہ بات بغیر کسی مبالغہ کے کہہ سکتا ہوں کہ مرحوم ایک بہت مخلص اور نیک اور ہونہار اور محبت کرنے والا اور جذبۂ خدمت و قربانی سے معمور نوجوان تھا۔ دن ہو یا رات، دھوپ ہو یا بارش جب بھی انہیں کوئی ڈیوٹی سپرد کی جاتی تھی وہ کمال مستعدی اور اخلاص کے ساتھ اس ڈیوٹی کو سرانجام دینے کے لئے لبیک، لبیک کہتے ہوئے آگے آجاتے تھے اور پھر اپنے مفوضہ کام کو اس درجہ توجہ اور سمجھ کے ساتھ سرانجام دیتے تھے کہ دل خوش ہو جاتا تھا اور زبان سے بے اختیار دعا نکلتی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسی نیکی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی زندگی وقف کرنے اور پھر بلاد امریکہ میں وطن سے بارہ ہزار میل دور جا کر فریضہ تبلیغ بجا لانے کی سعادت عطا کی۔ موت تو ہر انسان کے لئے مقدر ہے مگر مبارک ہے وہ نوجوان جسے یہ سعادت کی زندگی عطا ہوئی اور مبارک ہیں وہ والدین جنہیں خدا نے ایسا نیک اور خادم دین بچہ عطا کیا"۔

خود حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے متعلق فرمایا "مرزا منور احمد صاحب جو امریکہ کے مبلغ تھے میری ایک بیوی ام متین کے ماموں، میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کے سالے اور نہایت مخلص نوجوان تھے۔ ان کے معدے میں رسولی ہوئی اور وہ فوت ہو گئے۔ ویسے تو ہر ایک کو موت آتی ہے لیکن اس طرح کی موت جو ایک طرف قوم کے لئے فخر کا موجب ہوتی ہے لیکن دوسری طرف اس کا افسوس بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی کو پندرہ بیس سال میں تیار کیا جائے اور وہ جوانی کی حالت میں فوت ہو جائے۔ یہ جو دوسرا پہلو ہے اسی وجہ سے میں جماعت کے مربیوں وغیرہ کو، واقفین کو تلقین کرتا ہوں کہ خدا کے لئے سفر کرتے وقت پوری احتیاطیں اختیار کیا کریں کیونکہ اگرچہ آپ تو شہادت کا رتبہ پا جاتے ہیں مگر پیچھے رہنے والوں کو یہ دکھ رہتا ہے کہ آپ کو اگر اور زندگی عطا ہوتی تو اور بھی زیادہ خدمت دین میں حصہ لے سکتے تھے۔

اب تیسرے شہید جن کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں یہ **حضرت حافظ جمال احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ** ہیں۔ یوم شہادت ۲۷ر دسمبر ۱۹۴۹ء۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان ممتاز صحابہ میں سے تھے جو عنفوان شباب سے حضور کے دامن سے وابستہ ہوئے اور مئی ۱۹۰۸ء میں بمقام لاہور حضرت اقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے والد حضرت حکیم غلام محی الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر سایہ بھی تربیت حاصل کی۔ آپ موضع چکوال کے رہنے والے تھے۔

حضرت حافظ صاحب کو صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں یہ منفرد خصوصیت حاصل ہے کہ آپ اکیس برس تک ماریشس میں جہاد تبلیغ میں سرگرم رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں کسی کو اتنا لمبا عرصہ میدان عمل میں مسلسل تبلیغ کا موقع نہیں ملا جیسے آپ کو ملا۔ آپ ۲۷ر جولائی ۱۹۲۸ء کو قادیان سے ماریشس پہنچے اور ۲۷ر دسمبر ۱۹۴۹ء کو ماریشس ہی میں انتقال فرما گئے اور سینٹ پیری میں سپرد خاک کئے گئے۔ آپ کی وفات کی اطلاع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۳۰ر دسمبر ۱۹۴۹ء کو خطبہ دیا۔ اس میں آپ کی وفات کو نشان قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ "حافظ جمال احمد صاحب کی وفات اپنے اندر ایک نشان رکھتی ہے اور وہ اس طرح کہ جب وہ ماریشس بھیجے گئے تو جماعت کی مالی حالت بہت کمزور تھی۔ اتنی کمزور کہ ہم کسی مبلغ کی آمد و رفت کا خرچ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ میں نے تحریک کی کہ کوئی دوست اس ملک میں جائیں۔ اس پر حافظ صاحب مرحوم نے خود اپنے آپ کو پیش کیا"۔ جو اس سے بھی بڑا نشان ہے وہ وہی ہے جو میں عرض کر چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے کسی صحابی کو اتنا لمبا عرصہ میدان جہاد میں تبلیغ کرنے کی توفیق نہیں ملی۔

اب میں **حضرت الحاج مولانا نذیر احمد صاحب علی** کا ذکر کرتا ہوں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے اور مخلص صحابی حضرت بابو فقیر علی صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر کے فرزند تھے۔ آپ فروری ۱۹۰۵ء کو جمعۃ المبارک کے دن موضع ننگل کوٹلی متصل گورداسپور شہر پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل وطن کوٹلہ چھلاں متصل چھینہ ضلع گورداسپور تھا۔ ابتدائی تعلیم مسلم ہائی سکول امرتسر میں حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے پاس کیا۔ اس کے بعد اسلامیہ کالج لاہور میں بی۔ ایس۔ سی۔ تک تعلیم حاصل کی۔ آپ نے ۱۹۲۸ء میں زندگی وقف کی اور قادیان آکر زیر ہدایت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ مولوی امام دین صاحب آف گولیکی سے عربی تعلیم حاصل کی۔ حضور کے درس قرآن میں بھی باقاعدہ شامل ہوتے رہے۔

آپ یکم فروری ۱۹۲۹ء کو باقاعدہ مبلغ مقرر ہوئے اور پہلی مرتبہ ۲۲ر فروری ۱۹۲۹ء کو گولڈ کوسٹ یعنی گھانا میں تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں چار سال متواتر تبلیغی جہاد میں عملی حصہ لینے کے بعد ۱۵ر مئی ۱۹۳۳ء کو قادیان واپس تشریف لائے۔ آپ پہلے مبلغ تھے جو غیر ملک میں فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے لئے قادیان سے بذریعہ ٹرین روانہ ہوئے تھے۔ بذریعہ ٹرین تو بہت روانہ ہوئے تھے لیکن قادیان سے، گاڑی جب قادیان پہنچ چکی تھی، سٹیشن بن گیا تھا اس کے بعد اگر

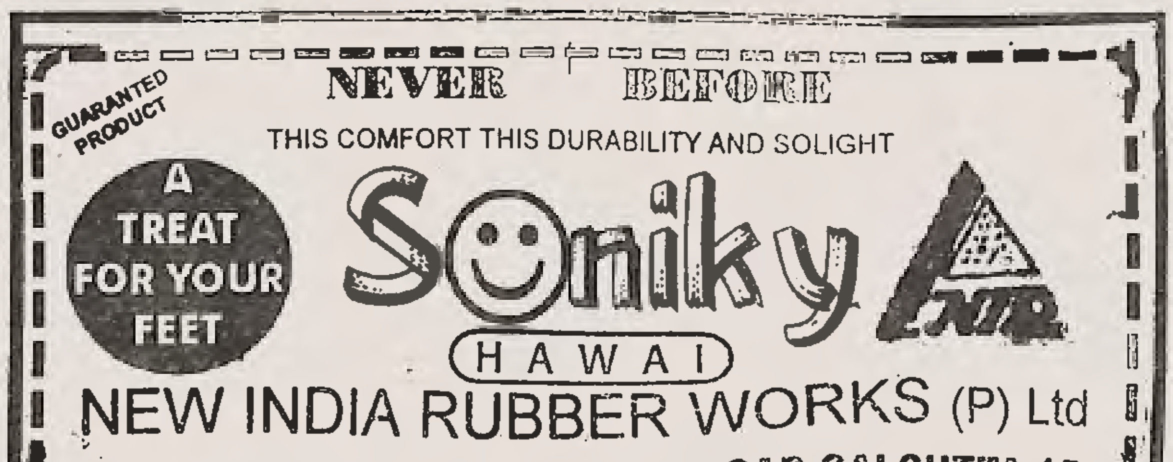

ٹرین سے یہ پہلے مبلغ تھے جو ٹرین پر قادیان ہی سے تبلیغ کے فریضہ کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔ دوسری مرتبہ آپ ۲۰/فروری ۱۹۳۶ء کو گولڈ کوسٹ تشریف لے گئے یعنی گھانا تشریف لے گئے۔ وہاں ایک سال تک کام کیا اس کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو سیرالیون میں نیا مشن کھولنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ آپ ۲۰/اکتوبر ۱۹۳۷ء کو سیرالیون روانہ ہوئے جہاں آپ نے آٹھ سال تک تبلیغ کا شاندار کام کیا۔ اس عرصہ میں آپ نے متعدد سکولوں اور مساجد کی بنیادیں رکھیں اور متعدد جماعتیں قائم کر کے ان کی تنظیم کی۔ ۱۹۴۵ء میں آپ قادیان تشریف لائے اور واپسی پر آپ نے حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا۔

۲۶/نومبر ۱۹۴۵ء کو آپ تیسری بار جملہ مشن ہائے مغربی افریقہ کے لئے بحیثیت رئیس التبلیغ بھجوائے گئے۔ اس موقع پر نہ صرف آپ کو رئیس التبلیغ کا لقب عطا فرمایا گیا بلکہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ نے آپ کو علی کا لقب بھی عطا فرمایا۔ چنانچہ اس کے بعد آپ کا پورا نام نذیر احمد علی مشہور ہو گیا۔ آپ ۱۴/اپریل ۱۹۵۱ء کو واپس وطن تشریف لائے۔ آپ کی خدمات جلیلہ کے پیش نظر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیاب جرنیل کے خطاب سے نوازا۔ آپ ۹/مئی ۱۹۵۴ء کو چوتھی مرتبہ ایک سال کے لئے بیرون ملک بھجوائے گئے جہاں آپ ایک سال کا عرصہ پورا کرنے کے بعد یعنی سیرالیون میں ۱۹/مئی ۱۹۵۵ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پانچویں مبلغ ہیں جو تبلیغ کا فریضہ ادا کرتے ہوئے میدان تبلیغ میں شہید ہوئے۔

۱۹۴۵ء میں جب آپ کو واپسی کا حکم ہوا تو ایک تقریب میں آپ نے اپنے عزم کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا "آج ہم خدا تعالیٰ کے لئے جہاد کرنے" یہ بہت ہی لطیف آپ کا اظہار ہے اور بڑا غور طلب ہے۔ کیسا عمدہ خیال آپ کو یاد آیا، کیسی عمدہ نصیحت کر گئے ہیں۔ "آج ہم خدا تعالیٰ کے لئے جہاد کرنے اور اسلام کو مغربی افریقہ میں پھیلانے کے لئے جا رہے ہیں۔ موت فوت انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے"۔ ایک قسم کی مخفی پیشگوئی بھی کی اپنی وفات کی۔ "ہم میں سے اگر کوئی فوت ہو جائے تو آپ لوگ یہ سمجھیں کہ دنیا کا کوئی دور دراز حصہ ہے جہاں تھوڑی سی زمین احمدیت کی ملکیت ہے"۔ تھوڑی سی زمین احمدیت کی ملکیت ہے، مراد اپنی قبر تھی۔ جس تھوڑی سی جگہ میں مجھے دفن کیا جائے گا وہ احمدیت کی ملکیت رہے گی تاکہ آئندہ احمدی نوجوانوں کے لئے نیکیوں کی تلقین کرتی رہے۔ "احمدی نوجوانوں کا فرض ہے کہ اس تک پہنچیں اور اس مقصد کو پورا کریں جس کی خاطر اس زمین پر ہم نے قبروں کی شکل میں قبضہ کیا ہو گا"۔ اللہ ان پر بے شمار رحمتیں نازل کرے، کیسی پیاری قبر کی صورت میں آپ نے زمین پر قبضہ کیا ہے۔ اس کے بعد مسلسل وہاں جماعت احمدیہ کے مبلغین پہنچ رہے ہیں اور بکثرت تبلیغ کی توفیق پا رہے ہیں۔ "پس ہماری قبروں کی طرف سے یہی مطالبہ ہو گا کہ اپنے بچوں کو ایسے رنگ میں ٹریننگ دیں کہ جس مقصد کے لئے ہماری جانیں صرف ہوئیں اسے وہ پورا کرتے رہیں"۔ (الفضل ۲۷/نومبر ۱۹۴۵ء)

پسماندگان کے ذکر میں آپ نے اپنے پیچھے بطور یادگار ایک بیوی اور چھ لڑکے چھوڑے ہیں۔ رشید اختر صاحب، مبارک احمد نذیر صاحب مربی سلسلہ کینیڈا، بشارت احمد صاحب حال لندن، ڈاکٹر منیر احمد صاحب امریکہ، لطیف احمد نذیر صاحب، کریم احمد نذیر صاحب۔ یہ سارے بچے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت مخلص احمدی اور اپنے والد کی نیکیوں کو زندہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ یہ خاندان اب بکثرت دنیا میں پھیل چکا ہے اور اس کی تفصیل کی یہاں جگہ نہیں ہے۔

مکرم مولانا غلام حسین صاحب ایاز، تاریخ شہادت ۱۷/۱۸/اکتوبر ۱۹۵۹ء کی درمیانی شب۔ آپ کی ولادت ۱۹۰۳ء میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار کو ۱۸۹۱ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم موضع فیض اللہ چک میں حاصل کی جو آپ کے گاؤں سکنہ تھیہ غلام نبی سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ پرائمری کی تعلیم کے بعد آپ مدرسہ احمدیہ قادیان میں دینی تعلیم کے لئے داخل ہوئے اور پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کی ڈگری حاصل کی اور پھر خدمت دین کے لئے اپنی زندگی پیش کر دی۔

ایاز صاحب ۱۹۳۵ء میں تحریک جدید کے پہلے تبلیغی وفد میں سنگاپور بھیجے گئے تھے۔ پندرہ سال متواتر فریضۂ تبلیغ سرانجام دینے کے بعد ۱۹۵۰ء میں واپس آئے۔ آپ کو اس عرصہ میں شدید ترین مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک دفعہ آپ کو شدید زخمی کر کے سڑک پر پھینک دیا گیا۔ پھر بعض لوگوں نے بیہوشی کی حالت میں سڑک سے اٹھا کر ہسپتال پہنچایا جہاں کافی عرصہ تک زخموں کا علاج ہونے کے بعد بالآخر تندرست ہو گئے۔ بعض لوگ آپ کے قتل کا منصوبہ بنا کر آپ کے پاس پہنچے مگر اللہ تعالیٰ نے یہ کرشمہ دکھایا کہ وہی لوگ آپ کی باتیں سن کر آپ کی محبت کی تلوار سے گھائل ہو گئے اور جماعت میں شامل ہو کر سلسلہ کے مخلص خادم اور جاں نثار بن گئے۔ اس زمانے میں جب آپ کے والد صاحب محترم کو آپ کے خط آتے تھے تو یہی لکھتے تھے "اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرح قربانی کے لئے پیدا کیا ہے"۔

۸/اکتوبر ۱۹۵۶ء کو آپ کو دوبارہ سنگاپور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے بھجوایا گیا۔ کچھ عرصہ آپ سنگاپور میں مقیم رہنے کے بعد بورنیو میں متعین ہوئے۔ آپ ذیابیطس کے مریض تھے۔ ۱۶/اکتوبر ۱۹۵۹ء کو رات بخیریت سوئے صرف معمولی سی تھکاوٹ محسوس ہو رہی تھی لیکن آدھی رات کے بعد جب تہجد کے لئے بیدار ہوئے تو اٹھ کر کھڑے نہ ہو سکے اور زمین پر گر گئے۔ آپ کی اہلیہ نے ساتھ کے کمرے سے آ کر آپ کو دیکھا اور قریبی ہمسائے کو جو احمدی تھا آواز دی، اس نے آ کر چارپائی پر ڈالا۔ آپ کو ایمبولینس کے ذریعہ ہسپتال پہنچایا گیا جہاں چھتیس گھنٹے قومہ کی حالت میں رہنے کے بعد ۱۷/۱۸/اکتوبر ۱۹۵۹ء کی درمیانی شب آپ اپنے میدان جہاد ہی میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اب **مکرم مبارک احمد صاحب بھٹی** کا تذکرہ کرتا ہوں۔ تاریخ شہادت ۷/دسمبر ۱۹۷۱ء۔ مکرم مبارک احمد صاحب بھٹی چوہدری محمد علی صاحب کے بیٹے تھے۔ ۱۹۶۲ء میں کنری سے میٹرک پاس کرنے کے بعد جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ ۱۹۷۱ء میں شاہد پاس قرار پائے اور بطور مربی ضلع گوجرانوالہ میں مقرر فرمائے گئے۔ ابھی آپ کی تعیناتی کو تین ماہ کا عرصہ گزرا تھا کہ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں آپ کو مجاہد فورس ڈیوٹی پر طلب کیا گیا تو آپ مرکز کے حکم کے مطابق مجاہد فورس میں حاضر ہونے کے لئے ربوہ آ گئے۔ ۷/دسمبر ۱۹۷۱ء کو دریائے چناب کے پل کی حفاظت کی ڈیوٹی سے واپس آتے ہوئے ریل کار کے حادثہ میں وفات پا گئے۔ آپ کا جنازہ فوجی اعزاز کے ساتھ مسجد مبارک لایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور موصی ہونے کے باعث آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ خدام الاحمدیہ کے فعال کارکن تھے۔ آپ کی زعامت کے دوران ہوسٹل جامعہ احمدیہ کی زعامت ربوہ کی تمام مجالس میں اول آتی رہی۔ بہت ہمدرد، مخلص اور خدمت گزار انسان تھے۔

محترم محمد شفیق صاحب قیصر۔ ان کی شہادت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے زمانے میں ہوئی۔ آپ محترم منشی محمد صادق صاحب کے فرزند تھے۔ ۱۲/اکتوبر ۱۹۳۹ء کو محمود آباد سندھ میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم قادیان میں پائی اور تقسیم ملک کے بعد ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ، سلانوالی ضلع سرگودھا اور تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ، ربوہ میں تعلیم حاصل کر کے ۱۹۵۵ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ میٹرک کے فوراً بعد ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ پہلے کچھ عرصہ دفتر خدمت درویشاں میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۹۵۷ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ لے کر ۱۹۶۳ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔

ان کے علمی کام سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت متاثر تھے اور خود میرے سامنے بھی کئی بار ذکر کیا کہ یہ نوجوان خدا تعالیٰ کے فضل سے علمی کاموں میں خاص ملکہ رکھتا ہے۔ آپ نے فاضل عربی کا امتحان پاس کیا۔ دیگر جماعتی خدمات کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی گرانقدر خدمت کی بھی توفیق عطا فرمائی۔ آپ ۱۹۵۹ء میں نائب مہتمم اشاعت اور نائب ایڈیٹر رسالہ خالد مقرر ہوئے۔ اس کے بعد ۱۹۷۶ء تک آپ مختلف عہدوں پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۷۶ء میں آپ نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نامزد ہوئے اور وفات تک آپ اسی حیثیت سے یعنی نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔

آپ ایک مرکزی حکم کے تحت قرآن کریم کی طباعت کے سلسلے میں ۱۳/مارچ ۱۹۷۹ء کو ہانگ کانگ جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ مرکز کے دیئے ہوئے پروگرام کے مطابق ۱۵/مارچ کو رنگون پہنچے جہاں پر قیام کا آپ کو مرکز سے ہی پروگرام دیا گیا تھا۔ چار روز تک وہاں تنظیمی امور طے کرنے کے بعد ۱۹/مارچ کو رنگون سے مانڈلے کے لئے بعض تنظیمی عہدیداروں کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ مانڈلے رنگون سے ۴۵۰ کلو میٹر پر ہے۔ ۲۰/مارچ ۱۹۷۹ء کو علی الصبح مانڈلے پہنچے۔ اسی روز اپنے مفوضہ امور نمٹانے کے بعد رات کو واپس آ رہے تھے کہ رستے میں آپ کی کار کو حادثہ پیش آ گیا جس سے آپ کے سر پر چوٹ آئی اور بیہوشی طاری ہو گئی۔ ہر قسم کی امداد دینے کے باوجود آپ جانبر نہ ہو سکے اور بالآخر ۲۲/مارچ کو اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی
زیورات
جدید فیشن
کے ساتھ

آپ کا جنازہ ۶/اپریل ۱۹۷۹ء کو ربوہ لایا گیا۔ اسی روز احاطہ بہشتی مقبرہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نماز عصر کے بعد نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم نے بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے۔ ایک بیٹا طارق حیدر ٹورانٹو کینیڈا میں ہے اور دوسرا بیٹا عبداللطیف لاہور میں چارٹرڈ اکاؤنٹینسی کر رہا ہے اور بیٹی سعدیہ جھنگ میں اردو کی لیکچرر ہیں۔

ایک اور شہید جن کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ **ملک عبدالحفیظ صاحب مبلغ فجی** تھے۔ محترم ملک عبدالحفیظ صاحب مرحوم سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور صحابی حضرت نظام الدین صاحب کے پوتے اور مکرم کریم بخش صاحب آف بہاولپور کے صاحبزادے اور محترم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی کے داماد تھے۔ محترم ملک عبدالحفیظ صاحب حافظ قرآن تھے۔ حافظ صاحب مرحوم نے جامعہ احمدیہ میں شاہد کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ۱۹۴۷ء میں میدان عمل میں قدم رکھا اور سب سے پہلے تخت ہزارہ ضلع سرگودھا میں بطور مربی سلسلہ تعینات ہوئے۔ اس کے بعد رحیم یار خان اور مردان میں بھی بطور مربی سلسلہ مقیم رہے اور بوقت شہادت تقریباً ڈیڑھ سال سے فجی میں بطور مبلغ اسلام تعینات تھے۔ حافظ صاحب نہایت نیک، تہجد گزار اور انتھک خادم دین تھے۔

۱۹۴۷ء میں جب تخت ہزارہ میں متعین کیا گیا تو اس وقت وہاں کی جماعت بہت شدید مشکلات اور دباؤ کا شکار تھی۔ آپ کی لگن، محنت اور کامیاب حکمت عملی سے اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا اور یہ جماعت پھر سے اپنے قدموں پر کھڑی ہو گئی۔ حافظ صاحب کو یہ سعادت بھی حاصل رہی کہ آپ نے جلسہ سالانہ پر مسجد مبارک میں نماز تہجد بھی پڑھائی۔ نہایت خوبصورت قراءت کرتے تھے اور رمضان مبارک میں تراویح پڑھایا کرتے تھے۔

واقعہ شہادت۔ حافظ صاحب ۵/اگست ۱۹۸۱ء کو ایک دورہ پر لمباسہ جا رہے تھے۔ ہائی وے پر ایک ٹرک سے ان کی ٹکر ہو گئی جس کے نتیجہ میں آپ شدید زخمی ہو گئے۔ ان کو ہسپتال پہنچایا گیا جہاں پر ۱۶/اگست ۱۹۸۱ء بروز اتوار زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنی جان حقیقی مولا کے سپرد کر دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

۲۲/اگست ۱۹۸۱ء کو شہید مرحوم کی نماز جنازہ ربوہ میں ادا کی گئی اس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر ۴۳ سال تھی۔ شہید مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ کے علاوہ تین لڑکیاں اور ایک لڑکا چھوڑے جن میں سے دو بیٹیوں کی شادیاں ہو چکی ہیں۔ ایک بیٹی عطیۃ المجید مکرم محمد احمد صاحب نعیم مربی سیریا کی بیگم ہیں۔ دوسری قرۃ العین ہیں جو ملک نجیب احمد صاحب کی اہلیہ ہیں جو اسسٹنٹ انجینئر شاہ تاج شوگر ملز ہیں۔ بیٹا حافظ قرآن ہے اور جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہے۔ تیسری بیٹی صائمہ بی۔اے۔ کر چکی ہیں اور ابھی تک غیر شادی شدہ ہیں۔ اللہ ان کو بہترین رشتہ عطا فرمائے۔

اب **مکرم عبدالرحمن صاحب بنگالی مرحوم** کا ذکر کرتا ہوں۔ ضمناً یہ عرض کر دیتا ہوں کہ بہت آغاز میں میں اکثر ان سے ہومیو پیتھک دوا لیا کرتا تھا۔ بہت باریک باریک گولیوں میں بہت پتلی شیشیوں میں رکھا کرتے تھے اور بہت ہی مہربان اور پیار کرنے والے تھے اور کبھی کبھی تھوڑا تھوڑا ہومیو پیتھی کا سبق بھی دے دیا کرتے تھے۔ ۱۹۶۳ء میں امریکہ تشریف لے گئے اور پٹس برگ میں قیام فرمایا۔ نو سال تک تبلیغ اسلام کا فریضہ خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۷۲ء میں ڈیٹن مشن میں مقیم تھے اور تبلیغ اسلام میں ہمہ تن مصروف عمل تھے کہ ۱۶/مئی ۱۹۷۲ء کو داعی اجل نے پکارا اور آپ نے اپنی جان مولائے حقیقی کے حضور پیش کر دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ عبدالرحمن صاحب بنگالی کی ایک بیٹی محترم ہبۃ النور صاحب امیر ہالینڈ کی بیگم ہیں اور ان کی بیٹی پھر آگے ہمارے نوید مارٹی صاحب کی بیگم ہیں اور اللہ کے فضل سے یہ بھی بہت مخلص خاندان ہے۔

مکرم بشارت الرحمن صاحب قمر، تاریخ شہادت ۴/دسمبر ۱۹۸۲ء۔ مکرم بشارت الرحمن صاحب قمر جھنگ میں پیدا ہوئے۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ یکم جولائی ۱۹۸۲ء کو میدان عمل میں مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ میں تقرر ہوا۔ وہیں فرائض منصبیہ ادا کرتے ہوئے ایک خادم دوست طاہر احمد کے ہمراہ اپنے علاقہ کی جماعتوں کے دورہ کے لئے موٹر سائیکل پر جا رہے تھے کہ ۴/دسمبر ۱۹۸۲ء کی شام کو علی پور چٹھہ جاتے ہوئے علی پور شہر کے قریب پیچھے سے ایک تیز رفتار ٹرک آیا اور اس کی ٹکر کے نتیجہ میں دونوں ہی گرے اور دونوں کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی جس وجہ سے موقع پر ہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مکرم بشارت الرحمن صاحب نے جامعہ احمدیہ میں تعلیم کے دوران ہی وصیت کر لی تھی۔ ان کا جنازہ ۵/دسمبر ۱۹۸۲ء کو ربوہ لایا گیا۔ خاکسار کو نماز عصر کے بعد آپ کی نماز جنازہ پڑھانے کی توفیق ملی۔ بعدہ بہشتی مقبرے میں تدفین عمل میں آئی۔ بہت نیک فطرت، متین، کم گو اور وقت کے تقاضوں کو سمجھ کر ان پر پورا اترنے والے تھے۔ مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ اپنے سنٹر میں ان کے غیر احمدی احباب سے بھی دوستانہ مراسم تھے اور وہ سب ان کی بڑی قدر کیا کرتے تھے۔ مرحوم غیر شادی شدہ تھے۔

اب میں **مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم شہید** کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ یوم شہادت ۵/اگست ۱۹۸۳ء ہے۔ اگرچہ یہ ذکر کچھ لمبا ہو گیا ہے لیکن ان کے مقام اور مرتبے کے لحاظ سے اگر کچھ لمبا ہو بھی گیا تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن ایک اور بات بھی ہے کہ نوٹس کی تیاری کے وقت جب میں ان شہداء کے نام اکٹھے کر رہا تھا اور ان کا ذکر خیر کر رہا تھا اس وقت تک مجھے علم نہیں تھا کہ اور کتنے شہداء کا ذکر ابھی باقی ہے۔ اس دوران مجھے سید عبدالحی صاحب کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ اب تک جو دریافت ہو چکے ہیں راہ مولیٰ میں سفر اختیار کرتے ہوئے شہید ہونے والے ان کی تعداد ایک سو کے لگ بھگ ہے جو اور بھی بڑھ سکتی ہے۔ پس اس پر یہ خیال آیا کہ یہ سلسلہ تو پھر بہت لمبا چل جائے گا اور ابھی بہت سے دوسرے شہداء کا ذکر باقی ہے۔ اس لئے آئندہ انشاء اللہ میں اس مضمون کو مختصر کرنے کی کوشش کروں گا۔ ان کے اسماء بیان کر دوں گا کس موقع پر، کس تاریخ کو شہید ہوئے اور مختصر ذکر ان کے پسماندگان کا کر دوں گا تاکہ ان کے لئے دعائے خیر کی تحریک ہوتی رہے۔ اس طرح انشاء اللہ آئندہ دو تین خطبوں کے اندر یہ ذکر مکمل ہو سکے گا۔

اب **مولانا عبدالمالک خان صاحب** کا ذکر کرتا ہوں۔ آپ ۲۵/نومبر ۱۹۱۱ء کو رام پور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں قادیان آئے اور مدرسہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۴ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا بعد ازاں دو سال مبلغین کلاس میں دینی تعلیم حاصل کی اور ۳۱/اکتوبر ۱۹۳۵ء سے آپ نے میدان تبلیغ میں عملی دینی خدمات کا آغاز فرمایا۔ آپ کو ابتداء میں یوپی کے انچارج مبلغ کی حیثیت سے اہم ذمہ داری سونپی گئی۔ اس وقت آپ کا صدر مقام لکھنؤ تھا۔ ۱۹۳۹ء میں یہ صدر مقام آگرہ منتقل ہو جانے کی وجہ سے آپ آگرہ آ گئے۔ ۱۹۴۰ء میں چند ماہ کے لئے کراچی میں کام کیا۔ ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۳ء تک کے عرصہ میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر آپ نے مسلسل اٹھارہ ماہ تک ہندوستان کے چار صوبوں کا تفصیلی دورہ فرمایا۔ ۱۹۴۴ء میں آپ کی تقرری حیدر آباد دکن میں بطور مشنری انچارج کی گئی جہاں پر آپ نے ۱۹۴۸ء تک خدمات سرانجام دیں۔

تقسیم ملک کے بعد آپ کو لاہور بھجوایا گیا جہاں آپ نے آٹھ ماہ تک خدمات دینیہ سرانجام دیں۔ اس کے بعد آپ کی تقرری ۷/نومبر ۱۹۴۹ء کو کراچی میں بطور مبلغ انچارج کی گئی۔ ۱۹۵۳ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے جو متبادل انجمن کراچی میں قائم فرمائی تھی اس صدر انجمن احمدیہ کراچی کا آپ کو جنرل سیکرٹری مقرر فرمایا۔ اس زمانے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی خدمات کو سراہتے ہوئے آپ کو رئیس التبلیغ کا خطاب بھی عطا فرمایا۔ ۱۹/جون ۱۹۶۱ء کو آپ مغربی افریقہ کے ملک غانا میں بغرض تبلیغ تشریف لے گئے۔ آپ کے زمانہ میں کماسی کا مشن ہاؤس تعمیر ہوا۔ ۱۹۶۴ء میں آپ واپس آئے تو پھر کراچی میں مربی سلسلہ مقرر کر دیا گیا جہاں آپ ۲۸/جون ۱۹۷۰ء تک دینی خدمات بجالاتے رہے بعد ازاں آپ کو مرکز میں نائب ناظر اصلاح و ارشاد مقرر کیا گیا اور اگلے ہی سال ناظر اصلاح و ارشاد مقرر فرما دیا گیا۔ اس عہدہ پر آپ نے بارہ سال تک خدمات سرانجام دیں۔

آپ ۵/اگست ۱۹۸۳ء بروز جمعۃ المبارک ایک تبلیغی سفر پر جاتے ہوئے شیخوپورہ کے قریب کار اور ٹرک کے حادثے میں زخمی ہوئے اور بروقت طبی امداد نہ ملنے کے باعث اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مختصر خاندانی حالات یہ ہیں کہ آپ حضرت ذوالفقار علی خان صاحب گوہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری زوجہ محترمہ کے بطن سے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ آپ کے بڑے بھائی مکرم حبیب اللہ خان صاحب ایم۔ ایس۔ سی۔ تھے جو تعلیم الاسلام کالج میں واقف زندگی پروفیسر رہے ہیں۔ ان کے بعد آپ کی ہمشیرہ، اہلیہ صاحبہ محترم خلیل احمد صاحب مونگھیری ہیں اور ان کے بعد آپ تھے۔ مولانا کی اولاد میں ایک صاحبزادہ مکرم عبدالرب انور محمود خان صاحب آف کیلیفورنیا امریکہ اور چار صاحبزادیاں محترمہ فرحت صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر صالح الہ دین صاحب حیدر آباد دکن، محترمہ شوکت گوہر صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی، محترمہ نصرت جہاں صاحبہ گاناکالوجسٹ فضل عمر ہسپتال ربوہ اور محترمہ امتہ الحی فضیلت صاحبہ اہلیہ مکرم سید حسین احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں۔

اب اس ذکر کو آج میں حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب شہید کے ذکر پر ختم کرتا ہوں اور اس کے بعد جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کچھ نہ کچھ تفصیل تو شاید بیان کرنی پڑے مگر حتی المقدور کوشش کروں گا کہ مختصر ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی اولادوں کو جہاں جہاں بھی دنیا میں پھیل چکی ہیں دین و دنیا کی حسنات سے نوازتا رہے اور قیامت تک یہ شہادت کے علم بلند رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ شہداء کے نقش قدم پر چل سکیں۔

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۸ء

قرآن کریم آخری اور دائمی شریعت ہے

محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ناظم دار القضاء قادیان

وہ دُعائیں جو غار حرا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر سے بلند ہوئیں نیز دنیا کے متلاشیان ہدایت کی مخفی آہیں جو آسمان کی طرف بلند ہو رہی تھیں اُن سب نے مل کر خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کیا اور قرآن نازل ہوا۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں اِس کا نقشہ پیش کیا گیا ہے جو نزول کلام سے پہلے دنیا کا ہوتا ہے۔ اس کتاب کے بارہ میں ہونے والے اعتراضات جن کا خدا تعالیٰ کو جو عالم الغیب ہے پہلے سے علم تھا کہ اس پر یہ یہ اعتراضات ہوں گے اس لئے اُس نے اس کتاب کے ذریعہ ہدایت پانے والے (متقیوں) کی جو شرائط بیان کی ہیں۔ اُن شرائط کی تفسیر میں ان دلائل کو سمو دیا ہے۔ جو مندرجہ بالا دعویٰ کے ثبوت میں اِس کتاب میں ایسے شاندار انداز سے سجائے گئے ہیں جن کی قطعیت کی بنا پر قیامت تک آنے والے لوگوں پر اتمام حجت کے طور پر تحدی کی گئی ہے کہ تمام جن وانس اس کی نظیر پیش کریں اور وہ اپنے ساتھ بیشک اپنے مددگاروں کو بھی شامل کر لیں۔ چنانچہ ۱۴۰۰ سال اس تعلیم یا شریعت پر گذر چکے ہیں۔ روئے زمین کے جن وانس مل کر بھی اِس چیلنج کے سامنے دم نہیں مار سکے۔ لاجواب ہونے کی وجہ سے اُن کی زبانوں پر مہر سکوت لگی ہوئی ہے۔ جسے پیش کرتے ہوئے ہر زمانہ کے لوگوں پر حجت قائم و دائم رہے گی۔ ذیل میں اِس اجمال کی تفصیل بقدر گنجائش وقت تقریر ہذا میں پیش ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

الم اَنَا اللّٰهُ اَعْلَمُ میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ یہ ایک دعویٰ ہے۔ جس کا ثبوت بھی چاہئے۔ اس کا سب سے بڑھ کر ثبوت یہی ہو سکتا ہے۔ کوئی ایسی علمی چیز پیش کی جائے جو اپنی نظیر نہ رکھتی ہو پس الم کے معنوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ذالک الکتاب کے بہترین معنے یہی ہو سکتے ہیں کہ یہی کامل کتاب ہے"۔

یعنی یہاں "ال" جنسی استغراقی مجازی ہے۔ اِن معنوں کی رُو سے یہی معنے اِس جگہ مناسب موقعہ ہیں۔ کیونکہ لوگوں کے دلوں میں طبعًا سوال پیدا ہوتا ہے کہ دوسری کتب کی موجودگی میں نئی کتاب کیوں پیش کی جاتی ہے۔ بالفاظ دیگر اگر کتاب کی غرض یہ ہے کہ انسان کی روحانی ضرورتوں کو پورا کرے۔ تو پھر یہی کتاب اِس غرض کو پورا کرتی ہے۔ اِس لئے دوسری کتب کی موجودگی میں بھی اِس کی ضرورت ہے اِس دعوے کے ثبوت میں جب ہم واقعات کو دیکھتے ہیں تو یہ دعویٰ قطعی طور پر ثابت ہے۔ بے شک قرآن سے پہلے توریت انجیل، وید، زند وغیرہ کتب موجود تھیں۔ لیکن اُن کی تعلیم اور قرآن کی تعلیم کا مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ قرآن کی جامعیت کسی اور کتاب میں نہ ملے گی۔ انجیل کا سب سے بڑا کمال محبت الٰہی پر زور ہے۔ قرآن مجید میں وہ سب تعلیم موجود ہے بلکہ اُس سے بڑھ کر ہے۔ توریت کا فخر جامع شریعت پر ہے۔ لیکن شریعت کی جامعیت میں قرآن کریم کے آگے وہ بھی خم کھاتی ہے۔ حالانکہ حجم میں قرآن کریم دونوں کتب سے چھوٹا ہے۔ قرآن کریم میں یہ جامعیت ایسی کامل ہے کہ ایک مسلمان کے نزدیک شریعت کا مفہوم دوسروں سے جداگانہ ہو گیا ہے۔ جب ایک مسلمان شریعت کا لفظ بولتا ہے تو فوراً اُس کا ذہن اِس طرف منتقل ہو جاتا ہے کہ اس میں والدین اور اولاد کے تعلقات میاں بیوی کے تعلقات، شادی اور اُس کی اغراض کے متعلق میاں بیوی کے فرائض کے متعلق۔ میاں بیوی کے انتخاب کے متعلق۔ تربیت اولاد کے متعلق۔ خاندان کے باہمی حقوق کے متعلق۔ وراثت کے متعلق۔ وصیت کے متعلق۔ ہمسایہ اور اہل محلہ کے متعلق، تجارت اور زراعت کے متعلق۔ حاکم اور محکوم کے تعلقات اور ذمہ داریوں اور حکومت کی نوعیت کے متعلق۔ مزدوروں اور مزدور رکھنے والوں کے متعلق حکومتوں کے باہمی تعلقات کے متعلق اقتصادی مسائل کی بنیادوں کے متعلق انسانوں اور جانوروں کے متعلق، اور سب سے آخر میں اور سب سے مقدم یہ کہ اللہ اور بندہ اور اُس کے رسولوں کے متعلق تفصیلی اور مکمل احکام اُن کی حکمتوں سمیت بیان کئے گئے ہوں گے۔ یہ سب مسائل اور ان کے علاوہ اور بہت سے اپنی حکمتوں سمیت قرآن کریم میں بیان ہیں اور اُن کا عشر عشیر بھی اور کسی کتاب میں موجود نہیں۔ ویدوں کو لو، اوّل تو تمام ہندو ویدوں کو جانتا بھی نہیں۔ جو تھوڑے سے جانتے ہیں۔ ان میں سے اکثر انہیں بطور جنتر منتر استعمال کرتے ہیں۔ اور جو انہیں سمجھتے ہیں اُن کے نزدیک بھی اس کی بڑی خوبی دعائیں اور پیدائش انسان کی غرض کا بیان کرنا ہے۔ مگر دُعاؤں اور انسانی فلسفہ پر جو مکمل اور تفصیلی بحث قرآن کریم نے کی ہے۔ اس کے مقابلہ میں ویدوں کی تعلیم بالکل ماند پڑ جاتی ہے۔ قرآنی دُعائیں انسانی فطرت کی باریکیوں پر مشتمل ہیں۔ وہ لفاظی سے پُر نہیں۔ وہ انسان کی ضروریات کو پہلے ننگا کر کے دکھاتی ہیں۔ پھر اُنہیں قدوسیت اور پاکیزگی کی چادر اڑھاتی ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم انسانی پیدائش کی ایسی تفصیل بیان کرتا ہے جو استعاروں میں چھپ کر انسانی دماغ کو پریشان نہیں کر دیتیں۔ بلکہ اُسے مشاہدہ اور تجربہ کے میدان میں کھڑا کر کے اُس کے ذہن کو صاف کرتی ہیں اور اُس کے فکر کو جلا بخشتی ہیں۔ اسلام نے انسان کے انجام کو بھی اور مابعد الموت کے مسئلہ کو جس طرح بیان کیا ہے اُس کے مقابل پر سب کتب شکست خوردہ ہیں توریت خاموش ہے انجیل بالکل نامکمل سا ذکر کرتی ہے۔ ویدوں میں مابعد الموت کا کوئی ذکر نہیں۔ زرتشت کی کتاب میں کچھ ذکر ہے۔ مگر صرف استعاروں کے طور پر اور مادی الفاظ میں دیا ہوا ہے۔ اس کے مقابل پر قرآن کریم میں تفصیلاً بتایا گیا ہے کہ نیک بد کو کیا جزا ملے گی اور کس طرح ملے گی۔ اس کی کیا کیفیت ہوگی۔ دوسری زندگی کا مقصد کیا ہے اور اس کے حصول کیلئے کس جدوجہد کی ضرورت ہے۔ جزاسزا کے اصول کیا ہیں جن کی مدد سے اُن کو روکا جاسکتا ہے۔ مگر قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ گناہ کا منبع کہاں ہے اور پھر اس منبع کو روکنے کی تدابیر بھی ہمیں بتاتا ہے۔ اور ان سب تفصیلات کے باوجود سب کتب سے جو الہامی ہونے کی دعویدار ہیں چھوٹا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا پڑھنا۔ سمجھنا اور یاد رکھنا بہت آسان ہے حتی کہ ہزاروں لاکھوں اس کے حافظ دنیا میں موجود ہیں۔ پس قرآن کریم کے شروع میں اس دعویٰ کو پیش کرنا کہ یہی کامل کتاب ہے۔ ایک ایسا دعویٰ ہے جو ضرورت کے مطابق ہونے کے علاوہ نہایت مناسب موقعہ پر پیش کیا گیا ہے۔ ان معنوں کے علاوہ ایک اور معنے بھی اس آیت کے ہیں اور وہ بھی سیاق و سباق کے عین مطابق ہیں اور وہ یہ کہ سورہ بقرہ سے پہلے سورہ فاتحہ میں ایک دُعا سکھائی گئی تھی کہ خدایا مجھے سیدھا راستہ دکھا۔ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام نازل کیا ہے۔ اس دُعا کا جواب ان الفاظ میں دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن ہدایات کو تم نے سورہ فاتحہ میں طلب کیا تھا وہ یہی کتاب ہے یعنی قرآن کریم ہے اسی طرح ذالک اشارہ بعید کے معنے ہی دیتا ہے کسی اور تاویل کی ضرورت نہیں رہی... اس آیت کا آخری حصہ یعنی هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ اِن معنوں کی مزید تصدیق کرتا ہے کہ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس ہدایت کو تم نے طلب کیا تھا۔ وہ یہی کتاب ہے اور چونکہ تم نے معمولی ہدایت طلب نہیں کی بلکہ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ گروہ کی ہدایت طلب کی ہے۔ اِس لئے ہم تم کو بتاتے ہیں کہ یہ کتاب هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہے یعنی معمولی نہیں رہتی بلکہ کامل متقی کو اور اوپر لے جا کر اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں شامل کر دیتی ہے اور تمام انبیاء کی تعلیموں اور اُن کے حاصل کردہ انعامات کی جامع ہے۔

(ملخص تفسیر کبیر سورہ البقرہ صفحات ۷۴ تا ۷۶)

لاریب فیہ - ریب کے معنے، تہمت، شک کمی، نقص اور آفت و مصیبت کے ہیں۔ یہ سب معنے اِس آیت میں چسپاں ہوتے ہیں اور یعنی قرآن میں کسی ہستی کی حق تلفی نہیں کی گئی اور نہ کسی پر ناواجب الزام لگایا گیا ہے۔ نہ خدا تعالیٰ پر، نہ کسی نبی یا رسول پر، نہ ملائکہ پر، نہ بنی نوع انسان پر نہ انسانی فطرت پر، یہ اتنا بڑا دعویٰ ہے کہ اِس کی نظیر دنیا کی کسی اور کتاب میں نہیں ملتی۔ اور یہ ایسی زبردست صداقت ہے جس کی مثال اور کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید بغیر کسی مذہب پر اتہام لگانے کہ اپنے ذاتی کمالات اور اپنے فضائل اور دینی امتیازی تعلیمات اپنی ضرورت اور اپنی صداقت کو ثابت کرتا ہے اور یہ اسلوب کیسا شاندار ہے اور پھر کیسا مشکل بھی؟ مگر قرآن مجید اسی کو اختیار کرتے ہوئے اپنی صداقت کامیاب طور پر ثابت کرتا ہے حق تو یہ ہے۔ اسلام کے سوا اور سب ادیان کسی نہ کسی شکل میں دوسرے مذاہب کو جھوٹا یا ادنیٰ ہی قرار دیتے ہیں۔ لیکن اسلام ایسا نہیں کرتا۔ وہ ہر زمانہ اور قوم کیلئے آسمانی ہدایت کو ضروری قرار دیتا ہے۔ اور کہتا ہے اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔ کوئی قوم ایسی نہیں جس میں خدا تعالیٰ کا نبی نہ گذرا ہو۔ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ہر قوم میں ایک ہادی خدا تعالیٰ کی طرف سے آچکا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم دوسرے مذاہب سے اتہام سے پاک ہونے میں بالکل ممتاز ہے۔ تفصیلات کو دیکھا جائے تو اس میں بھی قرآن کریم کو اتہام میں دوسرے مذاہب کے مقابل پر ایک امتیاز حاصل ہے۔ سب سے ضروری وجود مذہب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا ہے۔ وہ تمام مذاہب کا مرکزی نقطہ ہے۔ بظاہر یہ نہیں خیال کیا جاسکتا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کسی مذہب نے کوئی اتہام لگایا ہو۔ لیکن یہ ناقابل فہم غلطی بھی انسان کر چکا ہے۔ توریت خدا کی نسبت کہتی ہے کہ دنیا کو پیدا کر کے ساتویں دن اللہ تعالیٰ نے آرام کیا۔

(پیدائش باب دو آیت ۲،۳)

لیکن قرآن کریم اِس اتہام سے بری قرار دیتا ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ (ق ع ۳) یعنی ہم نے آسمانوں اور زمین کو چھ اوقات (ادوار) میں پیدا کیا لیکن اس کام سے ہمیں کوئی تھکان محسوس نہیں ہوئی اور نہ آرام کرنے کی حاجت پیدا ہوئی۔ اسی طرح بائبل میں لکھا ہے:

"تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا" گویا انسان کو پیدا کرنا ایک غلطی تھی۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کو ندامت پیدا ہوئی اور اِس پر وہ دلگیر ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ پر اتہام ہے۔ وہ خدا ہی کیا ہوا جو غلطی کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ میرے فعل کا کیا نتیجہ ہوگا۔ قرآن اُس کی نسبت فرماتا ہے۔ وہ سبحان ہے۔ وہ قدّوس ہے اور سب بزرگیوں کا مالک ہے۔ یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (جمعہ ع ۱) یعنی زمین و آسمان کا ذرّہ ذرّہ اللہ کے ہر عیب سے پاک ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اس میں کس طرح اصولاً بائبل کے خیال کے خلاف تعلیم دی ہے اور بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس دنیا کے پیدا کرنے میں کوئی غلطی نہیں کی کیونکہ جو کام ایک فاعل بالارادہ غلطی سے کرتا ہے یا جو انجام کے لحاظ سے غلط ہو وہ کام اپنے فاعل کے نقص پر ایک شہادت ہوتا ہے اور اُس کی کم علمی یا بصیرت کے ضعف پر دلالت کرتا ہے۔ مگر قرآن کریم فرماتا ہے کہ زمین و آسمان میں جو بھی ہے۔ انسان ہوں یا حیوان ہوں۔ فرشتے ہوں یا ارواح ہوں۔ اِسی طرح نباتات یا جمادات ہوں۔ باریک سے باریک ذرّہ ہو کہ بڑے سے بڑا کرہ ہو۔ سب کے سب اس بات پر شہادت دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر نقص سے پاک ہے اور اُس نے زمین و آسمان پیدا کرنے میں کوئی غلطی نہیں کی بلکہ آیت کا مضمون اِس بات کو پیش کر رہا ہے کہ مومن ہوں یا کافر۔ مخلص ہوں یا منافق۔ سب ہی باوجود اپنے منہ کے غلط بیانات اور دماغ کے مخالف خیالات کے اپنے وجود اور اپنے عمل سے اِس امر کو ثابت کر رہے ہیں کہ زمین و آسمان کی پیدائش میں اللہ تعالیٰ نے غلطی نہیں کی۔ اِس کے بعد فرماتا ہے کہ اِس دعویٰ کا ثبوت یہ ہے کہ دنیا کا وجود خدا تعالیٰ کے ملک قدوس۔ عزیز اور حکیم ہونے پر دلالت کرتا ہے کہ نظام عالم کا کوئی بادشاہ ہے۔ جس طرح شاہی قانون کو توڑنے والے سزا پاتے ہیں اور قانون پر عمل کرنے والے انعام پاتے ہیں۔ شرعی قانون پر عمل کرنے والے روحانی انعام اور طبعی قانون پر عمل کرنے والے طبعی انعام پاتے ہیں۔ یہ اِس امر کا ثبوت ہے کہ اِس عالم کا کوئی بادشاہ ہے۔ چنانچہ انبیاء و صلحا کے ساتھ جو معاملہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ ایک قادر خدا کا جو تمام مخلوقات کا بادشاہ ہے ایک قطعی اور یقینی ثبوت ہے۔ اس کے بعد فرماتا ہے۔ وہ قدوس ہے یعنی وہ پاک اور تمام عیوب سے مبرّا ہے۔ یعنی اُس کی ملوکیت کے معاملہ پر غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ اُس کا معاملہ دنیاوی بادشاہوں اور سلطنتوں کا سا نہیں کہ اُن کے حکام اور بادشاہ اپنی حکومت کے قیام کیلئے ہر قسم کے اعمال کو جائز سمجھتے ہیں بلکہ اُس کی صفت ملوکیت اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ اُس سے اُس کی قدوسیت ثابت ہوتی ہے۔ یعنی یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ تمام عیوب سے پاک اور مبرّا ہے۔ مثلاً یہ کہ اُس کی طرف سے جو لوگ اُس کے قانون کو جاری کرنے کیلئے مبعوث ہوتے ہیں وہ اعلیٰ اخلاق سے متصف ہوتے ہیں اور جس قدر کوئی اُس کا قرب حاصل کرتا ہے اُسی قدر بنی نوع کا ہمدرد ہوتا ہے۔ اور جس قدر اس کے قانون پر کوئی عمل کرتا ہے۔ وہ قدوسیت کی چادر پہنتا ہے یعنی اس کے اعمال نقائص سے پاک ہوتے ہیں شرعی قانون پر عمل کرنے سے روحانی طہارت ملتی ہے اور طبعی قانون پر عمل کرنے سے جسمانی طہارت اور قوت حاصل ہوتی ہے۔ پھر فرماتا ہے۔ وہ عزیز ہے مخلوقات پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس قانون کے علاوہ اور بھی ایک قانون ہے جو اُس کے مشابہ ہے جس پر عمل کرنے یا نہ کرنے پر انسان کو مقدرت حاصل ہے۔ اس کا ایک اور بھی قانون ہے جس کی خلاف ورزی کوئی نہیں کر سکتا جسے قانون فطرت کہنا چاہئے۔ یہ بھی دو قسم کا ہے۔ روحانی بھی اور جسمانی بھی۔ روحانی قانون وہ ہے جسے دین الفطرۃ کہتے ہیں جس میں تمام اخلاقی جذبات، شامل ہیں جو ہر مومن اور کافر میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً رحم اور شکر کے جذبات۔ خواہ کوئی پارسا ہو یا ڈاکو۔ دونوں میں یہ جذبات پائے جاتے ہیں۔ کوئی انسان اِن کے اثر سے بچ نہیں سکتا۔ بطور جذبہ فطرت کے یہ مادے ہر انسان میں موجود ہیں گو بداستعمالی کی وجہ سے بعض لوگ اِن کا استعمال بہت محدود کر دیتے ہیں۔ جسمانی نظام میں یہ قانون طبعی خواص پر مشتمل ہے جس کے ماتحت تمام نظام چل رہا ہے ایک دہریہ خدا کو منہ سے گالیاں دے لیتا ہے۔ لیکن اس کے اس قانون کی خلاف ورزی جو صفت عزیز کے ماتحت ظاہر ہوتا ہے مثلاً زبان کو خدا تعالیٰ نے چکھنے کیلئے بنایا ہے۔ اس میں یہ طاقت نہیں کہ زبان سے دیکھنے کا کام لے سکے باوجود مذہب میں بغاوت کرنے کے وہ اُس کے قانون کی بلا چوں و چرا پابندی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خواص الاشیاء کو اِسی قانون کے ماتحت رکھا ہے۔ خلاصہ یہ کہ دنیا میں ایک قانون صفت عزیز کے ماتحت جاری ہے جس سے خدا کے غلبہ اور قدرت کا اظہار ہوتا ہے۔ اِس قانون کی ہر کہ و مہ پابندی کرتا ہے اور پابندی کرنے پہ مجبور ہوتا ہے۔ بادشاہی قانون کی طرح اِس کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی۔ یہ قانون ایک عزیز ہستی پر دلالت کرتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو فعل الٰہی اِن چاروں صفات کا اور خصوصاً حکمت الٰہی کا ظاہر کرنے والا ہو۔ اُس پر نادم ہونے یا پچھتانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ معمولی سے معمولی شخص بھی اچھے کام پر پچھتایا نہیں کرتا چہ جائے کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم نے اِسی مضمون کی وضاحت سے اِس آیت میں تردید کی ہے مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِيْنَ (الانبیاء ع ۲) یعنی آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے ہم نے یوں ہی بے سوچے سمجھے پیدا نہیں کیا۔ یہ ہمارا کام کوئی کھیل نہیں بلکہ حکمت اور حق کے ساتھ اِس کی پیدائش ہوئی ہے۔ اِس مضمون کی تائید میں فرماتا ہے۔ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ

(العنکبوت ع ۴)

یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو ایک نہایت پختہ اور اٹل قانون کے ماتحت بنایا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے متعلق سب سے بڑا اتہام شرک کا ہے قرآن کریم سارے کا سارا اِس اتہام کے ردّ کے دلائل سے بھرا پڑا ہے۔ خدا تعالیٰ کے شریک کئی قسم کے تجویز کئے گئے ہیں۔ بعض نے دو خدا تجویز کئے ہیں۔ ایک نور کا اور ایک ظلمت کا خدا۔ بعض نے تین خدا تجویز کئے ہیں۔ باپ، بیٹا روح القدس۔ بعض نے خدا تعالیٰ کی بیویاں تجویز کی ہیں۔ بعض نے یہ تجویز کیا ہے کہ اُس نے بعض ہستیوں کو پیدا کر کے اپنی صفات اُن میں بانٹ دی ہیں اور مختلف صفات کے ظہور کیلئے مختلف دیوتا مقرر کر دیئے ہیں۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ خدا تعالیٰ بندوں میں سے بعض کو چُن کر اپنے اختیارات کل یا بعض اُن کو سونپ دیتا ہے۔ بعض بڑے مظاہر قدرت کو خدا تعالیٰ کی صفات کا بالا رادہ ظاہر کرنے والا قرار دیتے ہیں اور بعض مضر اشیاء اور خوف دلانے والے جانوروں کو دیوتا تجویز کرتے ہیں۔ بعض مظاہر حُسن کو خدا کا مظہر اور الوہیت کی صفت سے متصف قرار دیتے ہیں۔ قرآن مجید نے ان تمام قسم کے شرکوں کا تفصیل سے رد کیا ہے۔ اور ان عقائد کے غلط ہونے کے دلائل دیئے ہیں۔ مگر اِس مضمون کے بیان کرنے کا موقعہ نہیں۔ اِسی طرح قرآن شریف نے اللہ تعالیٰ کی صفات بالتفصیل بیان کی ہیں جس کی مثال اور کسی کتاب میں نہیں ملتی۔ اِسی طرح ان تمام اتہاموں سے جو مختلف صفات کے ناقص بیان سے یا ناقص طور پر سمجھنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف مذہب یا مختلف فلسفے منسوب کرتے چلے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو بری قرار دیا ہے۔ غرض قرآن پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کی شان اور درجہ کو مدّنظر رکھتے ہوئے۔ جن امور سے اُس کی کسر شان ہوتی ہے اُس سے اجتناب اختیار کیا ہے۔ اور جن امور سے وہ شان ایک معبود اور کامل الصفات خدا تعالیٰ میں ہونی چاہئے۔ ان امور کا نہایت بسط اور عمدگی سے ذکر کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے بعد کارخانہ قدرت کو چلانے والی ابتدائی علتوں میں سے ملائکہ کا وجود ہے۔ قرآن نے ملائکہ کی طرف دوسری تعلیمات یا نظریوں میں جو نقائص اور عیوب اُن کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اُن سے پاک قرار دیا ہے۔ مثلاً فرماتا ہے لَا يَعْصُوْنَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ یعنی ملائکہ۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی نہیں کرتے۔ بلکہ جو حکم انہیں دیا جاتا ہے۔ اُس کی پوری اطاعت کرتے ہیں۔ اِس طرح ان تہمتوں کو ردّ کر دیا ہے۔ جو یہود کی طرف سے ملائکہ پر لگائی جاتی ہیں کہ فرشتوں نے خدا کی نافرمانی کی اور اُس کے احکام کو پسِ پشت ڈال دیا۔ ہندوؤں میں ہے کہ دیوتاؤں نے فلاں فلاں گناہ کیا۔ اس تہمت سے فرشتوں کو بچانا ضروری امر تھا۔ کیوں کہ فرشتے نیک تحریکوں کا سرچشمہ ہیں اور ظاہر ہے کہ اگر ایک مصفّٰی پانی کے چشمہ کے متعلق شک و شبہ پیدا ہو جائے تو انسان اُس سے فائدہ اُٹھانے سے محروم رہ جائے گا اور نیکی کا دروازہ اُس کیلئے بند ہو جائے گا۔ تیسرا ستون انسان کی روحانی اور اخلاقی عمارت کی تکمیل کیلئے کلام الٰہی ہے کہ اِس کے ذریعہ سے انسان یقین اور معرفت حاصل کرتا ہے۔ اس پر بھی مختلف مذاہب اور فلسفوں نے تہمت دھرنے سے دریغ نہیں کیا۔ مثلاً بعض یہ کہتے ہیں کہ الہام صرف خیالاتِ صافیہ کا نام ہے۔ حالانکہ محض خیالات کا نام الہام رکھ کر اُس یقین اور اعتماد کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے جو لفظی الہام کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ چوتھا ستون مذہبی عمارت کا انبیاء کا ستون ہے۔ قرآن مجید نے اپنی تعلیم میں اصولی طور پر بتایا ہے۔ کہ انبیاء خدا تعالیٰ کے مقرب لوگ اور پاک ہوتے ہیں خصوصاً ہندو مذہب میں حضرت رام اور کرشن علیہم السلام پر اتہامات عائد ہیں۔ بائبل میں حضرت موسیٰ ہارون اور دیگر انبیاء علیہم السلام پر اتہامات کا نام بنام ذکر کر کے قرآن نے اُن کی بریت کا اعلان کیا ہے سب کے تفصیلی ذکر اور اُس کی تفاصیل کی اِس مختصر مضمون میں گنجائش نہیں۔ اصولی طور پر صرف ایک آیت درج کی جاتی ہے جو اِس مضمون

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES

AMBASSADOR & MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET

CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

طالب دُعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

Specialist in Leather Belts, Leather Ladies & Gents Bag, Jackets Wallets etc.

19A, Jawahar Lal Nehru Road

Calcutta- 700081 ☎ 2457153

پر شاہد ناطق ہے فرماتا ہے وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَا اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ. سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَاللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ (سورۃ انعام ۲۵-۱۵)

یعنی جب انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کا معجزہ یا کلام یا اُس کے آسمانی نشانات دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں تو گناہ گار لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو بھی براہِ راست وہی نعمت ملے۔ جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو ملی ہے۔ تب ہم ایمان لائیں گے۔ یہ لوگ اپنے اعمال کو نہیں دیکھتے۔ اللہ تعالیٰ اِن پر اپنا کلام کس طرح نازل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کا بار کس پر رکھے۔ یہ گناہگار انبیاء والے انعامات طلب کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ اپنے ایسے ارادہ اور منصوبہ بازیوں کی وجہ سے ذلّت اور سخت عذاب کے مستحق ہیں۔ اِس آیت میں اصولی طور پر انبیاءؑ کی پاکیزہ زندگی اور اُن کے تقدس کی شہادت دی گئی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے انبیاء پر لگائے جاتے ہیں۔ خواہ اُن کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ اِس آیت میں دوسری کتب کی موجودگی میں قرآن کریم کی ضرورت کو بیان کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ بغیر آسمانی ہدایت کے انسان ہدایت پا ہی نہیں سکتا تھا۔ اِس لئے آسمانی ہدایت کی ضرورت تھی۔ قرآن نے اُس ضرورت کو پورا کیا ہے۔

۱- اِس سے پہلے سب ہدایت نامے نامکمل تھے یہ مکمل ہے۔

۲- اُن میں خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں اور یہ سب خرابیوں سے محفوظ ہے۔

۳- وہ سب ہدایت نامے ایک ایک قوم اور مذہب کیلئے تھے اور یہ ہدایت نامہ سب قوموں کیلئے ہے۔ اور سب قوموں کے بزرگوں کی عزت قائم کرنے اور سب ضائع شدہ ہدایتوں کو زندہ کرنے کیلئے آیا ہے۔

۴- اِن کتب میں بوجہ اندرونی بیرونی نقائص کے وصال الٰہی پیدا کرنے کی خاصیت باقی نہ رہی تھی اب اس کے ذریعہ سے پھر انسان کو وصال الٰہی حاصل کرنے اور کلام الٰہی سے مشرف ہونے کا موقعہ دیا جائے گا۔

پھر هدىً للمُتقین کہہ کر بتایا کہ دوسری کتب تو صرف متقی کے درجہ تک پہنچاتی ہیں۔ مگر یہ کتاب متقیوں کو بلند مقامات پر لے جاکر اللہ تعالیٰ سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف دلواتی ہے اور اس سے کامل اتحاد پیدا کر دیتی ہے۔ پس اس کی علت غائی بھی دوسری کتب سے اکمل اور افضل ہے۔
(ملخص سورہ بقرہ ع۱ تفسیر کبیر)

خدا تعالیٰ نے حسب ذیل آیات میں صراحت سے اظہار فرمایا ہے کہ یہ جلیل الشان شریعت اکمل اتم عالمگیر آخری اور دائمی ہے۔ تا قیامت اِس کی ظاہری و باطنی حفاظت کی جائے گی وغیرہ فرماتا ہے۔ "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنے احسان کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے" (مائدہ آیت ۴) "اس میں دائمی صداقتیں ہیں" (سورہ بیّنہ) "اے محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کہو کہ اے لوگو میں تمام انسانوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں" (اعراف آیت ۱۵۹) وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے فرقان اپنے بندے پر اُتارا ہے تاکہ وہ سب جہانوں کیلئے ہوشیار کرنے والا بنے" (الفرقان آیت ۲) "یہ لازمی ہوگا کہ جس کو قرآنی تعلیم پہنچے وہ خواہ کہیں بھی ہو اور کوئی بھی ہو۔ اِس تعلیم کو اپنی گردن پر اُٹھائے" (سورہ انعام ۲۰-۲)

"اِس ذکر (قرآن) کو ہم نے ہی اُتارا ہے اور ہم یقیناً اِس کی حفاظت کریں گے" (حجرات آیت ۱۰) اِس آیت کے مطابق خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خلفائے کرامؓ، مجددینؒ، اولیائے کرامؒ، علمائے ربانیؒ اور اس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ حفاظت فرمائی اور آئندہ بفضلہٖ حفاظت فرماتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

آخری کتاب اور آخری شریعت

قرآن مجید ہے

(ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

"سب سے اوّل اللہ تعالیٰ نے یہ فضل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام جیسا مکمل دین دیکر بھیجا اور اُن کو خاتم النبیین ٹھہرایا۔ اور قرآن شریف سی کامل اور خاتم الکتب کتاب عطا فرمائی۔ جس کے بعد قیامت تک نہ کوئی کتاب آئے گی اور نہ کوئی نیا نبی شریعت لے کر آئے گا"۔ (الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء) "ہمارا تو یہی ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ معصوم نبی ہیں کہ جس پر تمام کمالات نبوت کے ختم ہو گئے ہیں اور ہر ایک طرح کا کمال اور درجہ اُنہیں پر ختم ہو گیا ہے اور اُن پر وہ جامع اور کامل کتاب نازل کی گئی جس کے بعد قیامت تک کوئی اور شریعت نہیں آئے گی۔ وہ ایسی کلام ہے جس پر خدا کی مہر ہے اور جو ہزاروں فرشتوں کے ساتھ اور اُن کی حفاظت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ اگر کوئی الہام ہو یا کشف یا وحی ہو۔ جب تک وہ اُس کے ساتھ مطابقت نہ رکھے گی منجانب اللہ نہیں ٹھہر سکتی؛ ہاں اگر کوئی الہام یا وحی اُس کے مطابق ہو اور ساتھ میں اپنی تائید میں نشانات بھی رکھتی ہو تو سب سے پہلے ہم اُس کو قبول کرینگے۔ ہمارا مقدور نہیں کہ ذرّہ بھی چوں چرا کریں" (الحکم ۷ انومبر ۱۹۰۷ء)

قرآن مجید کا پڑھنا

پڑھانا اور اُس پر عمل کرنا

قرآن کے معنے ہیں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب دوسرے الفاظ میں یہ ایک پیشگوئی ہے۔ جو کتاب کی امتیازی شان سے متعلق ہے۔ اُمّت مسلمہ کا فرض ہے کہ اِس پیشگوئی کو اُس کی پوری شان کے ساتھ پورا کرنے کیلئے اپنی ذمہ داری کو ہمیشہ ملحوظ رکھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سب سے پہلی وحی میں یہ حکم ملا اِقْرَاْ بِسْمِ رَبِّكَ (العلق) پھر رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا" کی دُعا تعلیم ہوئی جس کا مطلب ہیکہ علوم کا مخزن قرآن شریف ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف کے پڑھنے۔ سمجھ کر پڑھنے اور عمل کے واسطے پڑھنے کی ضرورت ہے"
(حقائق الفرقان تفسیر حضرت خلیفہ اوّلؓ صفحہ ۱۰۸ جلد ۳ کا مختصر مفہوم)

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنُ وہ رحمٰن ہی ہے جس نے قرآن سکھایا۔ خدا تعالیٰ سے قرآن سیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبعین کو سکھایا جیسا کہ سورہ جمعہ میں آپ کی ذمہ داری مقرر کی گئی ہے۔ معلم اوّل بن کر آپ نے اپنے شاگرد تیار فرمائے۔ جن کے ذریعہ آگے تعلیم کا سلسلہ ایسے جاری وساری ہوا کہ اِس زمانہ میں بھی نسلاً بعد نسلٍ آپ سے سیکھنے والوں کا فیضان تدریس جاری ہے۔ اور وہ فخریہ بتاتے ہیں کہ ہمارے اُستادوں کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ اِس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرتؐ کی نیابت کے فرائض ادا کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھایا اور اُس پر عمل کر کے اُمّت کیلئے مثالی نمونہ قائم فرمایا۔ آپ کی یہ عملی روش۔ سنّت کہلاتی ہے۔ گویا قرآن کا پڑھنا اور اُس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کے مطابق عمل کرنا۔ اتنا ضروری ہے کہ اِس کے بغیر کسی کا ہدایت پانا ممکن ہی نہیں۔ قرآن مجید میں اس کی واضح طور پر تلقین ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْبِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (بقرہ آیت ۱۲۲) وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی اُسی طرح پیروی کرتے ہیں جس طرح پیروی کرنی چاہیئے۔ وہ لوگ اس پر پختہ ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ اِس کا انکار کریں وہی نقصان اُٹھانے والے ہیں" علم قرات سیکھنے سکھانے اور قرآن مجید حفظ کرنے کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جاری فرمودہ ہے۔ "وہ لاکھوں آدمیوں کو حفظ ہے اور حفظ کرنا اِس کا ہماری شرع میں فرض کفایہ ہے اِسی واسطے کوئی زمانہ حفظ قرآن مجید سے خالی نہ ہوا۔ اوّل میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حفظ تھا۔ پھر بعد اُس کے حضرت علیؓ اور اکثر صحابہؓ کو حفظ تھا۔ اِسی طرح سلسلہ وار اِس کے حفظ کا نمبر چلا آیا ہے۔ یہاں تک کہ ہم تک پہنچا" (الحکم ۳۰ اپریل ۱۹۰۴ء)

اسی خصوص میں ارشاد خداوندی میں تلقین ہے۔ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا (بنی اسرائیل آیت ۱۰۷)

"اور ہم نے اسے قرآن بنایا ہے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کئے ہیں (یعنی سورتیں بنائی ہیں) تاکہ تو اُسے (سہولت اور) آہستگی کے ساتھ لوگوں کو پڑھ کر سنا سکے۔ اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے۔ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (بنی اسرائیل آیت ۷۹) اور صبح کے وقت قراٰن کے پڑھنے کو بھی (لازم سمجھ) صبح کے وقت (قرآن) کا پڑھنا یقیناً (اللہ تعالیٰ کے حضور میں) ایک مقبول (عمل) ہے"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر رمضان میں جبرائیل نازل شدہ قرآن کو دہراتا تھا اور جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس سال رمضان میں جبرائیل نے دو دفعہ دہرایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن مجید کا زیادہ سے زیادہ تین دن میں ایک دور کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں مَا اَنَا اِلَّا كَالْقُرْاٰنِ وَسَيَظْهَرُ عَلٰى يَدَيَّ مَا ظَهَرَ مِنَ الْفُرْقَانِ

(بدر والحکم ۲ ستمبر ۱۹۰۲ء)

تلاوت قرآن کریم کے طریق

ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ تلاوت کلام پاک کے طریق تحریر ہیں۔

۱- قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اِس کے حقائق و معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے۔ یاد رکھو قرآن شریف میں ایک عجیب وغریب اور سچا فلسفہ ہے۔ اِس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی جب تک نظام اور ترتیب قرآن کو مدّ نظر نہ رکھا جائے اور اُس پر پورا غور نہ کیا جاوے قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے۔" (الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۱ء)

۲- "اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے هدًى لِلْمُتَّقِيْنَ۔ قرآن بھی اُنہی لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ ابتداء میں قرآن کے دیکھنے والوں کا تقویٰ یہ ہے۔ کہ جہالت اور حسد اور بخل سے قرآن شریف کو نہ دیکھیں۔ بلکہ نور قلب کا تقویٰ ساتھ لے کر صدق نیّت سے قرآن شریف کو پڑھیں۔"
(الحکم ۳۱ اگست ۱۹۰۱ء)

۳- قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو۔ بلکہ اِس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو" (الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۲ء)

۴- جو علمی ترقی چاہتا ہے اُس کو چاہیئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھے۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کرے۔ اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسروں سے دریافت کر کے فائدہ پہنچائے۔ (الحکم ۷ اجولائی ۱۹۰۲ء)

۵- خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا بھی

عبادت ہے" (الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء)

۶- انسان کو چاہئے قرآن شریف کثرت سے پڑھے۔ جب اِس میں دُعا کا مقام آوے۔ تو دُعا کرے۔ اور خود بھی خدا سے وہی چاہے۔ جو اُس دُعا میں چاہا گیا ہے۔ اور جہاں عذاب کا مقام آوے تو اُس سے پناہ مانگے۔ اور اُن بداعمالیوں سے بچے جن کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی بلامدد وحی کے ایک بالائی منصوبہ جو کتاب اللہ کے ساتھ ملاتا ہے وہ اس شخص کی ایک رائے ہے جو کہ کبھی باطل بھی ہوتی ہے اور ایسی مخالفت احادیث میں موجود ہے۔ وہ محدثات میں داخل ہو گی۔ رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے۔ اِس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اُس نے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبر میں لاوے۔ دل کی اگر سختی ہو تو اُس کے نرم کرنے کیلئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے۔ جہاں جہاں دُعا ہوتی ہے۔ وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمت الٰہی میرے شامل ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے۔ پس چاہئے کہ ہر ایک مقام کے مناسب فائدہ اُٹھاوے۔ اپنی طرف سے الحاق کی کیا ضرورت ہے ورنہ پھر سوال ہو گا کہ تم نے ایک نئی بات کیوں بڑھائی۔ خدا کے سوا اور کس کی طاقت ہے کہ فلاں راہ سے اگر سورۃ یاسین پڑھو گے تو برکت ہو گی ورنہ نہیں" (الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۴ء)

۷- "قرآن شریف تدبر غور و فکر سے پڑھنا چاہئے حدیث شریف میں آتا ہے رُبَّ قَارِیٍ یَلْعَنُہُ الْقُرْاٰنُ- یعنی بہت سے قرآن کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گذر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جائے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر اور غور سے پڑھنا چاہئے اور پھر اُس پر عمل کیا جاوے۔ (الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء)

۸- قرآن تمہارا محتاج نہیں۔ پر تم محتاج ہو کہ قرآن کو پڑھو۔ سمجھو اور سیکھو۔ جبکہ دنیا کے معمولی کاموں کے واسطے تم استاد پکڑتے ہو۔ تو قرآن شریف کے واسطے اُستادوں کی ضرورت کیوں نہیں کیا بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی قرآن شریف پڑھنے لگے گا۔ بہر حال معلم کی ضرورت ہے جب مسجد کا معلم ہمارا معلّم ہو سکتا ہے۔ تو کیا وہ نہیں ہو سکتا۔ جس پر خود قرآن شریف نازل ہوا ہے۔ (الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۷ء)

۹- یہ عاجز اپنے ذاتی تجربہ سے بیان کرتا ہے کہ فی الحقیقت سورہ فاتحہ مظہر انوار الٰہی ہے۔ اس قدر عجائبات اِس سورۃ کے پڑھنے کے وقت دیکھے گئے ہیں کہ جن سے خدا کے پاک کلام کا قدر و منزلت معلوم ہوتا ہے۔ اِس سورہ مبارکہ کی برکت سے اور اِس کے تلاوت کے التزام سے کشف مغیبات اِس درجہ تک پہنچ گیا کہ صدہا اخبار غیبیہ قبل از وقت منکشف ہوئیں اور ہر ایک مشکل کے وقت اِس کے پڑھنے کی حالت میں عجیب طور پر رفع حجاب کیا گیا۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۳۸ حاشیہ نمبر ۱۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تلاوت قرآن شریف کے بارہ میں بعض روایات

آپ کے بڑے فرزند حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ کی روایت ہے۔ کہ "(حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے پاس ایک قرآن مجید تھا (حضور) اُس کو پڑھتے اور اُس پر نشان کرتے رہتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید (حضور) نے دس ہزار مرتبہ اُس کو پڑھا ہو" (حیات طیبہ صفحہ ۱۷)

شمس العلماء جناب مولانا سید میر حسن صاحب مرحوم جو شاعر مشرق ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کے اُستاد تھے فرماتے ہیں:

"حضرت مرزا صاحب پہلے محلہ کشمیریاں میں جو اِس عاصی پر معاصی کے غریب خانہ کے بہت قریب ہے عمرا نامی کشمیری کے مکان پر کرایہ پر رہا کرتے تھے۔ کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے۔ بیٹھ کر کھڑے ہو کر، ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے، ایسی خشوع و خضوع سے تلاوت کرتے کہ اُس کی نظیر نہیں ملتی" (حیات طیبہ صفحہ ۳۴)

حضرت خلیفہ اوّلؓ کی اس بارہ میں درد مند دل سے نصیحت

فرمایا:

"کسی کے نام اُس کے دوست کی چٹھی آجائے یا کسی حاکم کا پروانہ تو وہ شخص خواہ خواندہ یا ناخواندہ (ہو) سب کام چھوڑ چھاڑ کر پہلے اُسے پڑھ کر سنتا ہے اور پھر اُس پر عمل کرتا ہے۔ تجارتی معاملات میں بعض اوقات ایک چٹھی کی اتنی قدر ہوتی ہے کہ اُس کے سب سے پہلے حاصل کرنے کیلئے کئی سو روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ پھر باوجود کئی خطرات کے مثلاً ممکن ہے جس جگہ سے مال کی زیادہ بکری کی خبر آئی وہاں کوئی اور سوداگر پہنچ گیا ہو یا رستہ میں اُس کا مال ہی ضائع ہو جائے۔ وہ اُس مقام پر خود یا اپنا مال پہنچانے کی کوشش کرتا ہے مگر کس قدر تعجب کی بات ہے۔ کہ حسن احسان کے سرچشمے احکم الحاکمین ارحم الراحمین کی چٹھی ہو اور چٹھی رساں حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا جلیل القدر خاتم کمالات نبوت۔ خاتم کمالات انسانیت انسان ہو اور پھر ایک مسلمان اس کی پرواہ نہ کرے۔ قرآن مجید اُن میں ہو۔ مگر محض اس لئے کہ گھر کے طاقچہ میں پڑا رہے۔ اور نیچے سے وبا کے دنوں میں مال مویشی گذار دیں۔ یا اس کی کوئی آیت لکھ کر گھول کر کسی بیمار کو پلا دیں۔ عدالت میں جھوٹا حلف اُٹھانا ہو تو اُسے ہاتھ میں لے لیں اور اُسے یاد کریں تو محض اس لئے کہ رمضان شریف میں تراویح میں سنائیں گے تو چند روپے مل جائیں گے یا حافظ کہلائیں گے تو کابل میں محصول سے بچ جاویں گے۔ افسوس ہے ان خیالات کے لوگوں پر کہ ملازمت کے حصول کیلئے کس قدر تکالیف اپنے اوپر اُٹھاتے ہیں چودہ برس تک بی اے- ایم اے بننے کے واسطے پڑھتے ہیں۔ مدرسہ کی فیسوں اور دیگر اخراجات میں گھر کا اثاثہ تک بک جاتا ہے۔ پھر یہ بھی یقین نہیں کہ پاس ہوں گے یا فیل اور پاس ہو کر ملازمت ملے گی یا نہیں۔ لیکن نہیں پڑھتے تو قرآن مجید نہیں سمجھتے تو قرآن مجید نہیں عمل کرتے تو قرآن مجید پر جس کے پڑھنے اور جس پر عمل کرنے سے یقیناً یقیناً دنیا و آخرت میں سکھ اور آرام کی زندگی ملتی ہے اور بیشمار نمونے موجود ہیں۔ جنہوں نے قرآن پر عمل کر کے دنیا کی سلطنتیں بھی پائیں اور آخرت میں اپنا گھر جنت الفردوس بنایا۔ مبارک وہ جو اِس درد مند دل کی تقریر کو پڑھ کر قرآن مجید کی طرف توجہ کرے"۔

(بیان فرمودہ حضرت خلیفہ اوّلؓ تشحیذ الاذہان جلد ۶-۱۱ صفحہ ۴۳۸-۴۳۹)

قرآن مجید پڑھنے پڑھانے سیکھنے سکھانے اور عمل کرنے کے بارہ میں احکامات

قرآن مجید عمل کیلئے ہی نازل ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ آپ کے اُسوہ حسنہ کی ساری اُمت کو پیروی کی تلقین ہوئی ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ کے قول و فعل میں کامل تطبیق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بھی قرآن مجید کی شہادت ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے اعمال بجا لاتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ کی اطاعت کے اعمال بجالانے والا ہے۔ قرآن مجید خدا تعالیٰ کے احکام کا نام ہے۔ ان احکامات پر عمل پیرا ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت نبوی قائم فرمائی۔ قرآن مجید کا متن اور اس پر عمل جو سنت نبوی ہے دونوں توام کی طرح تمام انسانوں کیلئے اُسوہ حسنہ ہیں۔ صحابہؓ نے آپ کی اتباع اختیار کی اور خدا تعالیٰ سے رضی الله عنهم و رضوا عنه کا انعام پایا۔ بالفاظ دیگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود سراپا قرآن مجید ہے اور صحابہ رضی اللہ عنھم کا وجود عامل قرآن ہونے کے اعتبار سے بمنزلہ اعضائے آنحضرت

(باقی صفحہ ۱۹ پر ملاحظہ فرمائیں)

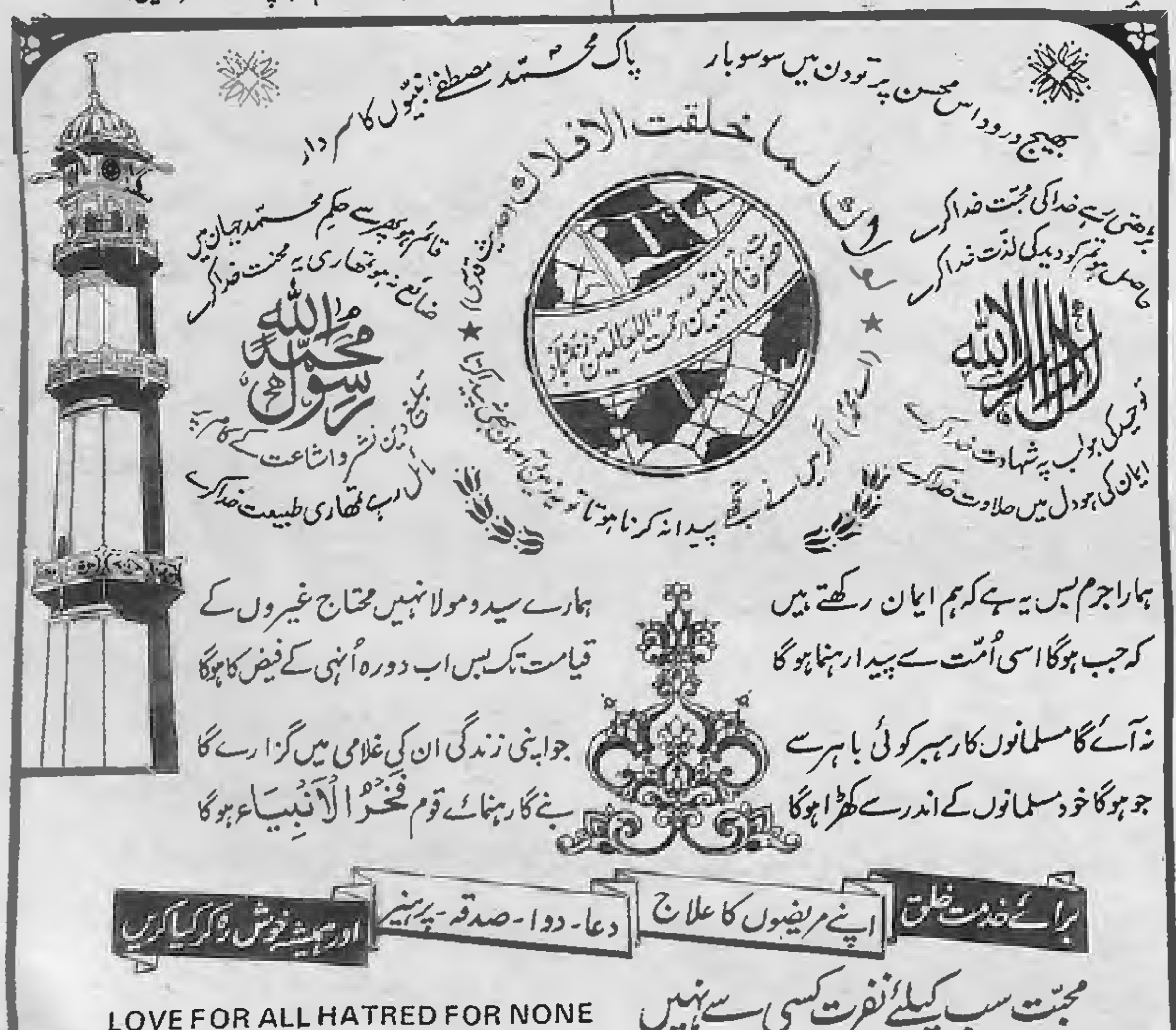

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پُرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072

: SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

قرآن مجید اور تربیت اولاد

محترم مولانا محمد
انعام صاحب غوری
ناظر دعوۃ و تبلیغ
قادیان

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ۔ (سورہ تحریم آیت ۷) کہ اے ایماندارو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ کے عذاب سے بچاؤ۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تربیت اولاد کی طرف نہایت پر حکمت طریق پر توجہ دلائی ہے یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ کبھی یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ خود تو سر سبز و شاداب باغوں میں آرام و راحت کے محلات میں امن و سکون کی زندگی گزارے اور اُس کی پیاری اولاد تپتے صحراء میں بھوک و پیاس کی شدت سے تڑپتی رہے بلکہ اپنے سے زیادہ اپنی اولاد کیلئے آرام و راحت کا انتظام کرنے کی کوشش کرتا ہے چنانچہ اسی جذبہ کو اُبھارتے ہوئے اللہ تعالیٰ اُن مومنوں کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ آخرت کا عذاب تو دُنیا کے عذاب سے کہیں زیادہ سخت ہے تم کیسے یہ پسند کرو گے کہ تم تو مرنے کے بعد اپنے اچھے اعمال اور حسن عبادت اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں اُس کی رضا کی جنت میں مزے کرو اور تمہاری وہ اولاد جس کی تم نے اچھی تربیت نہیں کی اور وہ برائیوں میں مبتلا ہو گئی اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کے فرائض سے غافل رہی اور بالآخر مرنے کے بعد جہنم کی آگ میں ڈالدی جائے۔ کوئی بھی باشعور والدین اپنی اولاد کیلئے ایسے بد انجام کو ہرگز پسند نہیں کریں گے۔ بلکہ یہی چاہیں گے کہ وہ آخرت میں بھی نعمتوں والی جنتوں میں اُن کے ساتھ رہیں۔ یہ کوئی خیالی تمنا نہیں ہے بلکہ خدا نے نیک والدین کے ساتھ اُن کی نیک اولاد کو آخرت کی جنت میں بھی اکٹھا رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ... (سورہ طور آیت ۲۲) اور جو لوگ ایمان لائے اور اُن کی اولاد بھی ایمان کے معاملے میں اُن کے پیچھے چلی ہے ہم اُن کے ساتھ اعلیٰ جنتوں میں اُن کی اولاد کو بھی جمع کر دیں گے۔

پس اس خوشخبری سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اولاد کی نیک تربیت کس قدر اہمیت کی حامل ہے۔

☆۔ اچھی تربیت حمد کا مستحق بناتی ہے

اللہ تعالیٰ کو جو حمد کا مقام حاصل ہے جس کا ذکر سورۂ فاتحہ کی پہلی آیت الحمد للّٰہِ ربّ العلمین میں ہے اسکی بنیادی اور اہم وجہ عالمین کی ربوبیت بتائی گئی ہے۔ پس والدین جو ایک محدود دائرے میں اپنی اولاد کی ربوبیت کے ذمہ دار قرار دیئے گئے ہیں اُسی وقت حمد کے مستحق بن سکتے ہیں جب وہ اولاد کی ربوبیت کا حق ادا کریں۔ اُن کی ظاہری اور باطنی تربیت کا خیال رکھیں اُن کی فطرتی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے اور ان کے قوائے جسمانی و روحانی کو صحیح طور پر استعمال کے قابل بنانے کی کوشش کریں۔ اور یہ تو ایک مسلمہ بات ہے کہ اولاد کا نیک کردار والدین کی نیک نامی اور اولاد کا بد کردار والدین کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے۔

☆۔ اچھی تربیت کیلئے استعانت کی دُعا

لیکن اولاد کی اچھی تربیت کا حق ادا کرنا اور اس کے نتیجہ میں حمد کا مقام حاصل کرنا کچھ آسان کام نہیں ہے بلکہ خدا کے فضل اور اُس کی توفیق کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے اسلئے سورۂ فاتحہ ہی میں یہ دُعا سکھائی گئی ہے وایاك نستعین کہ اے خدا! تو جو تمام جہانوں کی ربوبیت فرما رہا ہے تیری ربوبیت کے فیض سے ہم اپنی اولاد کی ربوبیت اور صحیح رنگ میں تربیت کی توفیق پانے کیلئے تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

☆ اولاد کی پیدائش سے قبل دُعا

اولاد کی نیک تربیت کے سلسلہ میں قرآن مجید نے یہ بنیادی تعلیم دی ہے کہ اولاد کی پیدائش سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے حضور دُعائیں شروع کر دی جائیں جیسا کہ حضرت ذکریا علیہ السلام نے دُعا کی تھی۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاۤءِ (آل عمران آیت ۳۹)

کہ اے میرے رب تو اپنی جناب سے میرے لئے پاک اولاد عطا فرما یقیناً تو دُعاؤں کو بہت سننے والا ہے۔

لیکن اس دُعا سے بھی پہلے سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک اور پاک نسل کے حصول کیلئے نیک اور دیندار بیوی کی تلاش کی نصیحت فرمائی ہے کہ دیکھو ایک انسان کسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے تو اُس کی خوبصورتی کو دیکھتا ہے اُس کے حسب و نسب اور خاندان کا خیال رکھتا ہے اُس کے مال و دولت پر نظر رکھتا ہے لیکن نیک اور روشن مستقبل کی بشارت اُس کو عطا فرمائی جو نیک سیرت اور دیندار عورت کو ترجیح دیتا ہے۔ ہاں اس کے ساتھ دیگر خوبیاں بھی ملیں تو بہت اچھا ہے۔ لیکن نیک سیرت نہ ہو دیندار نہ ہو اور باقی اوصاف موجود ہوں تو پھر نیک اور پاکیزہ نسل کی بہت کم اُمید رکھی جاسکتی ہے۔

☆۔ غربت کے خوف سے اولاد کی تربیت میں لاپرواہی نہیں کرنی چاہئے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ (سورۂ انعام آیت ۱۵۲) اور مفلس ہو جانے کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور اُنہیں بھی۔ اس میں موٹے طور پر تین امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

ا۔ غربت کے خوف سے نسل کشی نہیں کرنی چاہئے لیکن اپنے حالات اور وسائل کو دیکھتے ہوئے اولاد کی اچھی تربیت کی غرض سے اور اپنی بیوی کی صحت وغیرہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے فیملی پلاننگ کرنا ہرگز منع نہیں ہے۔

اا۔ غربت کے مارے بچوں کو تعلیم سے محروم کر کے نو عمری ہی میں کام پر لگا دینا اور اُن سے کمائی کروانا یہ بھی اُن کے قتل کے مترادف ہے۔ اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

ااا۔ اولاد سے صلہ اور بدلہ کی اُمید لگا کر نہیں بیٹھنا چاہئے کہ بچے جلد بڑے ہو کر یا مجبوری کی حالت میں بچپن ہی میں محنت مزدوری کر کے کمائی کریں اور والدین کو پالیں۔ اس طرح اُن کی صلاحیتوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح بعض لوگ اپنی لڑکیوں کو ملازمت میں لگا کر اُن کی کمائی کھاتے رہتے ہیں اور اُن کی شادیاں وقت پر نہیں کرتے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ سب طریق قتل اولاد کا موجب ہیں اصل رازق ہم ہی ہیں تم کو بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں اور اُن کو بھی اس حقیقت کو نظر انداز کرنے کے نتیجہ میں والدین خود اپنی اولاد کی نظروں میں گر جاتے ہیں اور وہ بڑے ہو کر اگر ادب کی وجہ سے سامنے اظہار نہ بھی کریں تو یہ ضرور خیال کرتے ہیں کہ ہمارے والدین کو تو ہماری کمائی کی فکر پڑی تھی جس کے سبب ہمیں اعلیٰ تعلیم نہیں دلوائی یا ہماری صلاحیتوں کو پنپنے کا موقع نہیں دیا۔

نصیحت و تلقین عمل

بچوں کو اُن کی عمر کے مطابق آداب و اخلاق سکھانے اور ان کے اندر عبادات کا شغف پیدا کرنے کیلئے شفقت کے ساتھ اور اُن کی عزت نفس کا خیال رکھتے ہوئے نصیحت اور تلقین کرتے رہنا ضروری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنا عملی نمونہ بھی دکھانا ضروری ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا طٰہٰ آیت ۱۳۲)

کہ تو اپنے اہل و عیال کو نماز کی تاکید کرتا رہ اور تو خود بھی اس پر قائم رہ۔

پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا عملی نمونہ قرآن کریم میں یوں بیان ہوا ہے۔ كَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۔ (مریم:۵۶)

کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اپنے اہل و عیال کو ہمیشہ نماز اور زکوٰۃ کی تلقین کرتے ہی رہتے تھے۔

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اولاد کو نیکیوں کی عادت ڈالنا اور اس پر قائم رکھنا چند دنوں یا چند مہینوں کا کام نہیں ہے بلکہ مستقل دوام کے ساتھ ترغیب و تلقین اور نگرانی کا التزام کرنے کی ضرورت ہے تب کہیں جا کر نتیجہ نکلتا ہے۔

سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ فرماتے ہیں سات سال کی عمر سے بچوں کو نمازوں کا عادی بنانا شروع کر دو اور جب وہ دس سال کی عمر کو پہنچیں اُنہیں فرائض کی ادائیگی میں عند الضرورت اُن پر سختی بھی کرو۔ یہی حال دیگر اخلاق اور نیک عادات پر قائم کرنے کا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَانَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهٗ مِنْ نَحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ

(ترمذی۔ ابواب البرّ والصلۃ۔ باب ادب الولد)

کہ اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی اور بہترین اعلیٰ تحفہ نہیں جو ایک باپ اپنی اولاد کو دے سکے نیز " اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّهَاتِكُمْ " کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے کی بشارت دیکر جہاں اولاد کو یہ ترغیب دلائی کہ اگر تم جنت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنی ماؤں کی خدمت کرو۔ وہاں ماؤں کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ تم اگر چاہو تو اپنی اولاد کو جنت کا وارث بنا سکتی ہو۔ کیونکہ خدا نے جنت تمہارے قبضہ میں دیدی ہے اور راحت و سکون کا باغ اب تمہاری ملکیت میں ہے پس تم اگر چاہو اور کوشش کرو تو اپنی اولاد کو اس کا وارث بنا سکتی ہو۔

☆۔ صحبت صالحین

سکول کی عمر سے پہلے پہلے بچہ ہمہ وقت اپنے والدین۔ بھائی بہنوں اور افراد خاندان کی زیر نگرانی رہتا ہے۔ لیکن جب سکول جانا شروع کر دیتا ہے تو ایک لمبا وقت اُس کا مختلف دوست احباب کے درمیان گزرتا ہے۔ اُس وقت بچوں پر گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اپنے دوستوں سے کیا سیکھ رہا ہے اور کیا اثر لے رہا ہے۔ کن عادات و اطوار میں مبتلا ہو رہا ہے اس جائزہ سے والدین کو علم ہوتا رہے گا کہ بچہ کا کس طرح کے لڑکوں میں اُٹھنا بیٹھنا ہے۔ اسکے مطابق اُس کو سمجھاتے رہنے کی ضرورت ہے کہ ایسے بچوں کو دوست بنانا چاہئے اور ایسے بچوں سے دور رہنا چاہئے۔

عمر کے بڑھنے اور حلقۂ احباب کے وسیع ہونے کے ساتھ ساتھ صحبت کا نیک یا بد اثر نمایاں ہوتا چلا جاتا ہے اسلئے دوستوں اور ماحول کے انتخاب میں

بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ واضح نصیحت فرمائی ہے کہ کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْن (سورہ توبہ آیت ۱۱۹) ہمیشہ سچے اور راستباز اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔ کیونکہ بری صحبت اور گندا معاشرہ انسان کے اخلاق کو خراب اور اُس کی روحانیت کو تباہ کر دیتا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانے میں ایک طالب علم نے آپ سے عرض کیا کہ پتہ نہیں کیا بات ہے میرے اندر کچھ دہریت کے خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا کلاس میں تم اپنی جگہ بدل لو۔ چند روز بعد اُس نوجوان نے کہا اب میری وہ کیفیت جاتی رہی ہے۔ بات دراصل یہ تھی کہ اُس نوجوان کا ہمنشین ایک دہریہ تھا جو اس کے خیالات کو متاثر کر رہا تھا۔ پس برے جلیس اور برے ماحول کو ترک کرنا اپنے آپ کو آگ سے بچانے کے مترادف ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے اندر جو پاکیزہ انقلاب رونما ہوا اُس کی بنیادی وجہ یہی تھی کہ اُنہوں نے اپنی بری صحبت اور برے معاشرہ کو خیرباد کہکر طاہر و مطہر اصدق الصادقین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہو گئے تھے۔

لہٰذا والدین اور سرپرستوں کی یہ نہایت اہم ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد اور اپنے زیر کفالت بچوں کے حلقۂ احباب ان کے ساتھی اور دوستوں کا جائزہ لیتے رہیں اور اس امر کی تسلی کرتے رہیں کہ جتنا عرصہ وہ گھر سے باہر رہیں نیک صحبت اور پاکیزہ ماحول میں گزاریں۔

آخر میں تربیت اولاد کے سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات میں سے دو اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ ایک مرتبہ ایک دوست نے اپنے بچے کو مارا۔ حضور علیہ السلام اس سے بہت متاثر ہوئے اور انہیں بلا کر بڑی دردانگیز تقریر فرمائی اور فرمایا:۔

"میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے۔ گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔ ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے ایک دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ اور جرم کی حد سے سزا میں کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خوددار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا اور پورا متحمل اور بردبار اور باسکون اور باوقار ہو۔ تو اسے البتہ حق پہنچتا ہے کہ کسی وقت مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے۔ مگر مغلوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہرگز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔ جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دُعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوز دل سے دُعا کرنے کو ایک حزب ٹھہرا لیں اس لئے کہ والدین کی دُعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔

میں التزاماً چند دُعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔

اوّل:۔ اپنے نفس کے لئے دُعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اُس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔

دوم:۔ پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دُعا مانگتا ہوں کہ اُن سے قرۃ عین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔

سوم:۔ پھر اپنے بچوں کے لئے دُعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔

چہارم:۔ پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام۔

پنجم:۔ اور پھر اُن سب کیلئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں۔ خواہ ہم اُنہیں جانتے ہیں۔ یا نہیں جانتے"۔ (ملفوظات جلد نمبر ۲ صفحہ ۴-۵)

"پھر ایک اور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرماں بردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی اُن کے لئے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدنظر رکھتے ہیں۔

میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کیلئے دُعا نہیں کرتا۔ بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتدا میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو اُن کو تنبیہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بےباک ہوتے جاتے ہیں۔۔۔

حاصل کلام یہ ہے کہ لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں مگر نہ اس لئے کہ وہ خادم دین ہو بلکہ اس لئے کہ دنیا میں اُن کا کوئی وارث ہو اور جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا۔ نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے۔ یہ یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا۔ جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی اُمید اس سے کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان:۷۵)

یعنی خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے۔ اور یہ تب ہی میسر آسکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں اور آگے کھول کر کہہ دیا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ اُن کا امام ہی ہوگا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دُعا ہے"۔

ملفوظات جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۷۲-۳۷۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ کی راہوں پر چلائے۔ آمین۔

بھارت کی جماعتوں میں جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حسب سابق بھارت کی مختلف احمدی جماعتوں نے اپنے ہاں جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہایت شاندار اور پروقار طریق پر منعقد کئے جس میں حضور پاکؐ کی سیرت و سوانح اخلاق فاضلہ پر تقاریر کی گئیں اور حضورؐ کی مدح میں نعت پیش کی اور اپنی مساعی جمیلہ کی خوشکن تفصیلی رپورٹیں بغرض اشاعت بھجوائی ہیں جن کو خلاصۃً پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

بلاری: لجنہ اماء اللہ بلاری (بہار) نے ۲۸ جون کو جلسہ کیا۔ علیمہ طاہرہ صاحبہ کی تلاوت کے بعد صدر اجلاس نے عہد دہرایا ناصرات کی ایک بچی نے نعت پڑھی بعدہٗ شاہینہ پروین صاحبہ، علیمہ طاہرہ صاحبہ، شہناز بیگم صاحبہ اور عزیزہ صبا شاہین نے تقاریر کی۔ دوران جلسہ قصیدہ اور نعتیں بھی پڑھی گئیں جلسہ کے آخر پر تمام حاضرین کی چائے اور کھانے سے تواضع کی گئی۔ (شہناز بیگم صدر لجنہ بلاری)

بھدرک: جماعت احمدیہ بھدرک نے ۲ جولائی کو زیر صدارت مکرم غلام مسیح صاحب جلسہ منعقد کیا۔ خاکسار کی تلاوت اور عبدالحکیم خاں صاحب سیکرٹری نومبائعین کی نعت خوانی کے بعد جمال احمد صاحب، مولوی رحمۃ اللہ صاحب، مبارک احمد صاحب، عبدالاحد صاحب، اور خاکسار نے تقریر کی جبکہ فضل الرحمٰن صاحب، رفیق احمد صاحب، مدثر احمد صاحب گوتم احمد صاحب نے نظم پڑھی جلسہ میں ۸۰ فیصد حاضری ہوئی۔ تمام حاضرین کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی گئی۔ (سید فضل باری مبلغ سلسلہ)

اٹارسی: جماعت احمدیہ اٹارسی نے ۲ جولائی کو بعد نماز جمعہ خاکسار کی صدارت میں جلسہ کیا خاکسار کی تلاوت کے بعد عبدالحفیظ صاحب نے نعت پیش کی بعدہٗ عبدالباری صاحب صدر جماعت، مفضل حسین صاحب، عبدالحفیظ صاحب، ابصار حسین صاحب اور خاکسار نے تقریر کی۔ (ٹی عبدالناصر خادم سلسلہ)

برہ پورہ: جماعت احمدیہ برہ پورہ نے ۲۷ جون کو احمدیہ مسجد میں جلسہ منعقد کیا سید فہیم احمد صاحب نے صدارت کی، مولوی اسماعیل احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ بھاگلپور کی تلاوت اور سید محمد نقی صاحب کی نعت خوانی کے بعد چار خدام نے تقاریر کی اور دو اطفال نے نظم پڑھی۔ مولوی اسماعیل صاحب مبلغ سلسلہ کی تقریر کے بعد صدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔ آخر پر احباب و مستورات میں شیرینی تقسیم کی گئی بکثرت غیر احمدی دوستوں نے بھی کارروائی سماعت کی۔ (سیکرٹری تبلیغ برہ پورہ)

بھاگلپور: جماعت احمدیہ بھاگلپور نے ۲۸ جون کو مسجد احمدیہ میں جلسہ کیا۔ شائق احمد صاحب کی تلاوت اور عزیز کلیم احمد خان ربانی کی نعت خوانی کے بعد ڈاکٹر منصور احمد صاحب، مقامی مبلغ سلسلہ اور مکرم مسعود عالم صاحب صدر جماعت نے تقریر کی۔ آخر پر تمام حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ (سیکرٹری تعلیم و تربیت بھاگلپور)

دہلی: جماعت احمدیہ دہلی نے زیر صدارت مکرم سید طارق احمد صاحب صدر جماعت جلسہ منعقد کیا۔ سید احیاء الدین صاحب کی تلاوت اور انور حسین صاحب کی نعت خوانی کے بعد ماسٹر مجیب احمد صاحب اسلم، شاکر رشید صاحب، فضل احمد صاحب، اور خاکسار نے تقریر کی آخر میں صدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔ کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔

کرڈاپلی: جماعت احمدیہ کرڈاپلی (اڑیسہ) نے ۲۸ جون کو زیر صدارت مکرم عبدالرحمٰن صاحب صدر جماعت جلسہ کیا۔ مکرم شیخ عبدالرحمٰن صاحب انور کی تلاوت کے بعد شیخ روزاب صاحب، شیخ عبدالشکور صاحب شیخ مطیع الرحمٰن صاحب، رشید احمد صاحب، داؤد احمد صاحب، شیخ ناصر احمد صاحب، شیخ بشیر صاحب، بہادر خان صاحب، انور خان صاحب اور خاکسار نے تقریر کی۔ دوران جلسہ شیخ عبدالمنان صاحب، شیخ علی صاحب، داؤد احمد صاحب، محمد غلام نبی صاحب، شیخ عبدالباسط صاحب، سیف الرحمٰن صاحب، غلام احمد خان صاحب، شوکت خان صاحب، محمد بشیر صاحب نے نظم پڑھی، صدارتی خطاب کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ (شیخ عبدالحلیم مبلغ سلسلہ)

موسیٰ بنی مائنز: جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائنز (بہار) نے ۲۷ جون کو احمدیہ مسجد میں زیر صدارت منور احمد صاحب صدر جماعت جلسہ کیا۔ تلاوت کے بعد اکبر خان صاحب نے نعت پڑھی۔ بعدہٗ شیخ بشارت احمد صاحب اور خاکسار نے تقریر کی۔ دُعا کے بعد احباب میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ غیر از جماعت دوستوں نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔ (سید آفتاب احمد نیر مبلغ سلسلہ)

یادگیر: جماعت احمدیہ یادگیر نے ماہ جون میں احمدیہ مسجد میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم شاندار طریق پر منعقد کیا۔ مسجد میں چراغاں کیا گیا۔ جلسہ کے اختتام پر تمام حاضرین کی چائے اور شیرینی سے تواضع کی گئی۔ (مصلح الدین سعدی مبلغ سلسلہ)

سونگھڑہ: جماعت احمدیہ سونگھڑہ نے ۲۷ جون کو جلسہ منعقد کیا۔ تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے تربیتی امور بیان کئے بعدہٗ مکرم سید سہیل احمد صاحب طاہر، مکرم ذکریا صاحب، مکرم مسعود احمد صاحب، مکرم انوار الدین صاحب، میر کمال الدین صاحب نے تقریر کی صدارتی خطاب کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ (سیف الدین صدر جماعت)

خانپور ملکی: جماعت احمدیہ خانپور ملکی نے ۲۷ مئی کو بعد نماز مغرب و عشاء احمدیہ مسجد میں زیر صدارت مکرم محمد انور حسین صاحب صدر جماعت جلسہ کیا۔ تلاوت و نظم کے بعد عزیز مبشر عالم، مبین اختر صاحب، سید ہارون رشید صاحب، شیخ ہارون رشید صاحب مبلغ سلسلہ کیرنگ اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ صدارتی خطاب کے بعد رات ۱۰ بجے کارروائی اختتام کو پہنچی۔ (کنور عصمت علی مبلغ سلسلہ)

تفسیر قرآن ومفسرین

مکرم مولوی برہان احمد ظفر قادیان

ہابیل اور قابیل

حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے کہ ان دونوں نے خدا کے حضور قربانی پیش کی۔ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی خدا تعالیٰ نے ردّ فرمادی۔اس پر جس کی قربانی قبول نہ ہوئی تھی اس نے اپنے اس بھائی کو قتل کر دیا جس کی قربانی خدا تعالیٰ نے قبول کر لی تھی۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَىِ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ. قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ.

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِىْ مَآاَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِىَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ. اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ. اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِىْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ. وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ. فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِىْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ. قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوْءَةَ اَخِىْ. فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ. (المائدہ :۲۸ تا ۳۲)

ترجمہ: اور اُن کے سامنے حق کے ساتھ آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ پڑھ کر سنا جب ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قبول کر لی گئی اور دوسرے سے قبول نہ کی گئی۔اس نے کہا میں ضرور تجھے قتل کر دوں گا۔(جواباً) اس نے کہا یقیناً اللہ متقیوں ہی کی (قربانی) قبول کرتا ہے۔

اگر تو نے میری طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ تُو مجھے قتل کرے (تو) میں (جواباً) تیری طرف اپنا ہاتھ بڑھانے والا نہیں تاکہ تجھے قتل کروں۔یقیناً میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

یقیناً میں چاہتا ہوں کہ تُو میرے اور اپنے گناہ اٹھائے ہوئے لَوٹے پھر تو اہلِ نار میں سے ہو جائے اور ظلم کرنے والوں کی یہی جزا ہوتی ہے۔

تب اس کے نفس نے اُس کے لئے اپنے بھائی کا قتل اچھا بنا کر دکھایا۔پس اس نے اسے قتل کر دیا اور وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گیا۔

پھر اللہ نے ایک کوّے کو بھیجا جو زمین کو (پنجوں سے) کھود رہا تھا تاکہ وہ (یعنی اللہ) اسے سمجھا دے کہ کس طرح وہ اپنے بھائی کی لاش کو ڈھانپ دے۔وہ بول اُٹھا وائے حسرت! کیا میں اس بات سے بھی عاجز آگیا کہ اس کوّے جیسا ہی ہو جاتا اور اپنے بھائی کی لاش ڈھانپ دیتا۔پس وہ پچھتانے والوں میں سے ہو گیا۔

☆......☆......☆

اس قربانی کے واقعہ کو بعض مفسرین نے بڑی عجیب و غریب، حیرت انگیز اور بعض صورتوں میں مضحکہ خیز کہانیوں سے سجایا ہے۔

مختلف مفسرین نے اس واقعہ کی بابت جو کچھ لکھا ہے ذیل میں نمونۃً ان میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اور پھر آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے فرمودات وارشادات پیش کئے جائیں گے۔ان کے مطالعہ سے ہر ایک منصب مزاج معلوم کر سکتا ہے کہ احمدیہ تفسیر قرآن ہی حق و حکمت پر مبنی ہے اور قرآنی عظمت اور شان کو ظاہر کرنے والی ہے۔

☆......☆......☆

کتاب **قصص القرآن** میں لکھا ہے کہ:

”حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی آبادی کا ذریعہ بنایا۔حضرت آدمؑ کے ہاں حوّاؑ کے بطن سے ہر روز ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے۔اس وقت بہنوں سے شادی کی ممانعت نہ تھی مگر اتنا خیال رکھنا ضروری تھا کہ ایک دن کے پیدا شدہ لڑکے کی شادی دوسرے روز پیدا شدہ لڑکی سے ہوتی تھی۔

حضرت آدمؑ کے دو لڑکے ہابیل اور قابیل تھے۔حضرت آدم دستور کے مطابق قابیل کی بہن کو ہابیل سے نکاح میں دینا چاہتے تھے۔یہ لڑکی حسین تھی قابیل اس کا طلب گار ہوا۔حالانکہ یہ اس کے ساتھ پیدا ہوئی لڑکی تھی۔اور قاعدہ کے مطابق اس سے اس کا نکاح جائز نہ تھا۔

جب اس نے اصرار کیا تو حضرت آدمؑ نے حکم دیا کہ دونوں خدا کی بارگاہ میں اپنی اپنی نذر پیش کریں۔ جس کی نذر اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول کر لی جائے گی اس کے ساتھ لڑکی کی شادی کر دی جائے گی۔قابیل نے اپنے کھیت کا سڑا ہوا اناج پیش کیا اور ہابیل نے ایک موٹی تازی بکری۔ اس زمانہ کے دستور کے مطابق آسمان سے آگ اتری اور اس آگ نے ہابیل کی بکری کو جلا دیا، یہ قبولیت کی نشانی تھی۔

قابیل یہ دیکھ کر اور بگڑا اور اس نے ہابیل سے کہا کہ میں تجھے قتل کر کے رہوں گا۔ہابیل نے کہا اس میں میرا کیا قصور ہے کہ تیری قربانی قبول نہیں ہوئی۔اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کی قربانی قبول کرتا ہے۔..........غرض ہابیل کے نفس نے اسے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا اور اسے قتل کر ہی دیا۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بڑا نقصان اُٹھانے والا ہو گیا“۔

(مکمل قصص القرآن صفحہ ۲۹، ۳۰۔ناشر مرکز المعارف ہوجائی آسام، برانچ دیوبند)

☆......☆......☆

شیعہ تفسیر

شیعہ حضرات کی تفسیر میں درج ہے کہ:

”تفسیر برہان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس درخت کے پاس نہ جائیں۔ مگر جب وہ وقت آیا جو خدا کے علم میں گزرا تھا کہ آدم اس درخت کا پھل کھالیں گے تو آدم اس حکم کو بھول گئے اور اس کا پھل کھالیا اور خدا کے اس قول سے ثابت ہے ” وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِىَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا “۔بالتحقیق ہم نے آدم کو حکم دیا تھا پس وہ بھول گئے اور ہم نے ان میں استقلال نہ پایا۔ پھر جب آدم نے کھالیا تو زمین کی طرف اتار دئے گئے اور ان کے یہاں قابیل اور اس کی توام بہن اور پھر ہابیل اور اس کی توام بہن پیدا ہوئی۔پھر آدم نے قابیل اور ہابیل کو حکم دیا کہ ایک ایک قربانی پیش کریں۔ قابیل کے یہاں کھیتی پیدا ہوتی تھی اور ہابیل کے یہاں گلّہ تھا۔پس ہابیل قربانی کے لئے اپنی بھیڑ بکریوں میں سے عمدہ عمدہ مینڈھا لائے۔اور قابیل اپنی کھیتی میں سے ایسا حصہ لائے جو اچھا نہ تھا۔

ہابیل کی نذر قبول ہو گئی اور قابیل کی قبول نہیں ہوئی۔ ان آیتوں میں اسی کا ذکر ہے اور اس زمانہ میں قربانی قبول ہو جانے کی علامت یہ تھی کہ آگ اس کو کھالیتی تھی۔تب قابیل نے آگ ہی کے لئے ایک مکان بنایا اور یہ پہلا شخص ہے جس نے آگ کی پرستش کے لئے مکانات بنائے۔اور یہ لفظ کہے کہ میں اس آگ کی پرستش کرونگا تاکہ وہ میری قربانی قبول کرے۔

پھر ابلیس ملعون اس کے پاس آیا اور وہ اولاد آدم میں خون کی مانند پہنچتا ہے اور کہا اے قابیل! ہابیل کی تو قربانی قبول ہو گئی اور تیری قبول نہ ہوئی۔ اگر تو نے اس کو زندہ رہنے دیا تو اس کی اولاد تیری اولاد کے مقابل میں ہمیشہ فخر کیا کرے گی اور یہ کہا کرے گی کہ ہم اس شخص کے بیٹے ہیں جس کی قربانی قبول ہو گئی۔ پس اسے قتل کر دے تاکہ اس کی اولاد ہی نہ ہو جو تیری اولاد کے مقابل میں فخر کرے۔ پس اس نے اس کو قتل کر دیا اور جس وقت قابیل آدم کے پاس پلٹ کر آیا تو آپ نے دریافت کیا کہ اے قابیل! ہابیل کہاں ہے ؟اس نے کہا وہاں ڈھونڈئے جہاں ہم نے قربانی پیش کی تھی۔ آدم علیہ السلام تشریف لے گئے اور ہابیل کو مقتول پایا۔ پس آدم نے اس زمین پر لعنت کی جس نے ہابیل کا خون قبول کیا تھا اور ہابیل کے ماتم میں چالیس دن روتے رہے۔

اسی تفسیر میں سلمان ابن خالد سے منقول ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ قابیل نے ہابیل کو اس سبب سے قتل کیا کہ آپس میں دونوں کا اپنی اپنی بہن کے عقد کے بارے میں جھگڑا تھا۔ فرمایا اے سلمان خبردار تو ایسا نہ کہو۔ کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ خدا کے نبی آدم کے برخلاف تو ایسی روایت بیان کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ قربان ہو جاؤں پھر قابیل نے ہابیل کو قتل کیوں کیا؟ فرمایا اے سلمان خدا تعالیٰ نے آدمؑ کو وحی فرمائی تھی کہ ہابیل کو اپنا وصی قرار دو اور اسم اعظم تعلیم کرو۔ چونکہ سن میں قابیل بڑا تھا جب اس نے یہ حکم سنا تو اسے بڑا غصہ آیا اور اس نے کہا کہ کرامت و وصیت کا مستحق تو میں ہوں۔ حضرت آدم نے وحی خدا کے مطابق ان دونوں کو حکم دیا کہ دونوں اپنی اپنی قربانی پیش کریں۔ خدا تعالیٰ نے ہابیل کی قربانی قبول کر لی۔ اس سبب سے قابیل کو اور زیادہ غصہ آیا اور اس نے ہابیل کو قتل کر دیا“۔(ترجمہ و تفسیر مولانا سیدمقبول احمد صاحب دہلوی تفسیر زیر آیت ۲۸ تا ۳۱، سورۃ المائدہ۔صفحہ ۱۷۷ تفسیر حاشیہ)

☆......☆......☆

بریلوی تفسیر

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کے ترجمہ قرآن کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

”علماء سیر و اخبار کا بیان ہے کہ حوّاؑ کے حمل میں ایک لڑکا ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے۔ اور ایک حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا جاتا تھا۔اور جبکہ آدمی صرف حضرت آدم کی اولاد میں منحصر تھے تو مناکحت کی اور کوئی سبیل ہی نہ تھی اس دستور کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل کا نکاح یہودا سے جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اور ہابیل کا اقلیما سے جو قابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی کرنا چاہا۔ قابیل اس پر راضی نہ ہوا اور چونکہ اقلیما زیادہ خوبصورت تھی اس لئے اس کا طلبگار ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ تیرے ساتھ پیدا ہوئی لہذا تیری بہن ہے اس کے ساتھ تیرا نکاح حلال نہیں۔ کہنے لگا یہ تو آپ کی رائے ہے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا تو تم دونوں قربانیاں لاؤ جس کی قربانی مقبول ہو جائے وہی اقلیما کا حقدار ہے۔ اس زمانے میں جو قربانی مقبول ہوتی تھی آسمان سے ایک آگ اتر کر اس کو کھالیا کرتی تھی۔ قابیل نے ایک انبار گندم اور ہابیل نے ایک بکری قربانی کے لئے پیش کی۔ آسمانی آگ نے ہابیل کی قربانی کو لے لیا اور قابیل کے گیہوں کو چھوڑ گئی اس پر قابیل کے دل میں بہت بغض وحسد پیدا ہوا۔ جب حضرت آدمؑ حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو قابیل نے ہابیل سے کہا کہ میں تجھ کو قتل کر دوں گا۔ ہابیل نے کہا کیوں۔ کہنے لگا اس لئے کہ تیری قربانی مقبول ہوئی، میری نہ ہوئی۔ اور تو اقلیما کا مستحق ٹھہرا اس میں میری ذلت ہے“۔(کنز الایمان ترجمۃ القرآن وتفسیر صفحہ ۱۶۳)

جیسی تفسیر ان آیات قرآنی کی مذکورہ بالا مفسرین نے کی ہے ویسی ہی تفسیر مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنے ترجمہ و تفسیر میں بیان فرمائی ہے جو کہ صفحہ ۱۵۴، ۱۵۵ پر درج ہے اس لئے میں اسے دہرانا نہیں چاہتا۔

☆......☆......☆

سر سید احمد خان کی بیان کردہ تفسیر

محترم سر سید احمد خان صاحب نے باقی

مفسرین سے قدرے مختلف اس کی تفسیر بیان فرمائی ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ:

"غور طلب بات یہ ہے کہ ہابیل کی نذر کا قبول ہونا اور قابیل کی نذر کا قبول نہ ہونا کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں کچھ اس کی تفصیل نہیں ہے۔ ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ قابیل کھیتی کرنے کا پیشہ کرتا تھا اور ہابیل بکریوں اور بھیڑوں کے گلہ رکھنے کا اور اسی سبب سے قابیل نے اپنے کھیت کی پیداوار میں سے اور ہابیل نے اپنے گلہ کے نوزائدہ بچوں میں سے خدا کی نذر دی تھی۔ اس کے بعد قابیل کی کھیتی میں پیداوار اچھی نہیں ہوئی ہوگی جیساکہ اکثر ہو جاتا ہے۔ اور ہابیل کی بکریوں اور بھیڑوں میں جن کے چرنے کے لئے جنگل اور گھاس اور غیر مزروعہ زمین بافراط موجود تھی بہت زیادہ برکت اور بڑھوتری ہوئی ہوگی جس کے سبب سے ایک کی نذر کا قبول ہونا اور دوسرے کی نذر کا قبول نہ ہونا تصور کیا گیا جیساکہ ان لوگوں کا خیال تھا۔ اسی طرح قرآن مجید میں فرمایا کہ "فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الاٰخَرِ" یہی امر ہے جو اس قصہ پر تاریخانہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔

(تفسیر القرآن وھو الھدیٰ والفرقان تفسیر سیداحمد خان، جلد اول صفحہ ۱۲۵ مطبوعہ خدا بخش اورینٹل ببلک لائبریری پٹنہ)

ہابیل اور قابیل کے مذکورہ واقعہ کا تمام تر انحصار اسرائیلی روایات پر کیا گیا ہے اور اس آیت کی اصل روح کو ان فرسودہ قصوں میں چھپا کر ختم کر دیا گیا ہے۔ شادی کا معاملہ۔ پھر توام بچے پیدا ہونے کا معاملہ، پھر ہر روز ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہونے کا معاملہ، اسی طرح قربانی کے قبول ہونے کی نشانی کہ آسمانی آگ اسے کھا جاتی تھی یہ سب باتیں یہودیوں سے ادھار لے کر تفسیر قرآن میں داخل کر دی گئی ہیں۔

☆......☆......☆

ایک اور مضحکہ خیز روایت

ہابیل اور قابیل کے قصہ کے ضمن میں ایک اور بڑی ہی مضحکہ خیز بات اس جگہ نوٹ کرنا چاہتا ہوں۔ ایک کتاب میں درج ہے کہ:

"اسی آیت کے ضمن میں ابن جریر اور سیوطی نے اپنی اپنی تفسیروں میں کعب احبار سے جو روایت نقل کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے، قابیل نے جب ہابیل کو قتل کیا تو زمین نے اس کا خون جذب کر لیا تو ابن آدم نے زمین پر لعنت کی، اس وجہ سے ہابیل کے خون کے بعد اب زمین قیامت تک کسی کے خون کو جذب نہیں کر سکتی۔ قابیل نے ہابیل کو قتل کرنے کے بعد ایک تھیلے میں رکھ کر اپنے کندھے پر لٹکا لیا اور ایک سال تک اس طرح وہ کندھے میں لٹکائے رہا۔ جب لاش پھول پھٹ گئی اور اس میں بدبو ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے دو کوّوں کو بھیجا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا، قاتل کوّے نے گڑھا کھودا اور اس میں کوّے کو دفن کر دیا۔ کوّے کے اس طریقے کو دیکھ کر قابیل نے اپنے بھائی کی لاش کو دفن کرنا سیکھا"۔

("تفسیروں میں اسرائیلی روایات" تالیف مولانا نظام الدین اسیرادروی۔ صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱۔ ناشر مرکز دعوت اسلام (جمعیۃ علماء ہند دیوبند)

قرآن کریم میں ان قصوں اور کہانیوں کا کہیں اشارہ بھی نہیں ملتا لیکن تفاسیر میں یہ اس طرح جوڑ دی گئی ہیں گویا کہ وہ اس کا حصہ ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ اس آیت میں قربانی کے قبول ہونے اور نہ ہونے کی مثال پیش کر کے یہ بتانا چاہتا ہے کہ ہر قربانی کا قبول ہو جانا ضروری نہیں اس کے قبول ہونے کے لئے تقویٰ کی شرط ہے۔ پھر یہ کہ کوئی اس انعام کو جبر سے حاصل نہیں کر سکتا۔ اس مضمون کو اور دیگر عرفان سے پر مضمون کو علماء نے قصوں میں اٹھا کر بے مطلب باتیں تفاسیر میں داخل کر دی ہیں۔

☆......☆......☆

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے پرمعارف ارشادات

امام الزمان حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بار بار قرآن شریف کو پڑھو اور تمہیں چاہئے کہ بُرے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ ان بدیوں سے بچتے رہو۔ یہ تقویٰ کا پہلا مرحلہ ہوگا۔ جب تم ایسی سعی کرو گے تو اللہ تعالیٰ پھر تمہیں توفیق دے گا اور وہ کافوری شربت تمہیں دیا جائے گا جس سے تمہارے گناہ کے جذبات بالکل سرد ہو جائیں گے۔ اس کے بعد نیکیاں ہی سرزد ہوں گی۔ جب تک انسان متقی نہیں بنتا یہ جام اسے نہیں دیا جاتا اور نہ اس کی عبادات اور دعاؤں میں قبولیت کا رنگ پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ" یعنی بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کی عبادت کو قبول فرماتا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ نماز روزہ بھی متقیوں ہی کا قبول ہوتا ہے"۔

(الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰/جولائی ۱۹۰۶ء، صفحہ ۲)

اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

" پہلے ایمان کو درست کرو۔ یہ ریاضتیں جو طریقہ نبوی سے باہر ہیں یہ تو کسی کام نہیں آئیں گی اور نہ منزل مقصود کو پہنچائیں گی۔ دیکھو بعض جوگی اس قدر ریاضتیں کرتے ہیں کہ اپنے بازو سکھا دیتے ہیں مگر اللہ کے نزدیک مقبول نہیں کیونکہ ایک تو ارشاد نبوی کے خلاف، دوم ایمان ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ"۔ یعنی اللہ تعالیٰ عبادت کو قبول کرتا ہے جو خدا سے ڈرتے ہیں اور ڈرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کے منشاء کے مطابق کام کرتے ہیں اور سب سے پہلا کام تو یہ ہے کہ اس کے مامور کو مانیں۔ دیکھو یہودی خدا کو مانتے ہیں اور مشرک بھی نہیں۔ قبلہ بھی ان کا وہی ہے جو پہلے مسلمانوں کا رہ چکا ہے۔ مگر پھر بھی خدا کے حضور مقبول نہیں صرف اس لئے کہ اللہ کے رسول کو نہ مانا۔ رسولوں کو نہ ماننے سے وہی جنہیں عالمین پر فضیلت دی گئی تھی ملعون ہوئے کیونکہ گناہ تو اور بھی ہیں مگر سب سے بڑا گناہ مامور من اللہ کا انکار ہے"۔

(بدر جلد ۷ نمبر ۲ مورخہ ۱۶/جنوری ۱۹۰۸ء، صفحہ ۳)

☆ ☆ ☆

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تفسیر

حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جب ان دونوں نے قربانی دی۔ آخر ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی رد ہوئی۔ اس نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا۔ اس نے کہا اللہ متقیوں کی قربانی قبول کیا کرتا ہے"۔

نیز فرمایا: "فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا کوّے میں تین صفتیں عجیب ہیں۔ (۱) کوّے کو کسی نے جماع کرتے کم دیکھا ہے۔ (۲) ایک ٹکڑا بھی کھانے کو مل جائے تو کر اوروں کو اطلاع ضرور کرے گا کہ یہاں کچھ ملتا ہے۔ (۳) کسی کوّے کو صدمہ پہنچے سب وہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی واسطے شور و غل کو ہماری زبان پنجابی میں "کاواں رولی" کہتے ہیں۔ ہم نے ایک بڑے شکاری سے پوچھا کبھی کسی کوّے کی لاش تم نے جنگل میں دیکھی ہے؟ تو اس نے کہا نہیں۔ اس سے تین باتیں نکلیں۔ (۱) شرم و حیا بھی کوئی چیز ہے۔ (۲) نیک برتاؤ کرنا چاہئے اور ہمدردی۔ (۳) مردے کی لاش کو دبانے کی فکر۔

یہ قصہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ ابراہیم بھی ایک آدم تھا (اسے ابوالانبیاء کہتے ہیں) اس کے دو بیٹے تھے اسحٰق اور اسمٰعیل۔ مدینہ کے یہود جو بنو اسحٰق تھے انہوں نے نبی کریمؐ آل اسمٰعیل کی اولاد کو قتل کرنا چاہا۔ سو انہیں بتایا گیا کہ دیکھو اس سے پہلے ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو قتل کر کے کیا لیا۔ سوا اس کے کہ خاسر و نادم ہوا۔ اور انہیں سمجھایا کہ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ صرف اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کو پہلے سے یہ حکم دے رکھا ہے کہ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا جو ایسے عظیم الشان نفس کو قتل کرے گا وہ گویا سارے جہان کے قتل کا مرتکب ہوگا۔"

"نَفْسًا: نفس محمد رسول اللّٰہ"

(بحوالہ حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۹۱، ۹۹)

☆ ☆ ☆

حضرت مصلح موعودؓ کا تفسیری نوٹ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حصہ کی تفسیر اس طرح بیان نہیں فرمائی جو تفسیر کبیر کی صورت میں موجود ہے البتہ تفسیر صغیر کے حاشیہ میں اس آیت کے مضامین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس تمثیل میں بنو اسرائیل اور بنو اسمٰعیل کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ بنو اسرائیل محمدی نبوت کی وجہ سے قابیل کی طرح مسلمانوں سے بغض رکھتے تھے حالانکہ قربانی قبول کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ خود قربانی دینے والے کا کام نہیں"۔

(تفسیر صغیر سورۃ المائدہ زیرآیت نمبر ۲۸ حاشیہ نمبر ۱)

قرارداد تعزیت بر شہادت محترم مرزا غلام قادر صاحب شہید

منجانب: لجنہ اماء اللہ کانپور۔ یوپی

محترم مرزا غلام قادر صاحب شہید جو سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مقدس خاندان کے ایک نہایت قابل اور درخشندہ چشم و چراغ ہیں کی اندوہناک شہادت کی خبر سنی تو ہم سب کے لئے شدید صدمہ اور دلی کرب کا موجب ہوئی اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن حالات میں اور جس انداز میں جرأت اور استقامت کے ساتھ آپ نے جام شہادت نوش کیا اس وجہ سے قیامت تک شہید مرحوم کے خون کا ہر قطرہ آسمان احمدیت میں ہمیشہ جگمگاتا رہے گا۔

یہ سنہری کلمات جو ہمیشہ کیلئے تاریخ احمدیت کا حصہ بن گئے ہیں جملہ پسماندگان کیلئے قابل رشک ہیں اس پس منظر میں ہم جملہ ممبرات لجنہ اماء اللہ کانپور سب متعلقین اور پسماندگان کی خدمت میں دلی تعزیت بھی کرتے ہیں اور مبارک باد بھی عرض کرتے ہیں کہ مرزا غلام قادر شہید مرحوم نے وہ بلند مقام حاصل کر لیا جو محض اللہ تعالیٰ کی جناب سے عطا ہوتا ہے۔

غم اور ناز کے ان ملے جلے جذبات کے ساتھ ہم سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام افراد اور شہید مرحوم کے اہل و عیال کی خدمت میں اپنی دلی تعزیت پیش کرتے ہیں اور اپنے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔

(ثروت جبیں صدر لجنہ کانپور۔ یوپی)

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ جرمنی

جماعت احمدیہ جرمنی کا سالانہ جلسہ انشاء اللہ العزیز ۲۰-۲۱-۲۲ اگست کو مئی مارکیٹ من ہائیم (Mai Market Mannheim) میں منعقد ہوگا۔

قرآنی قسموں کی حکمت

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ایم ٹی اے پروگرام
لقاء مع العرب ۴؍ جنوری ۱۹۹۵ء سے ماخوذ

مرتبہ صفدر حسین عباسی

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کا **خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش کرنے** کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو / ویڈیو مسجد فضل لندن یوکے سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ (ادارہ)

قرآنی قسموں کی حکمت

سوال: قرآن کریم کی بہت سی آیات ہیں جو قسموں سے شروع ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ مختلف چیزوں کی قسم کھاتا ہے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان چیزوں کی اس لئے قسمیں کھائی ہیں چونکہ یہ بہت بڑی اور بہت اہم ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اوقات ایسی چیزوں کی بھی قسم کھائی گئی ہے جو بالکل عام ہیں اور ان میں بظاہر کوئی بھی خصوصیت نظر نہیں آتی۔ مثلاً "وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ"۔ طارق ایک عام ستارہ ہے اور "وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ" یہ "لَيَالٍ عَشْرٍ" کیا ہے؟ اس کی کیا خصوصیت و اہمیت ہے؟ **حضور ارشاد** فرماویں کہ قرآنی قسموں میں اصل حکمت کیا ہے؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرآن کریم خدا تعالیٰ کو اس طرح پیش کرتا ہے گویا وہ بہت سی چیزوں اور انسانوں کی قسمیں کھا رہا ہے۔ مثال کے طور پر "وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ" اور "وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ"۔ اسی طرح "وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنٰهَا" اور "وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا"۔ اسی طرح اور بھی بہت سی چیزوں کی خدا تعالیٰ نے قسمیں کھائی ہیں لیکن خدا تعالیٰ کا قسم کھانے کا مقصد صرف اور صرف ان چیزوں کو گواہ کے طور پر پیش کرنا ہے۔ اس کے علاوہ خدا تعالیٰ کے قسم کھانے کا جو بھی مطلب لیا جاتا ہے وہ بالکل سطحی و بے معنی ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی بھی اور چیز کی قسم کھانے سے لوگوں کو منع فرمایا تو یہی بات آپ کے مدنظر تھی۔ اگر خدا تعالیٰ خود دوسری چیزوں کی قسمیں کھا رہا ہے تو کیا وہ خود اپنے آپ سے شرک کا مرتکب ہو رہا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ قسم کے اصل معنی و مفہوم اور حکمت کو سمجھا جائے۔

خدا تعالیٰ کا مختلف چیزوں کی قسم کھانا انہیں صرف گواہ کے طور پر پیش کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اس کا اور کوئی مقصد نہیں۔ اس کائنات کا ہر ہر ذرہ خدا تعالیٰ کے وجود کی گواہی دے رہا ہے۔ جہاں کہیں بھی آپ جائیں، جس طرح بھی رخ کریں آپ اس کائنات میں ایک ایٹم یا کوئی ذرہ بھی ایسا نہیں پائیں گے جو خدا تعالیٰ کی **ہستی کا ثبوت** پیش نہ کرتا ہو۔ جب خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ فلاں چیز کی قسم اور فلاں چیز کی قسم تو یوں وہ لوگوں کے ذہنوں اور ان کے خیالات کو جگانے اور توجہ پیدا کرنے کی خاطر ایسا کرتا ہے کہ تم میری فلاں تخلیق میں غور کیوں نہیں کرتے؟ کیا تمہیں اس میں میری ہستی اور عظمت و شان کی جھلک نظر نہیں آتی؟ اگر یہ مقصد مدنظر ہو تو پھر دوسری چیزوں کی قسم کھانے کی ممانعت نہیں۔ صداقت و سچائی کے اظہار کی خاطر کسی چیز کو گواہی کے طور پر پیش کرنے کی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت نہیں فرمائی۔ ممانعت اس بات کی ہے کہ تم ان مزعومہ خداؤں کو گواہ نہ ٹھہراؤ جن کا وجود ہی کوئی نہیں۔ اگر تم ان کی قسمیں کھاؤ گے تو یہ شرک ہے۔ اس مختصر توضیح کے بعد اب میں معین طور پر ایک ایک آیت کو لے کر بیان کروں گا کہ ان آیات میں مختلف چیزوں کو گواہ کے طور پر پیش کرنے میں کیا خدائی حکمت مضمر ہے۔

اب میں قرآن کریم میں سے مثال کے طور پر ایک آیت پیش کرتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ اس کائنات کا ہر ذرہ، چھوٹی سے چھوٹی چیز یا مخلوق بھی بے حقیقت نہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر گواہ ہے اور وہ گواہ بہت اہم ہے اس لئے کہ جس وجود کی خاطر یہ گواہی دی جا رہی ہے وہ بہت اہم ہے۔ قرآن کریم بیان فرماتا ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا"۔ (البقرہ: ۲۷)

خدا تعالیٰ اس بات میں کوئی بھی شرمندگی محسوس نہیں کرتا کہ خواہ وہ مچھر ہی کی مثال کیوں نہ پیش کرے یا بیشک اس سے بھی چھوٹی کیوں نہ ہو خدا تعالیٰ بڑے فخر سے اس کی مثال بیان کرے گا۔ اور تم کہتے ہو کہ اتنی چھوٹی سی چیز۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بظاہر میری مخلوقات میں سے سب سے چھوٹی تخلیق ہے لیکن مجھے اس کی مثال بھی پیش کرنے میں کوئی شرمندگی نہیں۔ کتنی خوبصورت، حیرت انگیز اور مکمل تعلیم ہے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ یہ چھوٹی چیز ہے اور وہ بڑی چیز ہے۔ خدا کے مقابل پر تو ہر چیز ہی چھوٹی ہے لیکن جب وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کی گواہی میں پیش کی جا رہی ہو تو پھر وہ چھوٹی چیز بہت بڑی اور اہم ہو جاتی ہے۔

اب ہم اس مثال کو لیتے ہیں جو شروع میں سوال میں پیش کی گئی ہے۔

"وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ"۔ (الطارق: ۲،۳)

مفسرین لفظ "اَلطَّارِق" کے بہت سے مختلف معانی لیتے ہیں۔ وہ ستارہ جو رات ہونے پر نکلتا ہے اسے طارق کہتے ہیں لیکن سورج غروب ہونے کے بعد جو کچھ بھی رات میں ظاہر ہوتا ہے وہ "اَلطَّارِق" ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں بتا رہا ہے کہ دن کے وقت جب روشنی ہوتی ہے تو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہو اور تم خیال کرتے ہو کہ تم سچائی اور حقیقت کو صرف دن کی روشنی ہی میں پا سکتے ہو۔ لیکن خدا تعالیٰ کی ہستی اس کمال عظمت اور شان کے ساتھ تمام کائنات میں پھیلی پڑی ہے کہ خواہ رات ہی کیوں نہ ہو اس میں بھی جو کچھ ہوتا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کی ہستی کی طرف لے جانے اور اس کی معرفت کا ثبوت مہیا کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور یہ ظاہری اندھیرا کسی بھی دیکھنے والے اور خدا کے درمیان کبھی بھی حائل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جو کچھ بھی رات کے آنے کے بعد واقع ہوتا ہے اگر آپ اس کا مطالعہ کریں تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ کیسے حیرت انگیز کام ہیں جو رات کی تاریکی میں عمل دکھاتے ہیں۔ میں اس تعلق میں گفتگو کو طول نہیں دینا چاہتا لیکن پھر بھی چند ایک مثالیں ضرور پیش کروں گا۔

رات کے وقت آپ تو سو جاتے ہیں لیکن ایک اور کائنات ہے جو زندہ ہو جاتی ہے۔ ایک ایسی دنیا جو دن کے وقت جاگنے والی دنیا سے ہزاروں گنا بڑی ہوتی ہے اپنا عمل شروع کر دیتی ہے۔ سمندروں میں کیا ہو رہا ہے؟ دیگر حیوانات، کیڑے مکوڑے اور بکٹیریاز، جو اندھیرا ہوتے ہی قسما قسم کی محنتوں اور کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں جن کے بغیر دن کے وقت کی زندگی بے کار و بے حقیقت ہے تمام حیوانات ساری رات ہمارے لئے تیاریاں کرتے اور حیرت انگیز عمل کرتے ہیں۔ مثلاً پودے رات کے وقت کاربن ڈائی آکسائیڈ چھوڑتے ہیں اور وہ کاربن ڈائی آکسائیڈ انسانی ضروریات کے توازن کو برقرار رکھنے کے لئے اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ کاربن ڈائی آکسائیڈ دن کی روشنی کی مدد سے ہمارے لئے خوراک تیار کرتی ہے۔ کیڑے مکوڑے اور بکٹیریا غذا سے فضلہ (Waste) الگ کرتے ہیں اور ہمارے جسموں کے لئے توانائی فراہم کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو جو بھی طاقت (انرجی) آپ نے حاصل کی ہوگی۔ وہ بلاک ہو کر رہ جائے گی اور آپ اسے کبھی بھی استعمال نہیں کر سکیں گے۔ مثلاً پاخانہ، پیشاب اور جو بھی فضلات ہیں صرف انسانوں کے ہی نہیں بلکہ دوسرے حیوانات کے بھی انہیں اپنی اصلی حالت کی طرف Disintegrate کرنے کا عمل بہتر رنگ میں دن کی بجائے رات کے وقت ہوتا ہے۔ کیڑے مکوڑے زیادہ تر رات کے وقت عمل دکھاتے ہیں جس وقت کوئی خلل اندازی (Disturbance) نہیں ہوتی وہ سکون کے ساتھ یہ سارا عمل کرتے ہیں۔ یہ تو ایک بہت ہی چھوٹی سی مثال ہے۔ میں نے ابھی آپ کو بتایا ہے کہ سمندروں کے اندر رات کے وقت کیا ہوتا ہے۔ سمندری کائنات جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے لامتناہی اور حیرت انگیز کائنات ہے۔

اس کے علاوہ خدا تعالیٰ رات کے ایک اور اہم پہلو کی طرف توجہ دلاتا ہے جو اپنی ذات میں خدا تعالیٰ کی ہستی پر گواہ ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

"قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ"۔

(القصص: ۷۳)

اگر ہم دن کو تم پر ہمیشہ کے لئے قائم رہنے والا کر دیتے تو تم مر کر بھی رات کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔ لیکن خدا کے علاوہ اور کوئی نہیں جو اسے تمہارے لئے واپس لا سکتا۔ بعض اوقات کسی چیز کی غیر حاضری سے تمہیں اس کی اہمیت یاد دلائی جاتی ہے۔ رات کا غائب ہونا اور لمبے دن کا تمہیں تھکا دینا، تمہیں آرام کی خاطر شدت سے رات کی ضرورت محسوس ہوتی، لیکن تمہارے لئے کوئی رات نہ ہوتی۔ پودوں کی نشوونما کی خاطر کوئی رات نہ ہوتی۔ پودے دھوپ میں جل کر خاک ہو جاتے۔ اگر سورج لگاتار اپنی انرجی کو بغیر کسی وقفہ کے زمین پر برساتا رہتا تو زمین پر تمام موجودات کی زندگی جل کر خاکستر ہو جاتی۔ ایسے بہت سے نظام ہیں جن میں سے بعض کا قرآن کریم نے تفصیل سے ذکر کیا ہے اور بعض کا بیان اصولی طور پر کیا گیا ہے جنہیں خدا تعالیٰ کی ہستی کی دلیل کے طور پر بطور گواہ پیش کیا گیا ہے۔ "وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ" ایک عظیم اور وسیع کائنات کا بیان ہے۔ "وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ" خدا تعالیٰ تمہیں خبردار کرتا ہے کہ تم سمجھتے ہو کہ طارق معمولی چیز ہے، تمہیں کیسے بتائیں کہ "الطَّارِق" کیا ہے۔ اس کی

ارشاد نبوی
خَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰى
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

حقیقت کا ادراک بھی تمہاری سمجھ سے بہت بالا ہے۔

"الطَّارِق" کے اندر صرف النَّجْمُ الثَّاقِب ہی کا بیان نہیں بلکہ یہ مضمون آگے چلتا ہے اور اس میں اور بھی بہت سے غیر معمولی عجائبات قدرت کا ذکر ہے جن پر لفظ "اَلطَّارِق" حاوی ہے۔

"اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ. فَلْيَنْظُرِ الإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ. خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ. يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ. اِنَّهٗ عَلٰی رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ. يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ. فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلاَ نَاصِرٍ. وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ. وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ. اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ. اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّ اَكِيْدُ كَيْدًا. فَمَهِّلِ الْكَافِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا"۔ (سورۃ الطارق: ۵ تا ۱۸)

ایک پوری کائنات کا ذکر ہے جس کا تعلق رات سے ہے۔ بہت سے Productive Phenomenons کا بیان ہے۔ فَلْيَنْظُرِ الإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ اکثر ولادتیں رات کے وقت ہوتی ہیں۔ ہر کوئی یہ جانتا ہے۔ اس کا تعلق صرف مسلمانوں سے نہیں بلکہ یہ یونیورسل جاری عمل ہے۔ شاذ بچے ہیں جو دن کے وقت پیدا ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات یہ رات ہی ہے جس میں بتدریج تخلیق کے سارے مراحل عمل دکھاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الطَّارِق رات کے نتیجہ میں کیا کچھ پیدا ہوتا ہے۔ رات اپنی ذات میں تخلیق کے مراحل طے کرنے میں ایک بھاری کردار ادا کرتی ہے اور اے انسان! تو بھی تو رات ہی کی پیداوار ہے۔ وہ سکون، محبت اور رومانس کا وقت ہے۔ یہ سبھی کچھ رات کے وقت ہی تو ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے کئی کام، سازشیں، ایک دوسرے کے خلاف منصوبے، "اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّ اَكِيْدُ كَيْدًا. فَمَهِّلِ الْكَافِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا" اس قسم کی تمام حرکات رات کے وقت کی جاتی ہیں لیکن خدا تعالیٰ حفاظت فرماتا ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے۔ اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ وہ کیسے حفاظت فرماتا ہے۔ اس کے فرشتے اور دوسری چیزیں اس زمین پر موجودات اور انسان کی زندگی کی حفاظت میں لگی ہوئی ہیں کیونکہ خدا جانتا ہے کہ کیا منصوبے اور تدبیریں اختیار کی جارہی ہیں اور زندگیوں کی تباہی و بربادی کے لئے کیا کیا سازشیں تیار ہو رہی ہیں۔ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّ اَكِيْدُ كَيْدًا سب سے زیادہ مکر اور تدبیریں رات کی تاریکی میں جنم لیتی ہیں اور قرآن کریم نے یہ حقیقت بہت سی آیات میں مختلف مقامات پر بیان کی ہے کہ رات کے وقت تم ایک دوسرے کے خلاف سازشوں کے منصوبے تیار کرنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہو اور ہم تمہاری ان ساری حرکتوں سے بکلی باخبر ہیں۔ اس سورۃ میں کوئی عام معمولی اور چھوٹی سی بات کا ذکر نہیں ہے بلکہ کائنات کے ایک مکمل نظام کو چند آیات میں بند کر دیا گیا ہے۔

طالبان دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینگو لین کلکتہ 700001
دکان-248-1652, 248-5222
رہائش-243-0794 27-0471

اس جگہ "اَلنَّجْمُ الثَّاقِب" کو مزید سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہاں صرف ایک ستارے کا ہی ذکر کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ روشنی کے سرچشمہ و منبع کا ذکر کر رہا ہے کہ جب رات ہوتی ہے تو روشنی کلیۃً معدوم نہیں کر دی جاتی بلکہ ستاروں کا سسٹم اور ان کا جگ مگ کرنا رات کے وقت زمینی مخلوقات کے لئے روشنی و راہنمائی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جانوروں کی آنکھیں مختلف صفات کی پیدا کی ہیں۔ رات کو زندہ ہونے والے جانوروں کی آنکھوں میں رات کی تاریکی میں دیکھنے کی خصوصی طاقت رکھی گئی ہے۔ وہ اس حد تک پھیلی ہوئی ہوتی ہیں کہ رات کے اندھیرے میں کام کرنے کے لئے بہت معمولی سی روشنی بھی ان کے لئے کافی ہو جاتی ہے۔ ان سب کا انحصار "اَلنَّجْمُ الثَّاقِب" پر ہوتا ہے۔ اگر روشنی کلیۃً ختم ہو جائے، مکمل تاریکی چھا جائے تو زمین پر حیوانات کا عمل ساکت و جامد ہو کر رہ جائے گا۔

خدا تعالیٰ نے مختلف حیوانات کو مختلف صفات اور دیکھنے کی استعدادیں بخشی ہیں۔ بعض کے لئے اَلنَّجْمُ الثَّاقِب کی روشنی ہی کافی ہے اور ان کے لئے سورج کی روشنی حد سے زیادہ ہے۔ اسی لئے اُلّو دن کے وقت کسی تاریک گوشہ میں بسیرا کرتے ہیں اور دن کے وقت آنکھیں بند رکھتے ہیں کیونکہ ان کی آنکھوں کو رات کی تاریکی میں دیکھنے کی طاقت دی گئی ہے۔ لیکن مکمل تاریکی میں نہیں۔ مکمل تاریکی میں تو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا۔ یہ اَلنَّجْمُ الثَّاقِب ہے جو انہیں وہ روشنی دیتا ہے، جو انہیں اپنے اپنے کام کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ یہ تو اس کا ایک مادی پہلو ہے۔

اس کا ایک اور روحانی پہلو بھی ہے۔ جب نبی آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں تو اس کے بعد ایک رات آتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرا وعدہ ہے کہ اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ وہ خدا جس نے نبی کی زندگی اور اس کی روشنی کے وقت تمہاری حفاظت کے سامان کئے اس بات کا ضامن و ذمہ دار ہے کہ اس نبی کے رخصت ہو جانے کے بعد آنے والی رات میں بھی روحانی اَلنَّجْمُ الثَّاقِب کے ذریعہ تمہاری حفاظت کرے۔ مجددین آتے ہیں، روحانی بزرگ علماء پیدا ہوتے ہیں اور آسمانِ روحانیت کی رات مختلف ستاروں کے ذریعہ روشن ہو جاتی ہے۔ اسی لئے حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمِ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ۔

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کسی کی بھی تم پیروی کرو گے وہ تمہاری سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی کرے گا۔ یہ ستارے کبھی بھی مکمل طور پر مرتے اور فنا نہیں ہوتے۔ جب صحابہ کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے تو یہ ستارے تو قائم رہتے ہیں لیکن ان کی روشنی مدھم پڑ جاتی ہے۔ پھر تابعین کا دور آتا ہے اور ان کے بعد تبع تابعین کا اور پھر اس کے بعد خدا کی سنت ایک عظیم وجود "اَلنَّجْمُ الثَّاقِب" کی شکل میں جاری ہوتی ہے۔ وہ صحابی نہیں ہوتا لیکن قرآن کریم کی رو سے وہ "اَلنَّجْمُ الثَّاقِب" ہوتا ہے۔ وہ اپنے وقت کا مجدد یا مہدی ہوتا ہے۔ یہ بہت عظیم اور حیرت انگیز سورۃ ہے اور جو کوئی بھی روشنی کی حقیقت کو شناخت کرنے کی استعداد رکھتا ہے اس کی تسلی و تشفی اور راہنمائی کے لئے کافی ثبوت مہیا کرتی ہے۔

پھر فرماتا ہے :"وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ" (سورۃ الفجر)۔ قدیم مفسرین نے اس آیت کو بالکل مختلف رنگ میں سمجھا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اس کی تفسیر فرمائی ہے اور اس کا تمام اسلامی تاریخ پر اطلاق کیا ہے۔ بے شک کہ یہ تمام تاریخ اسلام پر چسپاں ہوتی ہے لیکن میں اسے ابتداء سے، آنحضرت ﷺ کی فجر سے شروع کرتا ہوں۔ یہ وہ فجر ہے جو تمام عالم کے لئے روشنی لے کر آئی۔ "وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ"۔ اس فجر کے بعد دھند لکا چھا جائے گا۔ روشنی مدھم پڑ جائے گی۔ ایک ہزار سال پر محیط رات آئے گی۔ "لَيَالٍ عَشْرٍ" یہ فیج اعوج کا زمانہ ہے جس کے متعلق آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی اور "وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ" سے مراد تین صدیاں ہیں جو اس ایک ہزار سالہ طویل رات کے بعد آئیں گی۔ اسے مختلف زاویۂ نگاہ سے دیکھا اور سمجھا جا سکتا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ آپؑ نے ان تین سو سالوں کو ساتھ ملانے کے بعد فرمایا "وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ" اور پھر وہ تیرھویں رات شروع ہوگی جس میں کوئی عظیم واقعہ رونما ہوگا۔ "هَلْ فِي ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ" کیا عقل اور سمجھ رکھنے والوں کو اس میں کوئی خاص اور اہم امر نظر نہیں آتا۔ وہ خاص بات یہ ہے کہ اس وقت ایک اور روشنی پھیلے گی اور یہ چودھویں صدی کے آغاز کا وقت ہے یا پھر تیرھویں صدی کا آخری وقت ہوگا۔ ایک بہت ہی اہم واقعہ اس وقت رونما ہونے والا ہے اور یہ امام مہدی اور مسیح موعود کے آنے کا وقت ہے جو چودھویں کا چاند ہوگا۔ اس سے قبل نکلنے والے چاندوں نے بھی اپنی اپنی طاقت کے مطابق آنحضرت ﷺ کی روشنی کو منعکس کیا لیکن یہ مکمل چاند ہوگا۔ یہ ایک بہت بڑا اور نمایاں فرق ہے امام مہدی اور دوسرے مجددین کے درمیان۔ امام مہدی اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا کامل عکس اور مکمل جمال پیش کرے گا۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہوگا کہ جب اس پر اپنے آقا کی مکمل روشنی بغیر کسی درمیانی رکاوٹ کے پڑے گی اور کوئی بھی حصہ آنحضرت ﷺ کے نور کا اس المہدی پر پڑنے سے باقی نہیں رہے گا۔ اس سے پہلے مجددین پر آنحضرت ﷺ کی روشنی کے بعض پہلو تاریک رہے یا مدھم صورت میں ظاہر ہوئے لیکن جو وجود "وَاللَّيْلِ اِذَا يَسْرِ" کے وقت ظاہر ہوگا اس میں آنحضرت ﷺ کا کامل عکس نظر آئے گا۔

یہاں ایک بہت ہی دلچسپ بات سامنے آتی ہے کہ یہاں فجر کا ذکر نہیں ہے۔ کوئی خیال کر سکتا ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ پھر ایک اور فجر ہوگی۔ یہ فجر محمدی ہے۔ یہاں فجر کا مطلب ہے سورج کا نکلنا۔ جو صرف ایک دن یا ایک رات کے لئے نہیں ہوگا۔ یہ تو استعارۃً بیان ہے۔ یہ آخری سورج ہوگا جو تمام انسانوں کے لئے اور ہر زمانہ کے لئے نکلے گا۔ کسی نبی کے ذریعہ کوئی اور دین نہیں لایا جائے گا۔ اور یہ صرف اسی سورج ہی کی روشنی ہوگی کہ خواہ دن ہو یا رات، لوگ اس سے استفادہ کریں گے۔ بے شک کہ تیرہ راتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان تیرہ راتوں میں وہ النَّجْمُ الثَّاقِب ان کی راہنمائی کرے گا جس کا اس آیت میں ذکر ہے۔ لیکن آخر میں جبکہ تیرھویں رات ابھی اپنے اختتام کو نہیں پہنچی ہوگی ایک بہت ہی اہم واقعہ وقوع پذیر ہوگا۔ تیرہ راتوں کے بعد کیا ہوتا ہے؟ چودھویں کا چاند نکلتا ہے جو مکمل چاند ہوتا ہے۔ جس کا نظارہ انتہائی خوبصورت، دل لبھانے والا اور انسانی روح پر وارفتگی طاری کرنے والا ہوتا ہے۔ نہ صرف انسان بلکہ ہر قسم کے جاندار اور حیوانات اس کے پُر اثر نور سے مست ہو جاتے ہیں۔ یہ شانِ احمدیت ہے۔ آنحضرت ﷺ کی دو بڑی شانیں اور صفات ہیں۔ ایک شانِ جلال ہے۔ عظمت؛ طاقت اور دشمن پر زبردست ہیبت کا اثر کرنے والی صفت ہے۔ اور یہ شانِ محمدی ہے جو سورج سے مماثلت رکھتی ہے اور دوسری شان قدرتی و فطری حلم ور اُفت نرمی اور بردباری کی شان ہے جو شان جمال ہے۔ جو سورج کی تپش کی نسبت چاند کی ٹھنڈی چاندنی کی طرح زیادہ تھی۔ یہ صفت احمد ہے جو اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ چودہ سو سال کے بعد احمدیت کی شکل میں ظہور کرے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تمہارے اندر ذرا سی بھی سمجھ اور عقل ہے تو بتاؤ تو سہی کیا ان قسموں میں یہاں بہت ہی خاص اور اہم پیغام نہیں دیا جارہا۔ یہ ہے قسمیں کھانے کا مفہوم، جو مختلف اور خاص تاریخی وقوعات کی طرف اشارہ اور راہنمائی کرتی ہیں۔

یہاں ایک بہت ہی اہم سوال پیدا ہوتا ہے اور اس کے جواب کو اچھی طرح سمجھنا ضروری ہے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کی احادیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ تین سو سال کا یہ عرصہ روشنی کے پہلے دور سے تعلق رکھتا ہے۔ اور پھر اس کے بعد ایک ہزار سال یا دس راتیں شروع ہونگی۔ اس بات کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ ہم قرآن کریم کی طرف وہ بات منسوب کرنے والے ہونگے جس کی قرآن کریم تصدیق و حمایت نہیں کر رہا۔ اور یہ درست طریق نہیں۔ اس آیت کے اس حصہ سے جو میں سمجھتا ہوں وہ بیان کرتا ہوں۔

"وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ" میں ایک اور حقیقت کی

طرف ہماری توجہ پھیری گئی ہے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ دس راتیں تو آنی ہی ہیں۔ اور ان دس راتوں کے ساتھ دو اور ایک بھی آنے والی ہیں۔ مگر یہ تین راتیں دس راتوں جیسی تاریک راتیں نہیں ہونگی۔ اس زاویہ نظر سے اگر دیکھیں تو پھر یہ تین راتیں دس راتوں کے آخر میں نہیں بلکہ ان سے **پہلے** شروع ہونگی۔

پہلی تین راتیں روشنی اور اندھیرے کی ملی جلی درمیانی صورت ہوگی۔ کیونکہ فرمایا:

"خَیرُ القُرُونِ قَرنِی ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَھُمْ ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَھُمْ"۔

یہ حدیث ہے جو اس وقت میرے مد نظر ہے۔ **آنحضرت ﷺ کے بعد تین نسلوں سے روشنی** کا وعدہ کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد ایک طویل عرصہ Twilight شفق کا ہوگا۔ اور اس شفق کے عرصہ کا اتنا لمبا ہونا اس سبب سے ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روشنی عام روشنی کی نسبت حد درجہ قوی اور تیز **تھی۔ اس لئے اس عرصہ پر اللَّیل کے لفظ کا اطلاق** نہیں ہوتا۔ اس آیت کو دوبارہ پڑھیں تو پھر آپ کو اس کا صحیح مفہوم سمجھ آئے گا۔ "وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ" یہ دو چیزیں ہیں۔ ان کے درمیان تین عرصے اور وقت ہیں "وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ" دو اور ایک۔ یہاں بتایا جا رہا ہے کہ پہلے دو عرصے تو نمایاں طور پر روشن ہونگے۔ آنحضرتؐ کا سورج غروب ہونے کے باوجود ان دو وقتوں کو روشن رکھے گا۔ لیکن تیسرا حصہ وقت جو ایک ہزار سال کے شروع میں اس کے ساتھ ملا ہوا ہوگا وہ پہلے دو وقتوں کی نسبت تھوڑا مختلف ہوگا۔ جب ہم اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس حقیقت کا علم ہوتا ہے۔ روشنی آہستہ آہستہ مدھم ہوتی چلی گئی۔ ایک دم روشنی اندھیرے میں تبدیل نہیں ہوئی بلکہ آہستہ آہستہ ایسا واقعہ ہوا۔ اور پھر اس تیسرے دور کے بعد اسلام پر انتہائی تاریکی کی دس طویل راتیں آئیں جو بہت تکلیف دہ اور ظلمت سے بھری راتیں تھیں۔ تمام عالم اسلام حد درجہ بدحالی و ابتری، بے اطمینانی اور تنزلی حالت میں رہا۔ جس میں کئی قسم کی روحانی، مذہبی و سیاسی مشکلات نے آ گھیرے رکھا۔

ان تین وقتوں کو دس تاریک راتوں کے **شروع میں رکھیں تو بالکل الگ تصویر نظر آتی ہے اور بعد میں رکھیں تو ایک مختلف صورت** امید کی ابھرتی ہے۔ جس طرح دوربین کا رخ ذرا سا بھی تبدیل کردیں تو ایک نیا مختلف منظر سامنے آجاتا ہے۔ اس رخ اور تصویر کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ اس کے بہت سے بطون ہیں۔ آپ اپنا ایک زاویہ فکر تھوڑا سا بدلیں تو ایک نئی دنیا مطالب کی سامنے آجاتی ہے۔

میرے نزدیک ان تین زمانوں کی خاص اہمیت ہے۔ اگر یہ تین راتیں ہیں تو بھی یہ خاص راتیں ہیں۔ جو کسی نہایت اہم مہم کی تیاری کے لئے راستہ تیار کر رہی ہیں۔ اگر ان تین وقتوں یا دوروں کو دس راتوں کے شروع میں رکھیں تو پھر ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کا وقت سورج کے غروب ہونے کے فوراً بعد کا تھا اور وہ وقت ابھی تک روشن تھا اور اس حالت میں وہ راتیں نہیں کہلاتیں۔ لیکن کوئی بھی وجہ ہمیں انہیں راتیں نہ کہنے کا جواز نہیں دے سکتی کیونکہ قرآن کریم میں ان کے لئے لفظ "لیال" مذکور ہے۔ یہی تو قرآنی زبان کی خوبی و خوبصورتی ہے کہ وہ ہمیں بہت سے ممکنات فراہم کرتی ہے تاکہ ہم ایک ہی بات کو مختلف زاویۂ فکر و نظر سے لے کر اس میں سے زیادہ سے زیادہ حکمت کے پہلو اخذ کر سکیں۔ قرآن کریم کے تھوڑے سے الفاظ میں حکمت کے سمندر بند ہوتے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تین سو سالوں کی راتوں کا زمانہ ایک ہزار سال کی راتوں کے شروع یا بعد دونوں پر لاگو ہو سکتا ہے۔ صرف اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ آپ اسے کس زاویہ سے دیکھتے ہیں اور اس کا کیا ترجمہ کرتے ہیں۔ اگر آپ اسے **مختلف طریق** سے پڑھتے ہیں تو معانی بھی اس کے مطابق تبدیل ہو جائیں گے۔ اگر آپ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ کو فجر کے ساتھ ملا کر پڑھیں گے تو پھر سوائے ان معانی کے جو ابھی میں نے کئے ہیں اور کوئی بھی معنی قابل قبول نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ تین راتیں ابھی تک غروب ہونے والے سورج کی وجہ سے روشن تھیں۔ **لیکن اگر آپ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ کو آخر میں رکھیں تو پھر قرآن کریم جو ہمیں ایک ہزار سال تاریکی کے** بتا رہا ہے وہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے فوراً بعد سے شروع ہونگے۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے جسے گہری نظر سے مطالعہ کرنا ہوگا اور اس میں **مخفی پیغام** کو سمجھنا ہوگا۔ اس صورت میں یہ نہیں کہا جائے گا کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے فوراً بعد ایک دم رات بہت تاریک ہوگئی تھی بلکہ اس کا صرف یہ مطلب ہوگا کہ اس فجر کے بعد رات کا Phenomenon شروع ہو جائے گا۔ دس **تاریک راتیں ہونگی جو آہستہ آہستہ تاریک سے تاریک تر ہوتی چلی جائیں گی اور پھر بعد میں تین خاص راتیں ہونگی اور ان تین راتوں میں دشمن** اسلام خصوصی طور پر بہت سرگرم ہو جائے گا اور قدیم لوگوں کی تاریخ دہرائی جائے گی اور یہ وہ وقت ہوگا جب خدا تعالیٰ کسی شخص کو مبعوث کرے گا جو اسلام کی عزت و ناموس اور اس کے وقار کو بحال کرنے کی خاطر دشمن سے لڑے گا اور ہر میدان میں اس کا مقابلہ کر کے تباہ و برباد کردے گا۔ اگر آپ اس طریق پر ان آیات کو پڑھیں تو بعد میں آنے والی آیات آپ کی مکمل حمایت کریں گی۔ جو یہ تاریخی حقیقت پیش کر رہی ہیں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ قوم اِرَمْ اور عَاد اور ثَمُوْد اور فلاں فلاں قوم کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ جو بڑے لوگ تھے انہوں نے بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کیں جو ستونوں پر بلند و بالا عمارتیں تعمیر کرنے کے فن پر بڑا فخر کرتے اور اتراتے تھے۔ جیسے آجکل امریکہ میں آسمان سے باتیں کرتی ہوئی عمارتیں جنہیں Sky- Scrapers کہتے ہیں تعمیر کی جارہی ہیں۔ یہ عمارتیں بھی ویسے ہی ستونوں پر تعمیر کی جاتی ہیں۔ وہ انہیں High-Rise Buildings کہتے ہیں۔ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ سے جدائی کے وقت سے دس راتیں اسلام کی طاقت کو توڑنے کے لئے کافی ہونگی اور اسلام کو اس حد تک کمزور کر دیں گی کہ دشمنِ اسلام سر اٹھانا شروع کردے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ سے پہلے یعنی چودھویں صدی کے آغاز سے قبل تین سو سال کی تاریخ پر نظر دوڑائیں، مغربی طاقتوں کے ابھرنے اور خصوصاً عالم اسلام پر ان کے غلبہ اور فتوحات کی تاریخ۔ اس سے قبل پھر بھی اسلام کو کسی حد تک اپنے ملکوں میں طاقت حاصل تھی۔ یہ بہت گہرے حقیقت پر مبنی تاریخی واقعات ہیں جن کا ان آیات میں ذکر ہے۔ ذرا سا زاویۂ فکر بدلیں تو قرآن کریم خود آپ کا ہاتھ پکڑ کر واقعات کی اگلی کڑیوں کی طرف آپ کی راہنمائی کرتا چلا جائے گا اور علوم و حکمت کی ایک دوسری دنیا میں آپ کو لے جائے گا۔ یہ تو ایک سورت کی چند آیات ہیں جن میں عالم اسلام کے لئے بہت ہی گہری، مخفی حکمتیں اور تاریخی حقیقتیں مضمر ہیں۔ پھر وہ جری اللہ پیدا ہوگا جو قرآن کریم کی اس پیشگوئی کو پورا کرے گا "لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ" پھر وہ وقت شروع ہوگا۔ ان کی تمام امیدیں اور ارادے خاک میں مل جائیں گے۔ قرآن کریم ہمیں یہ یاد دلا رہا ہے کہ ان لوگوں جیسی عظیم طاقتور قومیں خدا تعالیٰ نے اس سے قبل پیدا کی تھیں۔ وہ سب یہ سمجھتے تھے کہ وہ ہمیشہ قائم رہیں گے اور یہ کہ انہوں نے دنیا کو فتح کر لیا ہے۔ کہاں ہیں وہ طاقتور قومیں؟ وہ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئیں۔ تیرھویں رات اسلام کے لئے امید کی کرن لے کر آئے گی جب مسیح و مہدی کا ظہور ہوگا۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۱۶ جولائی ۹۹)

بقیہ صفحہ: (12)

صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک شعر میں یہی مضمون ادا ہوا ہے۔

قَوْمٌ کِرَامٌ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَھُمْ
کَانُوْا لِخَیْرِ الرُّسُلِ کَالْاَعْضَاءِ

ترجمہ وہ بزرگ لوگ ہیں۔ ہم اُن کے درمیان تفریق نہیں کرتے وہ خیر الرسل کیلئے بمنزلہ اعضاء کے تھے جہاں قرآن مجید سے علم حاصل کرنے بلکہ اُس میں زیادتی طلب کرنے کی ہمیں تعلیم ملی ہے۔ بعینہٖ اعمال صالحہ بجالانے اور اُسے کمال تک پہنچانے کی اُسی طرح قرآن میں تلقین موجود ہے کہ درجہ بدرجہ تقویٰ خام سے تقوائے تام اور ازاں بعد حصول لقائے الٰہی و رضائے الٰہی و قرب الٰہی کے اعمال بجالانے کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں مقام خلافت کے انعام کیلئے بھی اعمال صالحہ کو ایمان کے ساتھ لازمی قرار دیا گیا ہے جن کے بغیر اُمّت کا شیرازہ منضبط نہیں ہو سکتا۔ قول و فعل میں تطبیق کے سلسلہ میں بھی فرمان ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتاً عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ (سورہ صف آیت ۳، ۴) ترجمہ اے مومنو! تم وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک اِس بات کا دعویٰ کرنا جو تم کرتے نہیں بہت ناپسند ہے۔ پھر دوسرے مقام پر ارشاد ہے: اَتَاْ مُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (سورہ بقرہ آیت ۴۵) کیا تم دوسرے لوگوں کو تو نیکی (کرنے) کیلئے کہتے ہو اور اپنے آپ کو فراموش کر دیتے ہو حالانکہ تم کتاب (یعنی تورات) پڑھتے ہو۔ پھر بھی کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں اس کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے۔ بیعت کنندہ) قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ (شرط ششم) مزید عمل کی ترغیب دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ (قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو تو۔ قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے۔"

(کشتی نوح) قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے والوں کے بارہ میں فرمایا گیا ہے۔ کہ وہ یہ کہتے ہوئے تبلیغ کرتے ہیں قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْ اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِی :ترجمہ - تو کہہ یہ میرا طریق ہے میں (تو) اللہ (تعالیٰ) کی طرف بلاتا ہوں اور جنہوں نے سچے طور پر میری پیروی اختیار کی ہے (میں اور وہ سب بصیرت پر قائم ہیں" (سورہ یوسف آیت ۱۰۹) اور محبوب خدا بننے کیلئے فرمایا ہے قُل اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یعنی تو کہہ کہ اے لوگو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اس صورت میں وہ بھی تم سے محبت کرے گا۔

اب آخر میں حضرت خلیفہ اوّلؓ کی ایک نصیحت کو بیان کر کے اِس تقریر کو ختم کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:

"قرآن مجید کی سچی فرمانبرداری کرو۔ میرا تو اعتقاد ہے کہ اِس کتاب کا ایک رکوع انسان کو بادشاہ سے بڑھ کر خوش قسمت بنا دیتا ہے۔ جس باغ میں میں رہتا ہوں۔ اگر لوگوں کو خبر ہو جاوے تو مجھے بعض دفعہ خیال گزرتا ہے تو میرے گھر سے قرآن نکال کر لے جاویں۔ مسلمانوں کے پاس ایسی مقدس کتاب ہو اور پھر وہ تکالیف میں مشکلات میں پھنسے ہوں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا"

(بدر ۷ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱)

بس اِسی پر اکتفا کرتے ہوئے آخر میں دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں اس عظیم نعمت کی قدر کرنے اِسے پڑھنے پڑھانے اس پر عمل کرنے اور کرانے اور دنیا میں اِس کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ جرمنی ۱۲ر مئی تا ۲۴ر مئی ۱۹۹۹ء کی مصروفیات کی ایک جھلک

(رپورٹ: صادق محمد طاہر۔جرمنی+ابو لبیب ۔برطانیہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت جماعت احمدیہ جرمنی کی درخواست کو قبول فرماتے ہوئے ۱۲ مئی تا ۲۴ مئی جرمنی کا دورہ فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ ۱۲ر مئی کو صبح آٹھ بجے مسجد فضل لندن سے روانہ ہو کر شام سات بجے مسجد نور فرینکفرٹ میں ورود فرما ہوئے جہاں متعدد احباب اپنے پیارے امام کے استقبال کی سعادت حاصل کرنے کے لئے چشم براہ تھے۔ حضور انور نے تمام حاضر احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔اس سے قبل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قریباً سوا دو بجے بیلجیم مشن میں مختصر قیام فرمایا جہاں ظہر و عصر کی نمازیں ادا کی گئیں اور دوپہر کا کھانا تناول فرمانے کے بعد جرمنی کے سفر پر روانہ ہوئے۔ حضور انور نے مسجد نور میں نماز مغرب و عشاء باجماعت پڑھائیں۔امسال درج ذیل خوش نصیبوں کو پیارے مہدی معہودؑ کے خلیفہ برحق کی ہمراہی میں یہ بابرکت سفر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری)، مکرم عبدالماجد طاہر صاحب (ایڈیشنل وکیل التبشیر)، مکرم نصیر احمد قمر صاحب (مدیر الفضل انٹرنیشنل و ایڈیشنل وکیل الاشاعت)، مکرم مبارک احمد ظفر صاحب (نائب ایڈیشنل وکیل المال لندن)، مکرم میجر محمود احمد صاحب (افسر حفاظت)، مکرم سخاوت حسین باجوہ صاحب (عملہ حفاظت)، مکرم محمد سلیم ظفر صاحب اور مکرم بشیر احمد صاحب (کارکنان دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے لئے یہ سعادت مزید برکات کا موجب بنائے۔ آمین

۱۳ر مئی ۱۹۹۹ء بروز جمعرات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پہلے روز کی پبلک مصروفیات کا آغاز احباب جماعت کے ساتھ ملاقات سے ہوا۔ چنانچہ صبح ۱۰ بجے تا ایک بجے دوپہر ۱۹۸ر افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کا شرف حاصل کیا جن میں ۴۷ فیملیز کے ۱۸۵ر افراد نے اپنے اہل خانہ کے ہمراہ اور ۱۳ر احباب نے انفرادی طور پر یہ اعزاز حاصل کیا۔ اس کے بعد حضور انور نے نماز ظہر و عصر مسجد نور میں ہی پڑھائیں۔ پچھلے پہر بھی ملاقاتوں کا یہ سلسلہ جاری رہا اور بہت سے خاندانوں نے حضور ایدہ اللہ سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ ساڑھے پانچ بجے سہ پہر سے شام نو بجے تک جاری رہا۔

ایک معروف جرمن ٹیلی ویژن SWR کے نمائندگان کی آمد

جرمنی کے جنوب مغربی علاقہ کے ایک معروف ٹیلی ویژن ایس ڈبلیو آر نے حضور انور کی مصروفیات پر مشتمل جھلکیوں کی ایک فلم بنانے کی خواہش کا اظہار کیا تھا جسے حضور پرنور نے قبول فرمایا چنانچہ مذکورہ ٹی وی کے نمائندہ نے ملاقات کے دوران مختلف مناظر فلمبند کئے جن میں ملاقات کے لئے منتظر احباب کی تصاویر کے علاوہ دو فیملیز کے ملاقات سے پہلے کے تاثرات اور ملاقات کے دوران احباب کی اپنے پیارے امام کے ساتھ محبت اور والہانہ عقیدت و احترام کے مناظر، حضور کی اپنے غلاموں سے پرشفقت اور بے تکلف گفتگو اور پھر ملاقات کے بعد احباب کے پرمسرت چہروں کے ساتھ باہر آنے کے تاثرات کی بھی جھلکیاں ریکارڈ کیں۔

ملاقاتوں کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز مغرب و عشاء مسجد نور میں ہی پڑھائیں۔

۱۴ر مئی ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک

آج حضور انور نے نماز جمعہ جرمنی کے ایک شہر بادکروئزناخ میں پڑھائی جہاں خدام الاحمدیہ جرمنی کا سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بارہ بجے مسجد نور سے روانہ ہو کر قریباً سوا ایک بجے بادکروئزناخ پہنچے۔ دو بج کر سات منٹ پر پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ حضور ایدہ اللہ نے لوائے خدام الاحمدیہ اور جرمنی کا قومی جھنڈا لہرایا اور دعا کروائی۔ اس کے بعد پنڈال میں تشریف لے گئے جہاں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ حضور انور کے خطبہ کے ساتھ ہی اجتماع کا افتتاح عمل میں آیا۔ خطبہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے گزشتہ چند ہفتوں سے جاری مضمون شہداء احمدیت کے تذکرہ سے متعلق جاری رکھا (اس خطبہ کا خلاصہ الگ طور پر الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہو چکا ہے)۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی درخواست پر حضور پرنور بعض ورزشی مقابلہ جات کا مشاہدہ فرمانے کی خاطر گراؤنڈز میں تشریف لے گئے۔ قریباً پونے پانچ بجے سہ پہر پہلے کبڈی کے میدان میں جلوہ افروز ہوئے جہاں مقابلہ میں مصروف دو ریجنز Baden اور Main-Franken کی ٹیموں کے کھلاڑیوں کو شرف مصافحہ سے نوازا اور ان ٹیموں کے کھلاڑیوں کو اپنے پیارے آقا کے ساتھ گروپ فوٹو میں شمولیت کی سعادت بھی عطا ہوئی۔ کچھ دیر تشریف فرما رہنے کے بعد حضور فٹ بال کی گراؤنڈ میں تشریف لے گئے جہاں Main-Frankan اور Nord Rhein کی ریجنل ٹیموں کے کھلاڑیوں کو اپنے پیارے امام کے ساتھ مصافحہ اور تصویر بنوانے کا شرف حاصل ہوا۔ یہاں بھی حضور کچھ دیر کے لئے تشریف فرما رہے اور پھر اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔

۱۵ر مئی ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ
اطفال الاحمدیہ کے ساتھ سوال و جواب

۱۵ر مئی بروز ہفتہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صبح دس بجے مسجد وز سے خدام الاحمدیہ کے مقام اجتماع بادکروئزناخ کے لئے روانہ ہوئے جہاں گیارہ بج کر دس منٹ پر اطفال الاحمدیہ کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں متعدد بچوں نے حضور انور سے مختلف سوالات کئے۔ چند ایک اہم سوالات مع جوابات خلاصۃً اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہیں۔

☆ ایک بچے نے سوال کیا کہ اصلی بائبل کہاں ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ عیسائیوں نے بائبل کو بدل ڈالا ہے تو اصل بائبل پھر کہاں سے ملے گی۔ اصل بائبل کا سراغ لگانا ہو تو اس کا صرف ایک طریق ہے اور وہ یہ کہ قرآن کریم نے بائبل کے صرف وہی حصے بیان کئے ہیں جو تبدیل نہیں ہوئے۔اس سے باہر تو اختلافات کا ایک جھگڑا ہے۔ قرآن کریم نے بائبل کا جو ورشن (Version) پیش کیا ہے وہ ایک دوسرے سے سو فیصدی متفق ہے۔

☆ ایک طفل نے کہا کہ غیر احمدی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ ہم کیسے ثابت کر سکتے ہیں کہ وہ فوت ہو چکے ہیں؟

حضور ایدہ اللہ نے اس سوال پر صدر صاحب خدام الاحمدیہ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے بچوں کو ابھی تک یہ بھی نہیں بتایا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں اس کا بکثرت ذکر موجود ہے۔ پھر میری مجالس سوال و جواب ہوتی ہیں۔ یہ سوال ایسا ہے جو بارہا آ چکا ہے اور اس کا میں مختلف پہلوؤں سے بائبل سے، قرآن مجید سے اور عقل و دانش کے حوالہ سے جواب دے چکا ہوں۔ یہ صدر صاحب کی ذمہ داری ہے اور وہ اس کے لئے جوابدہ ہیں کہ وہ بچوں کو ان باتوں سے آگاہ کریں اور ان کے ذہن نشین کرائیں۔

☆ سوال کیا گیا کہ ہمارے سکول میں ہر سال پوری کلاس سیر کے لئے جاتی ہے، کیا ہم اس میں جا سکتے ہیں؟۔

حضور انور نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اس میں احمدی بچوں کے لئے صرف ایک خطرہ ہوگا کہ وہ بچوں کو غیر اسلامی ماحول میں چلائیں تو بعض دفعہ ان کی گندی روایات بھی بیچ میں شامل ہو جاتی ہیں۔ اس لئے میں احتیاط کا کہا کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں ایک سکول میں کئی احمدی بچے ہوں تو ان کا حفاظتی پروگرام یہ ہے کہ وہ سارے اکٹھے رہیں اور اس کے نتیجہ میں انہیں خدا کے فضل سے غیروں سے دفاع کا ایک ذریعہ مل جاتا ہے۔

☆ ناروے میں جہاں چھ مہینے دن رہتا ہے تو وہاں لوگ نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے اس کا بارہا جواب دیا ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے پہلے ہی اس کا حل بیان فرما دیا ہے اور یہ بھی اسلام کی صداقت کی عظیم دلیل ہے۔ جس زمانہ میں عرب میں یہ گمان بھی نہیں تھا کہ دن رات چوبیس گھنٹے کے علاوہ بھی ہو سکتا ہے حضور اکرم ﷺ کو یہ خبر دی گئی کہ دجال کے زمانہ میں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہو جائے گی۔ اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ ساری زمین پر ایسا ہوگا بلکہ یہ مراد تھی کہ اس زمانہ میں لوگوں کے علم میں یہ بات آ جائے گی کہ زمین کے انتہائی شمال میں ایک رات چھ مہینے کی اور ایک دن چھ مہینے کا چڑھتا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا ہوگا تو صحابہ میں سے کسی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ہم پر ایک دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں تو کیا ایسے وقت میں ہم چھ مہینے میں صرف پانچ نمازیں پڑھیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تمہارا جو معمول کا دن ہے چوبیس گھنٹے کا اس کے مطابق خدا تعالیٰ نے پانچ نمازیں اور تہجد تجویز فرمائی ہیں۔ اسی طرح ہر چوبیس گھنٹے میں اس لمبے دن اور رات میں بھی تمہارا معمول ہونا چاہئے۔ چنانچہ اسی حل پر ہم عملدرآمد کرتے ہیں۔

☆ ایک طفل نے پوچھا کہ اگر کوئی غیر احمدی کسی غیر احمدی کو احمدی سمجھ کر مار دے تو کیا وہ شہید سمجھا جائے گا؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آپ کو یہ بڑا

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

پیچیدہ سوال سوجھا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جہاں تک اس شخص کی جوابدہی کا تعلق ہے جہاں تک میرا ظاہری علم ہے خدا تعالیٰ اسے شہید شمار نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا دین جو تھا وہ وقت کے امام کی تکذیب اور انکار تھا۔ جہاں تک مارنے والے کا تعلق ہے تو اس نے تو جہنم اپنے لئے مول لے لی جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ حضور نے فرمایا یہ ہمارا ظاہری فیصلہ ہے۔ اصل فیصلہ اللہ نے کرنا ہے جو دلوں کا حال جانتا ہے۔ اصل فیصلہ مرنے کے بعد ہوگا۔ ہم صرف اندازہ پیش کر سکتے ہیں مگر اللہ قادر مطلق ہے وہ جو چاہے گا اس کے متعلق فیصلہ کرے گا۔

☆ ایک بچے نے دریافت کیا کہ حضرت محمد ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کیا لگتے تھے؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت محمد ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی باپ تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سارا سلسلہ حضرت محمد رسول اللہ کے سلسلہ کی ایک جاری شاخ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ رسول اللہ کا نور از سر نو جاری ہوا ہے۔ جیسے رات کے وقت چاند، سورج کی نمائندگی کرتا ہے بالکل اسی طرح مسیح موعودؑ اس دور میں کوئی نئی روشنی نہیں لائے بلکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی روشنی کو نئے سرے سے پیش کر رہے ہیں۔

☆ آنحضرت ﷺ کے خلفاء کو خلفاء راشدین کیوں کہتے ہیں؟

حضور نے فرمایا کہ اس کا مطلب ہے کہ وہ اللہ کے فضل سے صحیح راستے پر قائم تھے۔ پہلے چار خلفاء کے متعلق ہم قطعیت سے کہہ سکتے ہیں کہ ان کا وہی رستہ تھا جو رسول اللہ نے بتایا تھا جو قرآن کے عین مطابق تھا۔

☆ کیا جرمنی میں واقفین نو بچوں کے لئے اپنا سکول قائم ہو سکتا ہے؟

حضور نے فرمایا کہ یہ مشکل ہے۔ کیونکہ الگ سکول قائم کرنے کی صورت میں سب دیگر مضامین بھی شامل کرنے ہوں گے۔ اس کے اخراجات بہت زیادہ ہیں جو ہم afford نہیں کر سکتے۔ حضور نے فرمایا کہ اس لئے عام سکولوں میں داخل ہوں وہاں سے تعلیم حاصل کریں۔ جہاں تک دینی تعلیم کا تعلق ہے تو ان کی دینی تعلیم کو تقویت دینے کے لئے مختلف نظام جاری ہیں اور وقف نو کی طرف سے رسالے بھی بنائے گئے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت جرمنی اگر ان ساری سہولتوں سے استفادہ کرے تو جہاں تک ممکن ہے ہم ان ذمہ داریوں سے احسن طریق پر سبکدوش ہو سکتے ہیں۔

☆ ایک سوال یہ کیا گیا کہ حج کرنے والوں کے سروں پر ٹوپی کیوں نہیں ہوتی؟

حضور ایدہ اللہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اس لئے کہ حج پیدائش کا منظر پیش کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے نہیں علم کہ کوئی بچہ پیدا ہوا ہو اور ٹوپی اس کے سر پر ہو۔ حضور نے فرمایا کہ حج میں ایک نئی روحانی پیدائش کی خوشخبری ہے جس میں انسان اپنے پہلے سارے گند الگ کر دیتا ہے اور خدا کے ہاں نئی پیدائش شروع کرتا ہے۔ یہ وہ تصویر کشی ہے جس کی وجہ سے آپ وہاں سروں پر ٹوپیاں نہیں رکھتے۔

☆ ایک بچے نے دریافت کیا کہ کیا ہم سوئمنگ پول جا سکتے ہیں؟

حضور نے فرمایا کہ اگر آپ تیرنے کے وقت اسلامی ذمہ داریاں سامنے رکھیں تو ٹھیک ہے مگر کوئی مسلمان ننگے بدن تیر نہیں سکتا۔ اگر کسی جگہ سکول میں لازم ہو کہ آپ نے ننگے بدن تیرنا ہے تو آپ ہرگز وہاں نہ جائیں۔

☆ اس سوال کے جواب میں کہ رسول کریم ﷺ پر قرآن نازل ہوا تو اسے کیسے اکٹھا کیا گیا اور پوری دنیا میں کس طرح پھیلا؟، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن کریم کو محفوظ کرنے کی مختلف صورتیں تھیں۔ بعض دفعہ چمڑوں پر لکھا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں کاغذ کی ایک قسم دستیاب تھی اس کاغذ پر بھی قرآن لکھا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں ساتھ ساتھ حافظ قرآن تیار ہو رہے تھے جو اسے زبانی حفظ کر رہے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ ذمہ داری لگادی کہ وہ تمام حفاظ کی گواہیاں لے کر قراءت کے اختلافات کو دور کریں اور مختلف تحریروں کا موازنہ کریں اور پھر ایک قرآن کی شکل جاری کریں اسے مصحف عثمان کہا جاتا ہے۔ چنانچہ آجکل جو ہمارے پاس قرآن کریم ہے یہ مصحف عثمان کے مطابق ہے۔

☆ جب دو مسلمان ممالک آپس میں جنگ کریں تو کیا مرنے والے شہید ہوں گے؟

حضور نے فرمایا کہ دو مسلمان ممالک اگر وہ سچے مسلمان ہوں تو ایک دوسرے پر حملہ کیوں کریں۔ اگر سیاسی اختلافات ہوں تو وہ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق بیٹھ کر بات چیت سے اسے حل کر سکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ شہید وہ ہوتے ہیں جو خدا کی راہ میں لڑتے ہوئے مارے جائیں اور ان کا قصور اس کے سوا کوئی نہ ہو کہ وہ محض مسلمان ہونے کی وجہ سے مارے جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ جن دو ممالک کی آپ باتیں کر رہے ہیں وہ ایک دوسرے پر صرف مسلمان ہونے کی وجہ سے تو حملہ نہیں کر رہے۔

☆ اس سوال کے جواب میں کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ زمانہ حضرت محمد رسول اللہ کا زمانہ ہے اور قیامت تک آپ کا زمانہ جاری ہے۔ پس اگر کوئی شخص دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس امت کا نبی ہوں تو اس پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث کے حوالوں سے اپنی سچائی ثابت کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق تو قطعیت سے یہ ثابت ہو چکا ہے۔ بعد میں کوئی آئے تو بے شک آئے مگر کب آئے، کس طرح خدا اتارے، یہ خدا کا کام ہے۔ لیکن چونکہ امت محمدیہ میں آئے گا اس لئے آنے والے کا فرض ہے کہ قرآن و حدیث سے اپنی سچائی ثابت کرے۔

☆ ایک بچے نے کہا کہ حضور دعا کریں کہ میں مربی بن جاؤں۔

حضور ایدہ اللہ نے اس کے اس فیصلہ پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مربی بننے کے لئے اپنی تربیت خود کرو۔ مربیوں کو جو مشکلات پیش آتی ہیں ان پر بھی نظر کرو۔ عزم، دعا اور صبر کے ساتھ کوشش کرو۔ میری دعا بھی آپ کے ساتھ ہے۔

☆ ایک اور طفل نے کہا کہ میں نے اپنی زندگی وقف کی ہے حضور کوئی کام بتائیں؟

حضور نے فرمایا کام تو واقفین زندگی کے لئے بے شمار بتا چکا ہوں۔ دراصل غور سے میرے خطبات و خطابات کو سنا کریں۔ ان میں ایک واقف زندگی کے لئے تمام لائحہ عمل موجود ہے۔ احمدیت کا خادم بننا ہے یہ خلاصہ ہے۔ جس طرح بھی بہترین خدمت دین اسلام واحمدیت کی ہو سکے تو کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔

☆ ایک مسلم ملک کی غیر مسلم ملک سے جنگ ہو جائے تو کیا مسلم ملک اس غیر مسلم ملک کی زمین پر قبضہ کر سکتا ہے؟

حضور ایدہ اللہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اوّل تو کسی مسلم ملک کو جنگ میں پہل کرنی ہی نہیں چاہئے۔ اسے اس کی اجازت ہی نہیں۔ اگر دوسرے نے اس پر حملہ کیا ہے تو ظاہر ہے کہ مسلم ملک کی زمین چھیننے کے لئے حملہ کیا ہے۔ جس طرح وہ اگر مسلم ملک کی زمین چھین لیتے تو اپنی ہی سمجھتے اسی طرح اگر مسلم ملک ان کی کوشش کو ناکام بنادے اور ان کی زمین چھین لے تو یہ ان کی ہی سمجھنی چاہئے۔ لیکن اس زمانہ میں یو۔این۔او کے تابع بڑی قوموں نے کسی ملک کا جو جغرافیہ بنادیا ہے وہ اسے قائم رکھتے ہیں اور یہ اخلاقی قانون نہیں چلتا۔

☆ ایک بچے نے کہا کہ اللہ سب سے طاقتور ہے تو اسے فرشتے بنانے کی کیا ضرورت ہے؟

حضور نے فرمایا کہ اللہ کی طاقت کے اظہار میں فرشتوں کا پیدا کرنا بھی شامل ہے، انسانوں کا پیدا کرنا بھی شامل ہے، کائنات کا پیدا کرنا بھی شامل ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی طاقت کے مظہر ہیں۔

سوالات کے اختتام پر اطفال کا نظم خوانی کا مقابلہ ہوا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ از راہ شفقت اس موقعہ پر سٹیج پر رونق افروز رہے۔ مختلف بچوں نے اپنی خوبصورت مترنم آوازوں میں آنحضرت ﷺ کی مدح اور اسلام کی خوبیوں اور نیک نصائح پر مشتمل خوش الحانی سے نئی نئی طرزوں میں منظوم کلام پیش کیا۔ یہ پاکیزہ کلام دلوں پر ایک عجیب روحانی کیفیت پیدا کرنے والا تھا۔ مقابلہ کے آخر پر ججز نے نمایاں پوزیشن لینے والے اطفال کے ناموں کا اعلان کیا۔ حضور نے از راہ شفقت ان سب بچوں کو شرف مصافحہ بخشا اور انہیں محبت اور دعاؤں سے نوازا۔ بعد ازاں حضور ایدہ اللہ خدام کی حوصلہ افزائی کے لئے فٹ بال اور کبڈی کے میچز دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے جہاں کھلاڑیوں کو شرف مصافحہ بخشا، ان کے ساتھ تصاویر اتروائیں اور کچھ دیر وہاں بیٹھ کر انہیں اپنی دعاؤں اور برکتوں سے نوازا۔

مجلس عرفان

۱۵ر مئی کو ہی ۲۰۔۴ پر نماز ظہر و عصر کے بعد مقام اجتماع میں مجلس عرفان کا آغاز ہوا۔ یہ مجلس اردو میں منعقد ہوئی۔ چند ایک اہم سوالات مع مختصر جوابات اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہیں۔

☆ کیا اسلام کی رو سے ایک عورت نکاح پڑھا سکتی ہے؟

حضور نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ جہاں تک سنّت نبوی کا تعلق ہے مجھے ایک بھی واقعہ یاد نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کسی عورت نے نکاح پڑھایا ہو۔

☆ انسان کے مرنے پر روح تو خدا کے حضور حاضر ہو جاتی ہے تو میّت کو غسل دینے سے کیا اسے کوئی فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آپ زندہ جسم کی صفائی کرتے ہیں۔ صفائی خدا تعالیٰ کو پسند ہے اس لئے زندہ کی صفائی ہو یا مردہ کی، صفائی ضروری ہے۔ حضور نے فرمایا کہ عموماً پاک بدن کی روح بھی پاک و صاف ہی ہوتی ہے۔ اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ آگے بڑھاتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی بدن کو پاک و صاف کرو۔

☆ ایک دوست نے سوال کیا کہ جب زمین میں اللہ تعالیٰ کی توحید قائم ہو جائے گی تو کیا پھر بھی انسانوں کی تخلیق کا سلسلہ جاری رہے گا؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ جاری رہے گا تو اس کی صفات بھی جاری رہیں گی اور اس کی صفات میں تخلیق بھی ایک صفت ہے۔

☆ ایک اور سوال کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگر کسی احمدی کو نظام جماعت کی خلاف ورزی کی بنا پر اخراج کی سزا ملی ہو اور وہ اپنے آپ کو احمدی کہتے ہوئے مرتا ہے اور ارتداد اختیار نہیں کرتا تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا احمدیوں پر فرض ہے۔

☆ اس سوال کے جواب میں کہ ڈاڑھی کیوں رکھتے ہیں؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ڈاڑھی رکھنا سنت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سنّت جاری فرمائی اور یہ سنّت پہلے انبیاء میں بھی تھی اور اللہ نے مرد اور عورت میں ایک فرق بھی رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کو ڈاڑھی دی اور عورت کو نہیں دی۔ عورت کے ڈاڑھی ہو تو وہ شرم محسوس کرتی ہے۔ مرد کے داڑھی ہو تو اسے اس بات کو اپنے لئے عزت متصور کرنا چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ آجکل مغرب میں بھی ڈاڑھی کا رواج عام ہو رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ انشاء اللہ ڈاڑھی کا رواج احمدیت کی ترقی کے ساتھ ساتھ اور بھی عام ہوتا چلا جائے گا۔

☆ ایک بچے نے پوچھا کہ ہم قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز کیوں پڑھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اس

باقی صفحہ نمبر ۲۴ پر ملاحظہ فرمائیں

قرارداد تعزیت بروفات محترم سید فضل احمد صاحب آف پٹنہ امیر جماعت احمدیہ بہار

منجانب صدر انجمن احمدیہ قادیان

رپورٹ ناظر اعلیٰ کہ جناب سید فضل احمد صاحب امیر صوبائی بہار، پٹنہ میں بتاریخ ۹۹-۶-۲۰ وفات پاگئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ صوبہ بہار کے دوسرے صحابی حضرت سید وزارت حسین صاحبؓ کے فرزند تھے اور آپ کے تایا حضرت سید ارادت حسین صاحبؓ صحابی کی نواسی محترمہ صوفیہ فضل صاحبہ آپ کی اہلیہ ہیں جو عرصہ سے صدر صوبائی لجنہ اماء اللہ بہار کے طور پر خدمت بجالا رہی ہیں۔

محترم سید فضل احمد صاحب نے میٹرک تک تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان میں تعلیم پائی۔ ۱۹۴۴ء میں تعلیم الاسلام کالج کا قیام ہوا تو آپ اس میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ تقسیم ملک کے وقت آپ لاہور منتقل ہوگئے تو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کو ہدایت دی کہ آپ وطن واپس جائیں اور مقابلہ کا امتحان دیں۔ چنانچہ آپ نے آئی-پی-ایس کا امتحان دیا اور اس میں ترقی کرتے بالآخر ڈی-جی-پی بہار کے عہدہ سے اعزاز واحترام سے ریٹائر ہوئے۔ آپ اپنی سروس میں جماعت اور مسلمانوں کی خدمات بجالاتے رہے۔ آپ تقسیم ملک کے بعد باوردی بٹالہ کے ڈی-ایس-پی سے ملاقات کو گئے تاکہ قادیان بحفاظت پہنچنے کا انتظام کرسکیں۔ لیکن آپ کا عہدہ اس وقت بھی اس ڈی-ایس-پی سے بڑا تھا وہ چھپ گیا قادیان میں آپ نے باوردی سارے قادیان کا چکر لگایا تا عوام کو یہ معلوم ہو کہ ہندوستان میں ایسے عہدہ پر یہ احمدی متعین ہیں۔

آپ پولیس ٹریننگ اکیڈمی بمقام ماؤنٹ آبو حیدر آباد کے ڈپٹی ڈائرکٹر ٹریننگ بھی رہے۔ آپ کے شاگردوں میں سے متعدد I.P.S. افسران گورداسپور-امرتسر وغیرہ میں ایس-پی متعین تھے۔ آپ کے قادیان جلسہ سالانہ پر آنے پر وہ ہمیشہ احتراماً آپ کا استقبال کرنے اور قادیان پہنچانے کا انتظام کرتے تھے۔ آپ کی آمد حکام ضلع اور پنجاب پر گہرا اثر ڈالتی تھی۔

آپ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممبر تھے اور مرکزی وفود جو اعلیٰ حکام سے ملاقات کیلئے دہلی جاتے تھے ان میں بھی آپ کو شمولیت کا موقعہ میسّر آیا۔ مثلاً جناب گیانی ذیل سنگھ صاحب صدر جمہوریہ ہند سے ملاقات ۲۳/اگست ۱۹۸۳ء کو ہوئی تھی۔ اور قرآن مجید گورمکھی کا تحفہ پیش کیا گیا تھا۔ صدر جمہوریہ ہند آر وینکٹ رمن صاحب کو جس وفد نے قرآن مجید انگریزی کا ہدیہ پیش کیا اُس میں بھی آپ شامل تھے۔ اور اس وقت ملاقات میں آپ نے D.G.P. کے عہدہ سے ریٹائر ہونے کا ذکر کیا تھا۔ یہ ملاقات ۱۹۸۸-۲-۱۸ کو ہوئی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی منظوری سے آپ کو جلسہ سالانہ قادیان پر صدارت کرنے اور انگریزی میں تقاریر کرنے کی سعادت ملتی رہی۔ آپ ہمیشہ شکر وامتنان کے ساتھ ذکر کرتے تھے کہ حضرات خلفاء کرام کے مشوروں اور ہدایات آپ کی ترقیات کا موجب ہوتے رہے ہیں۔

بہار میں صوبائی نظام قائم ہونے کے بعد سے آپ صوبہ بہار کے امیر صوبائی تادمِ واپسیں رہے۔ دنیوی طور پر اپنے سابق عہدہ جلیلہ پر فائز رہنے کی وجہ سے خدماتِ سلسلہ میں آپ کو ممتاز نصرت حاصل ہوئی تھی۔ اور جو بھی ہدایات خلفاء کرام سے ملتی تھیں آپ اپنی گہری عقیدت کی وجہ سے پوری طرح اس پر عامل رہتے تھے۔

ایک مرتبہ لندن جانے پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیسٹس کی تدوین کا کام بھی آپ سے لیا۔ آپ کئی سال سے بیمار تھے تاہم آپ پھر بھی تندہی سے خدمات سلسلہ بجالاتے رہے۔

آپ کی اولاد علی الترتیب محترم ڈاکٹر سید نعیم احمد صاحب اوپن ہارٹ سرجن امریکہ میں قیام رکھتے ہیں۔ محترم سید محمود احمد صاحب جماعت احمدیہ کلکتہ کے صدر رہے ہیں اور اِن دنوں برطانیہ میں ایک فرم میں عہدہ جلیلہ پر فائز ہیں۔ اور محترم سید طارق احمد صاحب I.R.S. ان دنوں دہلی جماعت کے صدر اور محترم سید مبارک احمد صاحب امریکہ میں مقیم ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ اوّلین بار جلسہ سالانہ قادیان پر تشریف لائے تو بہت سی خدمات محترم سید فضل احمد صاحب کے سپرد ہوئیں اور حضرت صاحبزادی سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی شدید علالت کی وجہ سے محترمہ صوفیہ فضل صاحبہ کو بھی خدمت کا موقعہ ملا۔ محترم سید فضل احمد صاحب علم دوست اور باہمت اور ہر تحریک پر دل وجان سے لبیک کہنے والے خوش مزاج حلیم الطبع۔ بزرگانِ سلسلہ کا احترام کرنے والے تھے۔

بغرض فیصلہ پیش ہے:

پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ تینوں انجمنیں آپ کی وفات پر آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ، آپ کی ہمشیرہ سیدہ رقیہ بیگم صاحبہ اور چاروں بیٹیوں اور باقی افراد خاندان سے دِلی تعزیت کرتی ہیں۔ اور آپ کی مغفرت اور رفع درجات کیلئے اللہ کے حضور دست بدُعا ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (زیر فیصلہ صدر انجمن احمدیہ قادیان 84-غ-م / 21-6-99

بقیہ: دورہ جرمنی از صفحہ نمبر ۲۱

لئے کہ تا سب مسلمانوں میں یکجہتی اور اتحاد پیدا ہو۔ وہ ایک ہاتھ پر اٹھیں اور بیٹھیں۔ اس میں پیغام یہی ہے کہ تم امت واحدہ بن کر رہنا۔

☆ ایک دوست نے کہا کہ حضور نے بوسنیا سے متعلق جو نظم کہی تھی اس میں ایک مصرعہ یہ تھا کہ "جس جس نے اجاڑا تجھے ہو جائے گا برباد"، آج کل یوگوسلاویہ سے جو کچھ ہو رہا ہے کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان حالات پر یہ مصرعہ صادق آرہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آجکل یوگوسلاویہ سے جو کچھ ہو رہا ہے اس میں نہ صرف اس دعا بلکہ دوسری دعائیں جو احمدیوں نے کیں اور مسلسل کر رہے ہیں ان سب کا حصہ ہے۔

کوسووا کے تعلق میں نیٹو کے یوگوسلاویہ پر حملوں کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ نیٹو والے کوسوون کی جو مدد کر رہے ہیں اس میں ان کے مخفی ارادے بھی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ کوسودن کی مدد کے لئے یہ ممکن تھا کہ آغاز میں ہی جب ابھی بمبارمنٹ شروع نہیں ہوئی تھی تو روس اور چین سے جیسے یہ پیسے دے کر معاہدے کرالیتے ہیں یہ معاہدہ بھی یو این او کے توسط سے کرالیتے کہ وہاں اقوام متحدہ کی امن فوج ہو تو کسی بمبارمنٹ کی نوبت ہی نہ آتی کیونکہ اگر یوگوسلاویہ کی فوج ان پر حملہ کرتی تو وہ سب دنیا کو اپنا دشمن بنالیتے۔ اس موقعہ کو انہوں نے ہاتھ سے گنوادیا۔ سوال یہ ہے کہ کیا وجہ ہے۔ یہ دانشمندی کی کمی ہے یا کوئی اور وجہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میرے نزدیک تو یہ قومیں بہت گہری سوچ بچار سے کام لیتی ہیں۔ انہیں غیر دانشمند نہیں کہا جاسکتا۔ اس لئے میرے نزدیک اس کا ایک اور نتیجہ ہے۔ ان کا ارادہ یہ ہے کہ بظاہر دنیا سے تیسری عالمی جنگ کا امکان ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے وہ روس کے سب سے بڑے مددگار یوگوسلاویہ کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرا اس دوران یورپ کے دل میں بسنے والے جو مسلمان ہیں وہ ساتھ ساتھ کمزور بھی ہوتے جائیں گے۔ ان کی پرانی پالیسی ہے کہ یورپ کے دل میں مضبوط اسلامی سلطنت یعنی اسلام کے نام پر سلطنت قائم نہ ہونے پائے کیونکہ انہیں خدشہ ہے کہ اس طرح انتہا پسند مسلمان یہاں پناہ لے کر یورپ میں بیٹھ کر اپنی کارروائیاں کریں گے۔ یہ ان کا جائز خطرہ ہے۔ چنانچہ پہلے بوسنیا میں ایسا کیا گیا اور اب کوسووا میں تاکہ اگر مسلمانوں کی حکومت قائم بھی ہو تو اسے یقین ہو کہ ہم مغرب کے سہارے چل رہے ہیں اور پھر وہ مغرب سے بے وفائی نہیں کرسکیں گے۔

اس سوال کے جواب میں کہ کوسووا کے حالات کیسے ٹھیک ہو سکتے ہیں، حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کہ مسلسل سارے احمدی دعائیں کریں ان حالات کا بظاہر ٹھیک ہونا نظر نہیں آتا۔

☆ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک شعر:

اک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

کی تشریح دریافت کی گئی تو اس کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ روحانی فتوحات ہونے کا وعدہ ہے اور یہ وعدہ ہے کہ سب دنیا میں داؤد کی حکومت قائم ہوگی اسی لئے یہود ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہے ہیں کہ باوجودیکہ حضرت داؤد کو نبی نہیں کہتے پھر بھی ان کی مسلسل ساری دنیا میں یہ کوشش جاری ہے کہ ہم جو داؤد کے نمائندہ ہیں ہماری سب دنیا میں حکومت ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر ان کی امیدوں پر پانی پھیر رہا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو داؤدؑ کا نمونہ بنایا ہے۔ پس اگر کُل عالَم پر کوئی حکومت قائم ہوگی تو جماعت احمدیہ کی ہوگی۔

☆ ایک سوال یہ کیا گیا کہ کیا کسی فوت شدہ پر سورۃ یٰسین پڑھی جاسکتی ہے؟ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سورۃ یٰسین زندگی میں مرتے وقت پڑھی جاتی ہے۔ مرنے کے بعد پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ اس سورۃ میں ایسے دعائیہ کلمات ہیں جن سے روح کے اطمینان پاکر امن وسکون میں داخل ہونے کا ذکر ہے۔ اس میں سب کی طرف سے دعا بھی شامل ہو جاتی ہے۔

☆ ایک سوال یہ کیا گیا کہ آنحضرت ﷺ کے خلفاء راشدین کی مستقبل کے متعلق کوئی پیشگوئیاں کیوں تاریخ میں محفوظ نہیں ہیں؟ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں خلفاء کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں وہ مسلسل پوری ہوتی رہی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ صحابہ کو بھی الہامات ہوتے تھے مگر وہ اپنے الہامات کو اپنے تک محدود رکھتے تھے تاکہ قرآنی وحی کے ساتھ کوئی اشتباہ نہ ہو جائے۔ عموماً خلفاء کا طریق یہی تھا کہ اس زمانہ میں قرآن کریم کی حفاظت کی خاطر وہ اپنے الہامات کو اپنے تک محدود رکھا کرتے تھے۔

☆ لوگ حج میں سفید کپڑا اور اَن سلا کپڑا کیوں پہنتے ہیں؟ اس کا جواب دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کفن بھی سفید ہوتا ہے اور اَن سلا ہوتا ہے۔ وہی حال حج کا ہے گویا انسان خدا کے حضور مر گیا اور جس طرح مُردہ کو جسے کفن میں لپیٹ کر دفناتے ہیں اللہ تعالیٰ نئی زندگی عطا فرماتا ہے۔ اسی طرح ہم یہ امید رکھتے ہوئے حج میں خدا کے حضور حاضر ہوتے ہیں کہ ہم نے تیری خاطر خود ایک موت قبول کی ہے پس تو ہمیں ایک نئی زندگی عطا فرما۔

اس کے علاوہ بھی کئی اور دلچسپ سوال ہوئے۔ قریباً ۳۵۔۵ بجے یہ مجلس عرفان ختم ہوئی۔ اس کے آخر پر خدام الاحمدیہ کا نظم کا فائنل مقابلہ ہوا۔ اس دوران حضور انور ایدہ اللہ ازراہِ شفقت سٹیج پر تشریف فرما رہے اور تمام نظمیں سنیں۔ بعد ازاں حضور ایدہ اللہ نے نومبایع خدام کو شرفِ مصافحہ عطا فرمایا اور پھر واپس مسجد نور فرینکفرٹ تشریف لے گئے۔ (باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

منقولات عُرس کے دنوں میں نماز کا انتظام نہیں

لدھیانہ ۱۴ر جون (عثمان) امام مجدد الف ثانی سرہندی کے مزار کی زیارت کرنے آئے زائرین کیلئے کوئی معقول انتظام نہیں۔ ہر سال کی طرح اس سال تلاوت کرنے والے قاری موجود نہیں تھے۔ زائرین کی بڑی تعداد گوردوارہ فتح گڑھ صاحب میں ٹھہری اور گوردوارہ صاحب کے انتظام سے کافی متاثر ہوئے۔ ان خیالات کا اظہار سہارنپور سے آئے جید عالم دین مولانا عبداللہ مظاہری نے غیر رسمی بات چیت میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب امام صاحب پیدا ہوئے تو اسی رات اکبر بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ شمال کی جانب سے تیز آندھی چلی ہے جس نے اکبر بادشاہ کے تخت و تاج کو نیست و نابود کر دیا۔ اکبر بادشاہ نے خواب کی تعبیر معلوم کی تو پتہ چلا کہ کوئی ایسی ہستی پیدا ہو چکی ہے جو اکبر کے تخت و تاج کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گی۔ مولانا نے کہا کہ آج بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ جس ہستی نے ساری زندگی ظلم اور بدعت کے خلاف گزاری غریبوں کی امداد کر عوام کو خدا کا راستہ دکھایا آج اسی عظیم ہستی کے مزار پر نئی نئی بدعتیں شروع کی جا رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہر سال ملک و بیرون ملک سے ہزارہا لوگ حضرت کے مزار کی زیارت کرنے آتے ہیں لیکن ان کے رہنے کا کوئی معقول انتظام نہیں کیا جاتا اس کے برعکس ساتھ لگتے گوردوارہ صاحب میں زائرین کو زیادہ مراعات ہر سال ملتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کچھ سالوں سے ہوٹل اور کھانے پینے کی دکانیں درگاہ شریف کے اندر لگائی جاتی ہیں جس کی وجہ سے درگاہ شریف میں شدید گرمی ہو جاتی ہے اور یہ دکاندار اندرونی احاطہ میں بہت گندگی پھیلاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت نے تو کبھی نماز قضا نہیں کی لیکن عرس کے دنوں میں نماز کا کوئی خاص انتظام نہیں کیا جاتا اور نماز کے وقت لاؤڈ سپیکر بھی بند کر دیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ضرورت ہے کہ عرس کے دنوں میں امام صاحب کی تعلیمات سے آئے ہوئے زائرین کو روشناس کروایا جائے۔

ہند سماچار جالندھر ۱۵ جون ۹۹

کرگل جنگ پر جمیعۃ العلماء ہند کا بیان

سہارنپور ۲۱ جون (نامہ نگار): مسلمانوں کی نمائندگی کرنے والی بڑی جماعت جمیعت العلمائے ہند نے جموں و کشمیر میں پاکستان کی طرف سے گھس پیٹھ کرانے اور بھارت کے ساتھ پراکسی جنگ شروع کی جانے پر شدید مذمت کرتے ہوئے اسے اس امر کی تنبیہہ بھی دی ہے کہ اگر اس نے اپنے گھس پیٹھیوں کو جلد واپس نہ بلایا اور بھارتیہ علاقہ کو خالی نہ کیا تو پھر پاکستان کو اس کا انجام بھگتنے کیلئے تیار رہنا چاہئے۔

جمیعت العلمائے ہند کے سیکرٹری اور جامعہ مسجد کے منتظم مولانا محمد فرید نے اپنے تنظیم کی ایک میٹنگ کے بعد ایک بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ مصیبت کی اس گھڑی میں سارا مسلم طبقہ بھارت سرکار کے ساتھ ہے اور دیش کی حفاظت کیلئے ہر قربانی دینے کو تیار ہے۔

جناب فرید نے کہا کہ پاکستان کو بھارت کے مسلمانوں کے بارے میں کسی قسم کی غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ تمام بھارتیہ مسلمان سچے دیش بھگت ہیں اور وہ اپنے دیش کیلئے پہلے بھی اپنا لہو بہاتے رہے ہیں۔ آئندہ بھی ملک کی حفاظت کیلئے ہر قربانی دینے کو تیار ہیں۔ جناب فرید نے کہا کہ جنگ آزادی میں بھی مسلمانوں نے شہادت دی۔ حوالدار عبدالحمید نے پہلی ہندپاک جنگ میں پاکستان کا پٹن ٹینک توڑ کر جام شہادت نوش کیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ اس بار بھی لیفٹیننٹ حنیف الدین نے اپنے دیش کیلئے پاکستان سے لڑتے لڑتے اپنی قربانی دے دی۔ جناب فرید نے کہا کہ پاکستان ہمارا دشمن ہے۔ لہٰذا بھارتیہ مسلمان اس کے ساتھ دشمنوں جیسا ہی سلوک کرے گا۔ مسلم رہنما نے بھارت کی سرحدوں کی حفاظت کیلئے لڑ رہی بھارتیہ فوجوں کی سراہنا کرتے ہوئے کہا کہ سارا مسلم طبقہ بھارتیہ جانباز افواج کے ساتھ ہے۔ جامعہ مسجد کے علاوہ دیگر مسجدوں میں مسلمانوں نے نماز ادا کرنے کے بعد دیش کی سلامتی کیلئے خدا سے دُعائیں کیں۔ اس میٹنگ میں حافظ محمد انعام، نوشاد احمد، حافظ محمد اسلام کے علاوہ بھاری تعداد میں مسلم لیڈر اور ورکر شامل تھے۔ آخر میں مفتی محمد طیب صاحب نے بھارت کے دشمن پر فتح کی دُعا مانگی۔ (ہند سماچار ۲۲-۶-۹۹)

ہفتہ قرآن مجید

جماعت احمدیہ سونگھڑہ سے ماہ رواں کے شروع میں ہفتہ قرآن مجید منایا اسی سلسلہ میں ۷ جولائی کو ایک خصوصی جلسہ خاکسار کی صدارت میں ہوا۔ جس میں عبدالحفیظ صاحب، محمد ذکریا صاحب سید انوار الدین صاحب، میر کمال الدین صاحب اور شمیم احمد صاحب نے تقریر کی۔ اور قرآن مجید کے فضائل و برکات بیان کئے۔ صدارتی خطاب کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ (صدر جماعت سونگھڑا)

اگر توبہ کے ثمرات چاہتے ہو تو عمل کے ساتھ توبہ کی تکمیل کرو

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

معاندین احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دُعا بکثرت پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

افسوس! میری والدہ محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ آف پونچھ (کشمیر) وفات پا گئیں

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ اور کل ہماری باری ہے

محترمہ والدہ مرحومہ کی زندگی قابل تقلید اور قابلِ رشک تھی آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند نہایت غیور، باہمت، قناعت شعار، متقی، تہجد گزار اور خیرات کرنے والی تھیں۔ آپ کے دل میں جماعت کے نمائندگان کی بے پناہ عزّت تھی۔ اکثر قادیان سے آنے والے مبلغین اور نمائندگان کی عزّت اکرام کرتیں۔ گھر میں ٹھہراتیں اور خدمت میں خوشی محسوس کرتی تھیں۔ محترمہ والدہ مرحومہ کو اپنی پھوپی اہلیہ حضرت مولانا رحمت علی صاحب آف سیالکوٹ کی تربیت میں لمبا عرصہ رہنے کا موقعہ ملا۔ اس کے بعد وہ ۱۹۲۰ء تا ۱۹۳۰ء قادیان کی مقدس بستی میں رہیں اور سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پُر معارف خطبات سے بہرہ ور ہونے کی توفیق پائی۔ حضور پُر نور کی ازواج مطہرات سے فیض حاصل کرنے کا بھی موقعہ میسّر ہوا۔ آپ اکثر اُن کی روایات بیان فرمایا کرتی تھیں۔ آپ کو احمدیت سے والہانہ محبت تھی۔ اکثر مبلغین کے واقعات بیان فرمایا کرتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ اُنہوں نے ناچیز کو اس وقت وقف کیا جب میں شکم میں تھا۔ کہ اگر بیٹا ہوا تو میں وقف کروں گی۔ اُن کی شدید خواہش تھی کہ میرا بیٹا مبلغ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی اس خواہش کو پورا فرمایا۔ اور ناچیز کو خدمتِ سلسلہ کی توفیق بخشی۔

مرحومہ پونچھ کے ایک گاؤں شیندرہ میں پیدا ہوئیں۔ اور پرورش اپنی پھوپی کے پاس سیالکوٹ میں پائی اپنے والد مرحوم کے ساتھ اُنہوں نے پونچھ تا قادیان دس مرتبہ پیدل سفر طے کیا یہ سفر سیالکوٹ تک دس دن کا بیان کیا جاتا ہے۔ جلسہ سالانہ کی شوق میں اُس زمانہ میں جموں و کشمیر کے اکثر دوست پیدل ہی جایا کرتے تھے۔

مرحومہ ۱۹۰۵ء کو پیدا ہوئیں۔ مورخہ دس جون ۱۹۹۹ء بروز جمعرات شب ۱۱ر بجے بعمر ۹۵ء سال حرکتِ قلب بند ہونے کی وجہ سے اپنی جان، جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ اِنا للہ وَانا الیہ راجعون۔

آپ اپنے پیچھے دو بیٹے اور تین بیٹیوں کی اولاد ۱۰۶ پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں اور پڑپوتے اپنی یادگار چھوڑ گئیں۔

آپ کی نماز جنازہ اپنے گاؤں پٹھانہ تیر میں ادا کی گئی۔ جس میں گرد و پیش کی جماعتوں کے کثیر احمدی احباب کے علاوہ بعض غیر از جماعت رشتہ داروں نے بھی شرکت کی۔ مرحومہ کی وصیّت کے مطابق خاکسار نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس موقعہ پر گاؤں کے غیر احمدی احباب نے غیر معمولی تعاون کیا اور تقریباً ایک ہزار کی تعداد میں افراد نے جنازہ کے ساتھ شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔ مرحومہ موصیہ تھیں لیکن موجودہ حالات کے پیش نظر قادیان نہ لے جایا جاسکا۔ آخر میں قارئین کرام سے یہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہم سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ہمیں اپنی والدہ مرحومہ کے نیک نمونہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

(بشارت احمد بشیر سابق مبلغ انچارج صوبہ بہار حال مقیم نشیمن کوکب پونچھ)

درخواست دُعا

مکرم عبدالباسط صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بڈھانوں کی والدہ محترمہ کی صحت اکثر خراب رہتی ہے ان کی کامل صحت یابی کیلئے نیز ان کے علاوہ مکرم عبدالعزیز صاحب بھٹی امیر علاقہ راجوری کے بہتر رنگ میں خدمت دین کی توفیق پانے کیلئے چھوٹے بھائی کے بہتر رشتہ ملنے کیلئے نیز اہل و عیال کی دینی و دنیوی ترقیات اور جملہ پریشانیوں کے ازالہ کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (امانت بدر-/۱۵۰) (ظہیر احمد خادم منیجر بدر)

اعلان نکاح و رخصتانہ

مکرم نثار احمد صاحب ابن مکرم حاجی محمد منشی صاحب جماعت احمدیہ گورسائی کا نکاح عزیزہ کلثوم بیگم صاحبہ بنت اکبر حسین صاحب گورسائی کے ساتھ مبلغ -/۶۰۰۰۰ (ساٹھ ہزار روپے) حق مہر پر خاکسار نے ۲۴-۶-۹۹ کو پڑھا اور اسی روز بعد نماز ظہر رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ اس رشتہ کے دونوں خاندانوں کیلئے ہر جہت سے بابرکت ہونے کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (امانت بدر-/۵۰) (نثار احمد ساجد خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ گورسائی)

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

.Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (091) 01872-70757
FAX:(091) 01872-70105

Vol - 48 | Thursday, 22/29th July, 1999 | Issue No. 29-30

جماعتہائے احمدیہ بھارت کی گیارہویں مجلس مشاورت

جملہ امراء کرام وصدر صاحبان بھارت کی خدمت میں ضروری گزارش

جیسا کہ قبل ازیں اخبار بدر میں اعلان کیا جاچکا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال جماعتہائے احمدیہ بھارت کی گیارہویں مجلس مشاورت کے انعقاد کیلئے جلسہ سالانہ قادیان کے اگلے روز ۱۶؍نومبر ۱۹۹۹ء کی تاریخ منظور فرمائی ہے۔

اس سلسلہ میں جملہ جماعتہائے احمدیہ بھارت کے امراء کرام و صدر صاحبان کی خدمت میں مجلس مشاورت سے متعلق ضروری سرکلر ارسال کیا جاچکا ہے۔ عہدیداران جماعت سے گزارش ہے کہ وہ سرکلر مجلس مشا... ۲۸-۷-۵۵ کے شرائط کے مطابق شوریٰ بھارت میں شرکت کرنے والے صائب الرائے منتخب نمائندگان کے نام ۱۰؍اکتوبر ۱۹۹۹ء تک سیکرٹری شوریٰ قادیان کو بھجوادیں۔ اسی طرح اگر کوئی جماعت شوریٰ کیلئے ملک گیر تبلیغی وتربیتی نوعیت کے اہم معاملات پر مشتمل تجاویز پیش کرنا چاہتی ہوں تو جماعتی شوریٰ کے بعد ۳۰؍ستمبر ۱۹۹۹ء سے قبل دفتر مجلس مشاورت قادیان کو بھجوادیں۔ (سیکرٹری مجلس مشاورت بھارت قادیان)

سالانہ اجتماع انصار اللہ بھارت ۹۹ء

اراکین مجالس انصار اللہ بھارت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال سالانہ اجتماع انصار اللہ بھارت کیلئے 27-26 ستمبر بروز اتوار اور پیر کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اراکین مجالس نوٹ فرمالیں اور ابھی سے اس بابرکت اجتماع میں شمولیت کی تیاری شروع کردیں۔ اور دعا کریں اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو غیر معمولی کامیاب اور بابرکت بنائے (آمین)

[صدر مجلس انصار اللہ بھارت قادیان]

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سیدنا حضرت امیر المومنین نے امسال سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ بھارت کیلئے ستمبر کی ۲۸، ۲۹؍اور ۳۰؍تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ تفصیلی پروگرام بذریعہ سرکلر مجالس کو بھجوایا گیا ہے رسالہ مشکوٰۃ کے اگلے شمارہ میں بھی شائع کیا جائے گا۔ (اگر پارلیمنٹری الیکشن کی وجہ سے تاریخوں میں تبدیلی کرنی پڑی تو مجالس کو مطلع کردیا جائے گا) تمام مجالس ابھی سے اس کی تیاری شروع کریں۔

اللہ تعالیٰ مرکز احمدیت میں منعقد ہونے والے اس اجتماع کو ہر طرح سے کامیاب فرمائے۔

(صدر اجتماع کمیٹی مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

علم الابدان کی دُنیا کا ایک عظیم شاہکار

ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر دیئے گئے لیکچروں کا مجموعہ (صفحات 902)

ملنے کا پتہ ......

نظارت نشرواشاعت قادیان ضلع گورداسپور پنجاب (بھارت)

ٹیلی فون نمبر: 01872-70749 فیکس: 01872-70105

The First ISLAMIC Satellite Channel

BROADCASTING ROUND THE CLOCK

AUDIO FREQUENCY		
URDU	:	6.50
ENGLISH	:	7.02
ARABIC	:	7.20
BENGALI	:	7.38
FRENCH	:	7.56
DUTCH	:	7.74
TURKISH	:	8.10

SATELLITE	:	INTELSAT 703 IS -703 AT 57* E
DECODER	:	C Band
POSITION	:	57* East
POLARITY	:	Left Hand Circular
DISH SIZE	:	Max. 8 Ft
VIDEO FREQUENCY	:	4177.5 Mhz
AUDIO FREQUENCY	:	6.50 Mhz

E Mail : mta @ bitinternet . com

☆...... اگر آپ خود یا اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم سے روشناس کرانا چاہتے ہیں۔
☆...... اگر آپ موجودہ فحاشی سے بھرپور ٹی وی چینلز سے بچ کر اپنی اور اپنے بچوں کی اخلاقی وروحانی پرورش کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہمیشہ

مُسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل

ہی دیکھئے۔ اس میں نماز سکھانے۔ قرآن مجید سکھانے کے علاوہ حضرت امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے درس القرآن۔ ترجمۃ القرآن و ہومیوپیتھی کلاس اور مجالس عرفان نشر ہوتی ہیں۔
علاوہ ازیں زبانیں سکھانے اور کمپیوٹر وسائنس سے متعلق دیگر معلومات سے بھرپور پروگراموں سے بھی آپ استفادہ کرسکتے ہیں۔
☆...... جماعت احمدیہ کا عربی رسالہ التقویٰ لنڈن۔ انٹرنیشنل الفضل لنڈن۔ جماعتی کتب اور دیگر معلومات Computer Internet پر دیکھ سکتے ہیں۔ جس کا نمبر اوپر دیا گیا ہے۔
☆...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات۔ ہومیوپیتھک کلاسز اور دیگر ضروری پروگرام کی ویڈیو کیسٹ حاصل کرنے کیلئے نیچے لکھے پتہ جات پر رابطہ قائم کریں۔
نوٹ : ایم ٹی اے کی جملہ نشریات کاپی رائٹ © قانون کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ اس کے کسی بھی حصہ کی بلا اجازت اشاعت یا نشر خلاف قانون ہے۔

NAZARAT NASHRO - ISSHAAT
MTA QADIAN
Ph: 01872-20749 Fax : 01872 - 20105

MTA International , P.O . Box 12926, London SW 18 4ZN
Tel : 44-181 870 0922 Fax : 44 - 181 875 0249
Internet code : http://www.alislam.org/mta

ڈیزائننگ وکمپوزنگ: کرشن احمد۔ مصباح الدین۔ اعجاز احمد